چراغِ راہ

ضیاء الصراط علیٰ حیلة اسقاط

حیلہ اسقاط قرآن و سنت کی روشنی میں

تالیف

عبد الرحمن مروت

چراغ راہ

ضیاء الصراط علی حیلۃ اسقاط

(حیلہ اسقاط قرآن وسنت کی روشنی میں)

تالیف

عبدالرحمن مروت

ایم فل ان سیرۃ، ایم اے حدیث، انٹرنیشنل اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد

فاضل دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف ضلع سرگودھا (پنجاب) پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نشان منزل

نمبر شمار	نام مضامین	صفحہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

مادر علمی!

آفتاب ماہتاب میکدۂ علم ودانش

دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف

کے نام

جس کے گنبد بیضاء نے گنبد خضراء علی صاحبھا التحیۃ والثناء کی ضیاء پاش شعاعوں سے فیضیاب ہو کر ہزاروں طلباء کو شناور علم و عرفان، پیار و محبت اور عشق خود آگہی سے آشنا کیا۔

اللہ رب العزت اس کی ضیاء بار کرنوں کو تا قیامت تابندہ و پائندہ رکھے اور اللہ کرے بھیرہ کے افق سے چمکنے والی روشنی شرق و غرب کے آفاق پر سپیدۂ سحر بن کر نمودار ہو اور تشنگان علم جوق درجوق اس چشمۂ فیض سے بہرہ ور ہوں۔

آمین ثم آمین

خادم العلم والعلماء

عبدالرحمن مروت

ساکن سمندر شریف ضلع لکی مروت سرحد

کلمات تشکر

حضور شیخ الصرف والنحو حضرت علامہ سید حمداللہ جان صاحب المعروف کابل اُستاد رحمۃ اللہ علیہ اور گلستان کرم دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف کے جلیل القدر قابل صداحترام اساتذہ کرام کاازحد شکر گزار ہوں کہ جن کی محنت شاقہ سے بندۂ ناچیز کا رشتہ قلم وقرطاس سے استوار ہوا۔

اللہ تعالیٰ اساتذہ کرام کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر قائم ودائم رکھے۔آمین ثم آمین۔

الاهداء

شہباز چشت گل سر سبد

خواجہ خواجگان پیر پٹھان خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی علیہ رحمۃ الرحمن

کے حضور

کہ جن کے فیضان نظر سے علم و حکمت کے وہ چشمے پھوٹے

جن سے فضل و علم کے متلاشی اور طریقت و شریعت

کے تشنگان اپنی پیاس بجھا رہے ہیں۔

جن کے لگائے ہوئے طریقت کے شجرہائے ثمر بار چار دانگ

عالم میں علم و عرفان کے ثمرات بانٹ رہے ہیں۔

بصد عجز و نیاز پیش کرتا ہوں

گر قبول افتد زہے عز و شرف

یکے از گدائے در اولیاء

عبدالرحمن مروت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حیلہ اسقاط کرنا صدقۂ صدقات ہے
رحمتوں کی مرنے والوں کے لئے سوغات ہے
یہ اجالا نیکیوں کا لے کے آئے اس جگہ
جس جگہ شب تو ہے کیا دن کو بھی کالی رات ہے
قبر میں یہ حور ہے یہ روشنی ہے نور ہے
اس وسیلے نے بنائی بگڑی سب کی بات ہے
یہ غریبوں کے لئے بخشش کا اک سامان ہے
مال داروں کے لئے بھی دافع آفات ہے
اس میں چند پیسے ہزاروں کی طرح ہیں معتبر
تھوڑا سا صدقہ بھی گویا کرنی بڑی خیرات ہے
یہ طریقہ صالحین کاملین، اسلاف کا
یہ نجات آخرت ہے کتنی اچھی بات ہے
مومنو! کرتے رہو اسقاط ہے اچھا عمل
جو کریں اس کی مذمت ان پر تو بس ھیہات ہے

از۔ محمد انور بابر، اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج لکی مروت

دعائیہ کلمات

حضرت علامہ خواجہ محمد اکرم شاہ صاحب، دام ظلہ العالی

سجادہ نشین درگاہ عالیہ چشتیہ فاضلیہ گڑھی شریف

محب گرامی مولانا عبدالرحمن مروت کی مایہ ناز تصنیف ضیاء الصراط علی حیلۃ اسقاط اپنے خدوخال، صورت و مواد اور ظاہری و باطنی حسن سے پوری طرح مالا مال ہے یہ کتاب اپنے موضوع پر ایک شاہکار اور گرانقدر تحقیقی کتاب ہے حیلہ اور اس کے متعلقات پر جس عالمانہ بصیرت کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے وہ حد درجہ لائقِ ستائش اور قابلِ مطالعہ ہے

دلائل کی کثرت، جزئیات کی فراوانی اور مستند حوالوں سے پوری کتاب مزین ہے. ھر مسئلے کو علم واستدلال کی میزان پر منقح کرنے کے بعد ہی کسی شرعی نظر کا اظہار کیا جا سکتا ہے انداز تحریر اور اسلوب نگارش بہت عمدہ اور مؤثر و مدلل ہے

میری ناقص معلومات کی حد تک دنیائے اھلسنت میں اس موضوع پر اتنی اچھی کتاب ابھی تک نہیں لکھی ہے—

سچ پوچھئے تو موضوع کا حق ادا کر دیا ہے مولانا کی اس تصنیفی کاوش پر بے حد مسرت ہوئی اور دل سے دعائیں نکلی۔

رب کریم کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ اس کتاب کو قبولِ عام بخشے اور مصنف کتاب کو دینی اور دنیاوی سعادتوں سے بہرہ مند کرے اس کے زور قلم کو مزید بڑھائے اور اس کے قارئین کی عمر، رزق علم اور عمل میں خوب برکتیں عطا فرمائے

آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوۃ و التسلیم

فقیر محمد اکرم شاہ

درگاہ عالیہ چشتیہ فاضلیہ گڑھی **شریف**

تحصیل ٹیکسلا ضلع راولپنڈی

کلمات تکریم

جگر گوشہ مجاہد تحریک پاکستان پیر شمس الامین سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ مانکی شریف

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم! أمابعد حقیقت یہ ہے کہ علم وہ ہے جس پر رضائے الٰہی اور خوشنودئ یزدانی کے لئے عمل کیا جائے اور ساتھ ہی ہر میدان، ہر محاذ پر بلکہ زندگی کے ہر موڑ پر اسکی اشاعت ہو خواہ اقوال ہوں یا اعمال اور خواہ حسن اخلاق ہوں یا تصنیف اوراق ۔ ارشاد ربانی ہے۔ کہ (**ومن یوت الحکمۃ فقد أوتی خیرا کثیرا**) مفسرین کرام لکھتے ہیں کہ حکمت سے مراد علم نافع ہے جس پر خلوص عمل اور للہیت کے ساتھ اس کی ترویج ہو۔ یقیناً ایسا عالم **خیر کم من تعلم القرآن وعلمہ** کا مصداق اور ایسی ہستی کی حیات اور ممات کائنات کے لئے باعث رحمت و برکت اور **موت العالِم موت العالَم** تصور ہو گا۔

الحمد للہ خدا کا فضل و کرم ہے کہ مشائخ اور علماء اہلسنت نے خانقاہوں، مساجد اور مدارس کی صورت میں مذہب حنفیت اور ساتھ ساتھ سلف صالحین کے نقشِ قدم پر چل کر تصوف کی اشاعت کا عزم کر رکھا ہے۔ اور بندۂ نیاز مندِ بارگاہِ ربِّ صمد کو زیادہ خوشی ہے کہ ان تمام امور و مشاغل کے ساتھ ساتھ اگر تصنیف و تالیف کا سلسلہ بھی جاری و ساری

ہو تو عند اللہ ماجور اور جہاد بالقلم سے اہم فریضہ کی ادائیگی بھی ہو جائیگی زیر نظر مسودہ دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف کے فاضل نوجوان اور قابل صد تحسین وآفرین مولانا عبدالرحمن صاحب (زید علمہ) کی ایک علمی کاوش ہے۔ کتاب مدلل اور حنفی مذہب کے اصول واحکام کے مطابق اور حوالہ جات سے مزین ہے۔ دوران مطالعہ پتہ لگا کہ اس کاوش اور تحریر کے لئے کافی پڑھائی، گہرا مطالعہ اور شب وروز محنت سے کام لیا گیا ہے۔

بندہ آخر میں دست بدعاء ہے کہ اللہ تعالی اھلسنت والجماعت کے مدارس کی علمی و عملی صلاحیتوں کو اور ترقی دے خصوصًا جامعہ محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف جو میکدۂ علم ودانش ہے۔اوران مدارس میں ایک تمیازی حیثیت والے مدرسہ کو اگر سر فہرست کہا جائے تو یقینًا مبالغہ نہ ہوگا۔ مولانا موصوف کو رب کریم تعالی شانہ علم نافع اور حکمت کاملہ نصیب فرما کر یہ پر خلوص علمی کاوش قبول ومنظور ہو اور ایسے مدارس اور آستانے تا روز قیامت ذکر وفکر اور درس وتدریس سے آباد ہوں۔ (آمین بجاہ طہ ویسن)

شمس الامین

خادم آستانہ عالیہ قادریہ مانکی شریف نوشہرہ صوبہ سرحد

تاثرات

علامہ محمد طفیل احمد مصباحی صاحب دام ظلہ العالی

سب ایڈیٹر ماہنامہ اشرفیہ (جامعہ اشرفیہ) مبارک پور اعظم گڑھ یوپی انڈیا

شریعت اسلامی، انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کو محیط اور حاوی ہے -اعتقادات، عبادات، معاملات اور انسانی افعال و اعمال کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کے تعلق سے شریعت اسلامی میں واضح ہدایات اور منصوص احکام موجود نہ ہوں اگر کسی مسئلہ سے متعلق کوئی حکم صراحتاً یا دلالۃ نہ ملے تو ایسے اصول و قواعد اور جزئیات ضرور ملیں گے، جن کے ذریعے نت نئے مسائل کا حکم معلوم کیا جاسکے فرع اصل کے مطابق یا مشابہہ ہوا کرتا ہے

شریعت اسلامی سے ماخوذ "فقہ اسلامی" بعینہ اسی وصف و خصوصیت کا حامل ہے فقہ اسلامی کا ایک نمایاں ترین خصوصیت یہ ہے کہ اس کے اندر حد درجہ وسعت و جامعیت، لچک اور ہمہ گیری پائی جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ "فقہ اسلامی" نے اپنے وسیع تر مفہوم اور مادی لحاظ سے بھی عالمی تمدن اور غیر مسلم معاشرے پر بھی اپنے گہرے نقوش چھوڑے ہیں اور عقلاے عالم کو اس حقیقت کا اظہار واعتراف کرنے پر مجبور کیا

ہے کہ "فقہ اسلامی" بلا شبہ ان اصول ومبادی پر مشتمل ہے جو عالمی عروج وارتقاء اور انسانی اصلاح وفلاح کے لئے نہایت ضروری ہیں

حیلہ اسقاط (حیلہ شرعی) آئین فقہ و شریعت کا ایک اہم باب ہے جو بظاہر غیر محمود ہونے کی بجائے مصالح عامہ کے پیشِ نظر محمود و مستحسن ہے

تعامل ناس دلیل شرعی اور حجت شرعی ہے سلفا وخلفا اہل علم کا اس پر عمل رہا ہے اور بہت سارے علماء وفقہاءاور آئمہ و محدثین "حیلہ اسقاط" کے جواز پر متفق ہیں

قرآن و حدیث، اقوال آئمہ وارشادات فقہاء سے "حیلہ اسقاط" کا ثبوت و جواز فراہم ہوتا ہے فقہ کی کتابوں میں "کتاب الحیل" کے نام سے "حیلہ اِسقاط" کے مسائل ومباحث موجود ہیں فقہائے احناف میں سے جلیل القدر عالم وفقیہ علامہ اِبن نجیم مصری حنفی علیہ الرحمۃ نے اپنی مایہ ناز تصنیف "الأشباہ والنظائر" میں اس مسئلے پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے اور مختلف عبادات و معاملات میں "حیلہ اِسقاط" کے عمل دخل کا ذکر فرمایا ہے

حیلہ اِسقاط کی سب سے مضبوط قرآنی دلیل یہ آیت کریمہ ہے **وخذ بيدك ضغثا فاضرب به ولا تحنث إنا وجدناه صابرا نعم العبد إنه اواب** (القرآن)

ترجمہ :اے ایوب تم اپنے ھاتھ میں(سو تنکوں والا) جھاڑو پکڑلو اور(اپنی قسم پوری کرنے کے لئے)اس سے (ایک بار اپنی بیوی کو)مارو اور قسم نہ توڑو بیشک ھم نے اسے ثابت قدم پایا کیاوہ خوب بندہ تھا بیشک وہ ھماری طرف بہت زیادہ رجوع کرنے والا تھا

واقعہ یہ ہے کہ حضرت ایوب علیہ اسلام نے کسی بات پر اپنی زوجہ محترمہ سے ناراض ہوکر قسم کھالی کہ میں اسے سو ضربیں لگاؤں گا غصہ فرو ہونے کے بعد آپ پشیمان ہوے کہ اگراہلیہ کو نہ ماروں تو قسم ٹوٹ جائے گی اور ماروں تو اللہ تعالٰی کی اس بے قصور بندی پہ زیادتی ہوگی اس کش مکش کے عالم میں اللہ تعالٰی کی طرف سے مزکورہ بالا حکم صادر ہوااور اس صورت حال سے چھٹکارا پانے کی ترکیب بتائی گئی اور یہی " حیلہ اسقاط " ہے 'حلیہ اسقاط میں گویا: سانپ بھی مر جاے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے "والی کہاوت پر عمل ہوتا ہے اور وہ حیلہ جس سے آدمی حرام امور سے خلاصی حاصل کرتے ہوئے حلال کاموں تک رسائی حاصل کرے، یہ عندالشرع جائزو مستحسن اور محبوب و مندوب ہے غرض یہ کہ جس" حیلہ اِسقاط "یا" حیلہ شرعی "کے ذریعے احکام شرعیہ کاٹالنایاکسی کے حق کوزائل کرنااوراسے ضرر پہنچانامقصودنہ ہواور اس عمل کواخلاص قلب اور نیک نیتی کے ساتھ انجام دیاجائے تو یہ شرعاًجائز ہے

زیر نظر کتاب "ضیاء الصراط علی حیلۃ الاسقاط" موسوم بہ "چراغ راہ" اپنے موضوع پر ایک بلند پایہ علمی و تحقیقی کتاب ہے جس میں "حیلہ اسقاط" کے مسئلے پر قرآن و حدیث، اقوال محدثین وارشادات فقہاء کی روشنی میں مدلل اور مفصّل گفتگو کی گئی ہے اور اس کے ممکنہ گوشوں کو عالمانہ و محققانہ انداز میں منظر عام پر لایا گیا ہے کتاب کے مصنف مؤلف جناب مولانا عبدالرحمن مروت (ساکن سمندر شریف ضلع لکی مروت 'سرحد' پاکستان) ہیں جو انٹرنیشنل اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، پاکستان، سے سیرت میں ایم فل اور حدیث میں ایم - اے کیے ہوئے ہیں. دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف 'سرگودھا' پنجاب 'پاکستان کے ایک ہونہار فرزند اور لائق و فائق طالب علم ہیں. مولانا موصوف میں دینی وعصری علوم کا باہمی امتزاج پایا جاتا ہے، بڑے محنتی، قابل اور خوش اخلاق نوجوان عالم دین ہیں 'عمر تو کم ہے لیکن علم زیادہ ہے تحقیقیٔ ذوق اور عالمانہ ذہن ودماغ رکھتے ہیں، مولانا کی یہ کتاب دیکھ کر ان کی ذہانت اور تحقیقی مزاج کا اندازہ ہوا اور راقم ان کی علمی شخصیت سے بہت زیادہ متاثر ہوا دل سے دعائیں نکلیں کہ الحمدللہ آج بھی ہماری جماعت میں تحقیقی شعور رکھنے والے علماء وطلبہ کی کمی نہیں ہے 213 صفحات پر مشتمل اس کتاب میں 124 کتب ورسائل کے حوالہ جات سے بھی

اس بات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ فاضل مؤلف نے اس کتاب کی ترتیب وتالیف میں کس قدر محنت اور عرق ریزی سے کام لیا ہو گا۔

غرض کہ یہ کتاب اپنے موضوع پر ایک گراں قدر علمی و تحقیقی سرمایہ اور مؤلف کے علمی و تحقیقی شعور کا آئینہ دار ہے اللہ تبارک و تعالیٰ مؤلف کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور دارین کی سعادتوں سے مالا مال کرے آمین **بجاہ سید المرسلین علیہم التحیتہ والتسلیم**

دعا گو و دعا جو: محمد طفیل احمد مصباحی

سب ایڈیٹر ماہنامہ اشرفیہ (جامعہ اشرفیہ) مبارک پور اعظم گڑھ یوپی انڈیا

تقریظ جلیل

از: پروفیسر ڈاکٹر عبدالعزیز ساحر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عبدالرحمن اسلامی فکر اور تہذیب کا ایک سنجیدہ طالب علم ہے۔اس نے مذہبی اور فکری تعلیم پیر محمد کرم شاہ صاحبؒ کے دارالعلوم سے حاصل کی اور اس کی روحانی تربیت بھی ان کے صاحبزادے امین الحسنات شاہ صاحب کی زیر نگرانی ہوئی۔اس نوجوان کی شخصیت میں جو علمی وقار اور فکری تازگی ہے وہ دبستان تونسہ کی آب وہوا میں برگ و بارلائی ہے۔تونسوی دبستان فکر و نظر میں اعتدال اور توازن کی نورانیت قبلہ عالم و عالمیان خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ کے وجود مسعود کی برکت سے ہویدا ہوئی اور ہماری تہذیبی اور مذہبی زندگی میں اس کا روحانی اظہار پچھلی دو صدیوں سے ہو رہا ہے۔عبد الرحمن اپنی ذہنی اور فکری تربیت کے اعتبار سے اس سلسلہ فیضان سے متعلق ہے اس کی تحریر و تقریر کا حسن اور رعنائی اسی سلسلہ عرفان کی عطا ہے۔

حیلہ اسقاط کے حوالے سے عبدالرحمن کا پیش نظر مقالہ اپنے علمی دلائل کے اعتبار سے نہایت اہمیت کا حامل ہے اس نے قرآن وحدیث کی روشنی میں حیلہ اسقاط کے شرعی پہلوؤں کا عمدہ جائزہ لیا ہے اس کا انداز بیان پر کشش اور جاذب نظر ہے دلیل اور استدلال کی روشنی روایت اور درایت کے اصول وضوابط سے مستنیر ہوئی اور یہ مقالہ اس روشنی کی آب وتاب کا خوب صورت اظہاریہ ہے۔

میں خدائے محمد ﷺ کے حضور دعا گو ہوں کہ وہ اس نوجوان کی سعی کو قبول فرمائے اور اس کے علم وعمل میں برکت دے۔ آمین

ڈاکٹر عبدالعزیز ساحر

چیئرمین اردو ڈیپارٹمنٹ

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد

051-9250069/905754

تقــــریظ

ازپروفیسر محمــد انور بابر چشتی صمــدی سیلمانی

عبدالرحمن مروت چشتی ایک علم دوست گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے والد حاجی قلی خان صاحب بھی ارباب علم ودانش کے دلدادہ، قدردان اور کفش بردار ہیں۔ محدود وسائل کے باوجود (سمندر) جیسے پسماندہ موضع میں ایک دینی درسگاہ کی بنیاد رکھی۔ حضرت علامہ حمداللہ جان صاحب رحمتہ اللہ علیہ عرف کابل استاد جیسے عالم وفاضل اور عارف کامل کی سرپرستی حاصل رہی۔

متعلم عبدالرحمن نے مفسر قرآن حضرت والاشان ضیاءالامت پیر محمد کرم شاہ الازھری رحمتہ اللہ علیہ کے دینی ادارہ سے آٹھ سالہ درس نظامی کے نصاب کی تکمیل کی اور اعزازی نمبروں سے کامیاب ہوئے۔ اور اب زہے نصیب انٹر نیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد میں اپنی علمی مورال کو بلند کر رہے ہیں۔ انہوں نے کم عمری اور زمانہ طالب علمی ہی سے تصنیف وتالیف میں طبع آزمائی کی اور مختلف وسائل وجرائد میں ان کی

نگارشات چھپتی رہیں۔اب وہ باقاعدہ ایک کتاب کی مولف کی حیثیت سے ہمارے سامنے ہیں۔

فاضل مؤلف موصوف نے ایک نہایت دقیق فروعی موضوع پر قلم اٹھایا ہے۔اور ضیاء الصراط کے نام سے کتاب مرتب کی ہے۔جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔اس کتاب میں حیلۂ اسقاط للاموات کے جواز میں کتاب وسنت اور فقہاء کی مستند کتب سے حوالے پیش کئے گئے ہیں۔اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ برائے ایصال ثواب حیلۂ اسقاط ایک مستحب ومستحسن عمل خیر ہے۔

بہر حال یہ کتاب حیلۂ اسقاط کے موضوع پر ایک ایسی باقاعدہ مدلل کتاب ہے جو اس موضوع پر دلائل تلاش کرنے والوں کو کتب خانے پلٹنے کی ضرورت سے بے نیاز کر دے گی۔اور صرف اسی کے مطالعہ ہی سے مطلوبہ مسائل حیلہ کا حل بآسانی معلوم کیا جاسکے گا۔اور ہر مسائل کی تسلی وتشفی ہو گی۔انشاءاللہ حق تعالی عزوجل حضور سرور کونین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم آپ ﷺ کے اہل بیت واصحاب رضی اللہ عنھم کے طفیل مؤلف موصوف عبدالرحمن چشتی صاحب کے عمر میں برکت دے اور اس کوشش کو ان کے علم وعمل میں فروغ اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے۔

سفر طویل ہے کچھ زادراہ لے جاؤ

کسی فقیر کی کامل نگاہ لے جاؤ

خادم خدام الفقراء

پروفیسر محمد انور بابر چشتی صمدی سیلمانی محلہ باموزئی لکی مروت

تقریظ جلیل

از: مفتی محمد سرفراز قادری صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم امابعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔

ہمارے صوبہ سرحد میں بالعموم اور علاقہ مروت میں بالخصوص حیلۂ اسقاط کا مسئلہ معرکۃ الاراء ہے۔ اور اب بھی ہمارے ہاں اختلافی مسائل میں اسکو ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ حضرت علامہ عبدالرحمن صاحب کے مسودہ کو فقیر نے جگہ جگہ سے ایک طائرانہ نظر سے دیکھا جس سے روشن ہوا کہ علامہ موصوف نے کافی عرق ریزی سے کام کیا ہے۔ صرف فہرست مضامین اور مصادر والمراجع کی تفصیل دیکھنے سے بھی پتہ چلتا ہے۔ کہ واقعی علامہ موصوف کی سعی ، جستجو اور تحقیق قابل داد ہے۔ اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اسے سب مسلمانوں کے لئے نافع بنائے اور سب کو اس سے استفادہ کی توفیق بخشے آمین ثم آمین۔

الفقیر محمد سرفراز قادری

آف پنیالہ ضلع ڈیرہ اسماعیل خان صوبہ سرحد

تقریظ جلیل

از: ڈاکٹر محمد الطاف حسین الازہری صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔

علامہ عبدالرحمن آف لکی مروت ایک نوجوان عالم دین ہیں۔ دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا سے فارغ التحصیل ہیں شاندار اخلاق و کردار ایک علمی گھرانے کے ساتھ نسبت کا پتہ دیتے ہیں۔انکی کتاب ضیاء الصراط میری نظر سے گزری موصوف نے اسکی ترتیب میں خصوصی کاوش سے کام لیتے ہوئے۔ایک دیرینہ اختلافی مسئلہ کو بطریق احسن حل کر دیا ہے۔حوالاجات وغیرہ جدید اسلوب تحقیق کے مطابق ذکر کئے ہیں۔اس سے کتاب کی اہمیت میں دوچند اضافہ ہو جاتا ہے۔
اللہ کرے زور بیاں اور زیادہ

ڈاکٹر محمد الطاف حسین الازہری

مدرس دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ ضلع سرگودھا

اہداف تحقیق

1۔ ہماری تحقیق کا ہدف اولین یہ ہے۔ کہ جس عمل میں کسی کی اچھائی ہو اسکو معمول بنالیناچاہئیے۔

۲۔ کسی بھی اچھے کام میں برائی پر ہر اس کام کو برا بھلا کہہ کہ چھوڑنا عقلمندی نہیں بلکہ اس کام پر عمل پیرا ہو کر اس برائی کو ختم کرنے کی سعی کرنی چاہئیے۔ اور اصول یہ ہے کہ جس چیز کی بنیاد خیر پر ہو اور اس کو بدی کا مرکز بنالیا گیا ہو تو وہاں سے بدی کو مٹایا جائے نہ کہ خیر کو مٹایا جائے اور جس چیز کی بنیاد ہی شر پر ہو اور وہ بظاہر خیر کا مرکز ہو اس کو ڈھا کر برابر کر دیا جائے۔

۳۔ ہر وہ عمل جن کے شرائط موجود ہوں تو شرائط پر پورا اتر کر اور اس شرائط کی مکمل پابندی کرنا ہماری تحقیق کا ہدف ہے۔

۴۔ اس تحقیق سے قارئین اس مسئلہ پر اپنے بزرگوں کی کتابوں کا بھی جائزہ لیں گے۔ تاکہ کسی کو بھی تنقید کا موقع نہ مل سکے۔

کیونکہ ہمیں اپنے بزرگوں کے اقوال وافعال کے اپنانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرنا چاہئیے ان بزرگوں پر یقین واعتماد کرنا ہمارا دینی اور اخلاقی فریضہ ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔ أن الأمة اجتمعت علی أن یعتمدوا علی

السلف فی معرفة الشریعة، فالتابعون اعتمدوا في ذالك علی الصحابة به و تبع التابعین اعتمدوا علی التابعین و هکذا کل طبقة اعتمد العلماء علی من قبلهم

(کہ تحقیق امت نے اجماع کیا اس پر کہ شریعت کی معرفت میں سلف پر اعتماد کیا جائے۔ پس تابعین نے صحابہ کرامؓ پر اور تبع تابعین نے تابعین پر اعتماد کیا۔ اس طرح ہر طبقہ میں علماء نے اپنے سے پہلے بزرگوں کا حوالہ دیا اور انکی آراء اور فتاوی کو معتمد جانا)[1] ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ ہم بھی اپنے اگلے بزرگوں پر اعتماد کریں جیسے ہمارے بزرگوں نے ان سے پہلے آنے والے بزرگوں پر اعتماد کیا۔ عقل بھی اسی روش اور طرز عمل کی تحسین و توثیق کرتی ہے اس لیے کہ شریعت کا علم نقل اور اخذ و استنباط سے ہوا نقل کے قائم اور باقی رہنے کا اس کے سوا کوئی طریقہ کار نہیں کہ فرد اپنے سے پہلے فرد اور ہر طبقہ اپنے سے پہلے طبقہ سے ایک بات کو حاصل کرتا ہے اور کسی مرحلہ پر یہ تسلسل ٹوٹنے نہ پائے

[1]- شاہ ولی اللہ بن عبد الرحیم الفاروقی الدھلوی، عقد الجید فی الاحکام والتقلید، ص:40، مطبعة دار الفتح لطباعة والنشر والتوزیع الشارقة

ضیاءاولین

(یہی چراغ جلیں گے تو روشنی ہوگی)

آج وہ دور ہے کہ کچھ لوگ سلف صالحین کے طریقہ کار کو غلط بتا کر نئ جدت پسندی اور اسلام وایمان سے دوری کے خطوط کھینچ رہے ہیں۔ فقہاء و محدثین ،ائمہ مجتھدین اور مفسرین کرام کے وضع کردہ اور متفق علیہ مسائل کو نظر انداز کر کے اپنی رائے کو ترجیح دیتے ہیں اور اسی کو وہ راہ صواب کہتے ہیں۔ حالانکہ ان سب کی مشترکہ جدوجہد اور متوارث کوششوں سے ہی اسلام اپنی واضح اور مفصل تشریحات کے ساتھ ہم تک پہنچا ہے کیونکہ ان ہی لوگوں نے قرآن مجید اور سنت رسول ﷺ کی نصوص کو روزمرہ پیش آنے والے واقعات اور حقائق پر منطبق کیا ہے۔اور ان کے تفصیلی احکام کو مرتب کیا ہے اور مرتب کر کے ہمیں ان کے مطابق زندگی گزارنے اور سنوارنے کی تلقین کی ہے۔اور یہ لوگ کوئی عام لوگ نہیں تھے۔ بلکہ گہرے فہم و بصیرت کے مالک اور انسانی تاریخ کے بہترین دماغوں کے حامل لوگ تھے۔

اور وہی قومیں روبہ کمال اور رفعت وبلندی کی حدوں کو چھونے والی ہوتی ہیں جو اپنے اسلاف کے نقش قدم پر گامزن ہوتی ہیں اور انہی کو نقوش دل بنا کر بطور خضر راہ کام لیتے ہیں۔

فتنہ وفساد سے بھڑکی ہوئی آگ اور گھما گھمی میں جبکہ بے دین درپے تخریب دین ہیں، اسلام کے سچے اور رفیع احکامات پر عمل کرنا دشوار ہو گیا ہے۔

مؤمنین کے اندر عقیدت ومحبت کا جذبہ آج مجادلت اور مخاصمت میں بدل چکا ہے آج اپنوں کے لئے آستینوں میں خنجر چھپے ہیں، بات سمجھانا، منوانا، تبلیغ کرنا اسلحہ کے زور پر ہے خواہ وہ بات سو فیصد غلط اور خلاف شریعت ہی کیوں نہ ہو۔ حالانکہ دین اسلام کسی پر جبر و تشدد کا نام نہیں اور نہ اسلام میں اس طرح تبلیغ ہے اور نہ زیر خنجر منوانے کا انداز آخر یہ کیوں؟

* جانے کس جرم کی پائی ہے سزا یاد نہیں

پاک وہند اور عرب کے تمام صوفیاء کرام نے اشاعت اسلام کا یہ لہجہ اور طرز عمل کبھی اختیار نہیں کیا۔ صوفیاء کرام دعوت وارشاد میں پھول جڑتے، لاکھوں غیر مسلم ان کے درد وسوز بھرے فرمودات اور ان کے سیرت وکردار کو دیکھ کر مسلمان ہوئے۔ قرآن مجید کے احکامات پر یہی بزرگ ہستیاں بھی عمل کرتیں جنہوں نے لوگوں کی زندگیاں سنوار دیں۔ معلوم یہ ہوا کہ اسلام شمشیر سے نہیں بلکہ صدق ودانائی اور قول حکیم سے پھیلا ہے اور جبر وتشدد والے لوگ بھی قرآن پڑھتے ہیں لیکن لوگوں کو کفر و شرک کے دروازے میں دھکیل دیتے ہیں۔

دور حاضر میں چند کند ذہن افراد ہر نیک کام اور عظمت وتعظیم کے حامل افراد سے دلوں میں جلن رکھتے ہیں، نماز، وضو، دعائیں، سرکار دوعالم ﷺ کی مدح سرائی، ایصال ثواب وتعانوا علی البر والتقوی پر عمل کریں تو کفر وشرک کے فتوے اور برا بھلا کہنا ان کا معمول بن گیا ہے۔

حالانکہ کسی بھی نیک اور مشروع کام پر عذاب نہیں بلکہ باعث اجر وثواب ہوتا ہے۔
امام مسلم نے اپنی صحیح میں ایک حدیث نقل کی ہے جس کو علامہ نووی نے بھی اپنی تالیف ریاض الصالحین میں ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں:
حدیث کے پہلے حصے میں صدقہ کا ذکر ہے جس سے سرکار دوعالم ﷺ کا چہرہ خوشی سے چمک رہا ہے گویا سونا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا:
من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها بعده من غیر ان ینقص من اجورهم شیٔ ومن سن فی الاسلام سنة سیئة کان علیه وزرها ووزر من عمل بها من بعده من غیر ان ینقص من اوزارهم شیٔ۔[2]
کہ جو شخص اسلام میں کوئی اچھا طریقہ رائج کرے تو اس کو اس کا اجر ملے گا اور جو اس پر عمل کرے گا اس کا اجر بھی اسے ملے گا لیکن عمل کرنے والے کے اجر میں کمی نہیں ہوگی۔ اور جس نے اسلام میں برا طریقہ رائج کیا اس پر اس کا گناہ ہوگا اور اس کے بعد اس طریقہ پر جس نے عمل کیا اس کا گناہ اس پر ہوگا لیکن اس عمل کرنے والے کے گناہ میں کمی نہیں ہوگی۔ ہمارا مروجہ عمل مسلم شریف کی اس حدیث ۔"**من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها**" کے تحت داخل ہے اس حدیث کا یہی مطلب ہے کہ جس نے کسی اچھے طریقہ کو رائج کیا اسے اس کا اجر ملے گا۔ اب وہ طریقہ وسنت کیسا ہو اس کے کچھ شرائط مندرجہ ذیل ہیں۔

---

[2]- امام مسلم، مسلم شریف، ج1، ص327، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی نیز علامہ نووی، ریاض الصالحین ،ج1، ص127، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

1 : پہلا یہ کہ وہ عمل کسی منہیات سے نہ ٹکرائے یعنی جس کی حرمت قرآن و حدیث میں آئی ہو اس سے نہ عبارتا ٹکرائے نہ دلالۃ نہ اقتضاء اور نہ اشارتا۔۔

2 : دوسرا یہ کہ وہ مروجہ اچھا عمل کسی فرض پر زیادتی کا باعث نہ بنے یعنی پانچ وقت فرض ہو تو چھ کردیا اور نہ کمی کا باعث بنے کہ چار وقت کردیا۔اور نہ چار رکعت سے پانچ کر دیایا تین۔

3 : اور نہ کسی واجب سے ٹکرائے کہ اس عمل سے واجب میں زیادتی ہو رہی ہو یا کمی یا اس عمل سے واجب چھوٹ رہا ہو۔

4 :چوتھا یہ کہ وہ عمل کسی سنت مؤکدہ غیر مؤکدہ اور متوارثہ سے بھی نہ ٹکرائے۔

کہ اس عمل سے سنت متروک ہورہی ہو۔یا اس سنت میں کمی بیشی ہو رہی ہو۔جیسے اذان میں شیعوں نے کمی بیشی کی۔

خلاصہ یہ کہ وہ ارکان دین سے چھیڑ چھاڑ نہ کرے۔ان کے ارکان میں کمی بیشی کا باعث نہ بنے۔کہ دوسجدہ سے تین سجدہ کر لیا ایسا بالکل نہیں۔اگر زیادہ سجدہ کا شوق ہو تو نفل نمازپڑھو۔۔

اور آخری جو سب سے اہم شرط یہ ہے کہ اس عمل کو فرض وواجب نہ سمجھے اور ضروریات دین نہ مانے۔جیسے میں یونیورسٹی کی مصروفیات کی وجہ سے کئ سال عیدمیلاد کے جلوس ومحافل میں شریک نہ ہوپایا تو نہ مجھ

پر قضا واجب ہوا اور نہ کفارہ۔ہم اسے مباح ہی سمجھتے رہے۔لہذا جس دن کسی سنت حسنہ کو فرض و واجب کا درجہ دیا گیا یا ایسا عقیدہ بننے لگا تو میں پہلا شخص ہوں گا جو اس کی مخالفت کروں گا۔۔

لہذا اگر ہمارا کوئی بھی مروجہ عمل مذکورہ بالا شرائط سے عاری ہو تو بتاؤ۔میں توبہ واستغفار کروں گا۔اگر نہیں تو پھر ہمارا وہ عمل **"من سن فی الاسلام سنة"** کے تحت داخل ہے۔ہمارے قیامت تک کے اعمال حسنہ (مذکورہ بالا شرائط کے ساتھ مشروط ہو کر) کی پیارے نبی نے اجازت دے دی ہے۔

کچھ لوگوں کا وطیرہ وطریقہ یہ ہے کہ جب کوئی بات ان کی سمجھ دانی میں نہ آئے اسے شرک وبدعت کا نام دے دیتے ہیں۔اسی وجہ سے حضور شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالوی رحمہ الباری فرماتے ہیں کہ ''حقیقت یہ ہے کہ وہ بات جس کے سمجھنے سے ان کی عقلیں قاصر ہیں اور جس کی حقیقت اور گہرائی تک ان کے ذہنوں کی رسائی ناممکن ہے اس بات کے متعلق گمان کرتے ہیں کہ اس کا کوئی وجود ہی نہیں،اگرچہ وہ چیز عمدہ ترین سنت اور بہترین طریقہ ہی کیوں نہ ہو۔بہت سی ایسی چیزیں جو سنت سے ثابت ہیں وہ ان کے نزدیک شرک ہیں اور کئی ناپسندیدہ امور کو وہ اپنا راہبر وپیشوا سمجھتے ہیں[3]—"دعا خدا سے مانگتے ہیں لیکن اب وہ بھی ان کے نزدیک ناجائز ہوا۔معلوم یہ ہوتا ہے کہ انکے

[3]- خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ،تنویر الابصار،ص8،مطبوعہ سیال شریف سرگودھا

نزدیک (معاذاللہ) خدا سے مانگنا بھی ناجائز ہے۔ نئے نئے طرق سے مسلمانوں کو سلف صالحین کے رستے سے ہٹانے میں مصروف عمل لوگ کبھی بھی مسلمانوں کے خیر خواہ نہیں ہو سکتے ارکان اسلام کے بعد دیگر امور شرعیہ مثلاً صدقات، دعائیں، میلاد، عرس ، حیلہ اسقاط سے ہی مسلمانوں کا آپس میں رشتہ اخوت برقرار ہے ۔ مقام تأسف ہے کہ یہ لوگ دیگر تمام نواہی کو چھوڑ کر ان امور کو ختم کرنے کے درپے ہیں جن کو فقہاء و محدثین اور بزرگان دین اپنی اپنی کتابوں میں لکھ کر اس پر عمل پیرا رہے۔ حالانکہ:

جنہیں حقیر سمجھ کر بجھادیا تو نے یہی چراغ جلیں گے تو روشنی ہو گی

یہی اسلامی امور روشنی کے جلتے ہوئے چراغ ہیں جن کو ہمارے بزرگان دین کاملین نے قرآن وسنت کے نور سے روشن کیا تھا جو صحیح معنوں میں مینارہ نور تھے۔ اگر کسی کو فانوس بن کر ان چراغوں کی حفاظت کی ہمت نہیں تو اسے یہ حق بھی حاصل نہیں کہ وہ ان چراغوں کو بجھادینے کے درپے ہو۔

حقیقت تو یہ ہے کہ اس چراغ مصطفوی ﷺ کو بجھایا ہی نہیں جاسکتا کیونکہ:

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

آج اس امر کی سخت ضرورت ہے کہ اصلاحی لٹریچر اور متنازعہ فیہ مسائل کو اس طرح پیش کیا جائے کہ اس میں حق کو واضح کرنا مقصود ہو اس میں کسی بھی فرقہ پر دشنام طرازی سے احتراز کیا جائے تاکہ تحقیق حق کو لوگ مساویانہ نگاہ سے پڑھیں اور دنیا میں

ایسا مسئلہ ہی نہیں جو لاینحل ہو بشرطیکہ اسے حل کرنے کی خواہش کارفرما ہو۔ آج بھی اگر ہم عقیدت و محبت کے چراغ جلائیں تو اب بھی

آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

حق و صداقت پر مبنی اور شریعت اسلامیہ میں جائز روایات کو منظر عام پر لانا علماء حق کے فریضے میں شامل ہے۔ یہ اتحاد و امن کے منافی نہیں بلکہ اتحاد و یگانگت کی طرف ایک تیز ترین سلسلہ اور قدم ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ایسا لٹریچر فراہم کیا جائے جس سے اتحاد بین المسلمین ہو اور دشمنان ملت اسلامیہ کے قلوب واذہان میں زلزلہ برپا ہو جائے اور ان کے خلاف جہاد بالقلم ہو۔

زیر نظر مقالے میں حیلہ اسقاط پر مفصل بحث کی ہے۔ حیلہ اسقاط ایصال ثواب کا ایک طریقہ ہے جس کے جواز میں کسی اہل علم کو کلام نہیں ہو سکتا۔ بہت سارے فقہاء و محدثین اس کے جواز پر متفق ہیں۔ اور فرمان سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم ہے "**لا تجمع أمتي على الضلالة**" کہ میری امت گمراہی پر متفق نہ ہو گی۔ اور جواز حیلہ اسقاط کے نہ صرف اکثرین قائل ہیں بلکہ اس پر سختی سے عمل پیرا بھی ہیں۔ تعامل ناس ایک دلیل شرعی ہے حیلہ اسقاط سلف کا معمول تھا۔ تبھی تو خلف میں اس کثرت سے رائج ہے کہ اکثرین امت اس پر کاربند ہے۔

حیلہ اسقاط کے باب میں تین گروہ ہیں۔

1. ایک بصراحت منع و ترک کا مجوز ہے۔

2. دوسرا کچھ پردہ کی آڑ رکھتے ہوئے شکوک لایعنی نکال کر اس کے ترک کو بہتر بتاتا ہے۔
3. تیسرا اس کو فقہاء و محدثین و مفسرین کے اقوال و اعمال کی روشنی میں جائز و نافذ العمل قرار دیتا ہے۔

آنے والے صفحات میں ان پر بحث کی گئی ہے۔امید ہے قارئین کو حیلہ کے بارے میں کچھ شناسائی ہو جائے گی ۔لیکن یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ مقالہ خالصتا تحقیقی ہے۔ فقہاء و محدثین کی عبارت کو من وعن نقل کیا ہے اور اس پر فقیر نے قارئین کے آسانی کے لئے تبصرہ بھی کیا ہے۔اگر کسی جگہ پر تنقیدی جملے ہوں تو بھی تنقید برائے اصلاح ہے۔اور علم و تحقیق کے ساتھ جو تنقید ہوتی ہے۔ وہ علوم کیلئے آب حیات ہے۔ اسی سے علم کو سیرابی ،تازگی ،شادابی اور زندگی حاصل ہوتی ہے۔اور یہ زندگی ملت میں حرکت و عمل کی لہر پیدا کرتی ہے۔اگر یہ چیز ناپید ہو جائے تو فکر و نظر کی قوتیں جامد اور حرکت و عمل کی صلاحیتیں مفلوج ہو کر رہ جاتی ہیں ۔ مقالے میں کسی جگہ سقم یا غلطی ہو تو براہ کرم تصحیح فرمالیں اصلاح فرمائیں اور اپنی گراں قدر رائے سے مستفیض فرمائیں اور اگر کوئی بات پسند آجائے تو فقیر کے لئے دعافرمائیں۔ آمین **بجاہ النبی الکریم الامین ونحن علی ذالک لمن الشاھدین والشاکرین والحمدللہ رب العالمین۔**

عبدالرحمن مروت عفی عنہ

پی ایچ ڈی ریسرچ اسکالر انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد

تمہید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ علی آلائہ والشکر لہ علی جزیل عطائہ وافضل الصلوۃ والسلام علی سید اصفیائہ محمد ﷺ افضل الخلیقۃ وخاتم انبیائہ وعلی آلہ واصحابہ وأولیائہ اما بعد! فھذہ الرسالۃ المسماۃ بضیاء الصراط علی حیلۃ الاسقاط فی رد الفرقۃ التی تنکر الحیلۃ وضروریات الدین وتوسوس فی صدور المؤمنین الذین لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون وتذبذب فی قلوب الذین ھم لربھم یحبون وتورد الایات التی موردھا الاصنام والمشرکین علی کبار المشائخ والعلماء والزھاد الذین ھم لربھم مراقبون۔ اللھم نفع بھا لطالبی الحق والیقین امین ثم امین۔

باب اول

الٰہی عاقبت محمود گرداں

الحیلۃ فی الشریعۃ تعریفھا و حکمھا و اقسامھا

جہان رنگ و بو میں اوامر کی ادائیگی اور انسان

اللہ رب العزت نے ایمان والوں کو فرائض و واجبات کی ادائیگی کا حکم ارشاد فرمایا کہیں
:اقیموا الصلوۃ و اٰتوا الزکوۃ[4]
اور کہیں: و للہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا۔[5]
اور کہیں: یاایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام[6]۔ فرمایا
یہ صرف اس لئے کہ انسان کو ہی صرف عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے
ارشاد خداوندی ہے: وماخلقت الجن والانس الا لیعبدون [7]۔
اور اللہ رب العزت کی شریعت کا ایک عام انداز اور مزاج یہ ہے۔ کہ وہ احکام دیتے وقت اور فرائض و واجبات کا تعین کرتے وقت انسان کی کمزوریوں کا احساس کرتی ہے۔ اور

---

[4]-سورۃ البقرہ، الآیۃ 42
[5]-سورۃ آل عمران، الایۃ 97
[6]-سورۃ البقرہ۔ الآیۃ 183
[7]-الذاریت۔ الایۃ 56

انسانوں کی کمزوریوں کا لحاظ رکھتے ہوئے احکام دیتی ہے اللہ رب العزت سے بہتر کوئی نہیں جانتا کہ انسان کمزور ہے۔اسلئیے ارشاد فرمایا۔ **"خلق الانسان ضعیفا"**[8] ۔
چونکہ انسان اس آیت کے مصداق ضعیف ہے اور فرائض وواجبات میں ان سے کوتاہی، سستی ممکن ہے۔تواس کے لئے بھی اللہ رب العزت نے کچھ قواعد ارشاد فرمائے ہیں۔ جس کے ذریعے اس کوتاہی مثلا بیماری، شیخوخت یا دیگر وجوہات کی بناء پر اداو قضاء پر قادر نہ ہو تواس کی تلافی ممکن ہے۔
اب اگر کوئی بوڑھا شخص روزہ رکھنے پر قادر نہ ہو تواللہ کریم نے اس کے لئے آیت کریمہ میں فدیہ کا ذکر فرمایا ہے کہ :**وعلى الذين يطيقونه فدية طعام مسكين** [9]۔
اور یہ فدیہ شیخ فانی کی طرف سے عنداللہ مقبول ہے۔حالانکہ ممکن ہے کہ وہ روزہ رکھنے پر قادر ہو جائے۔
اب اگر کوئی شخص اس حال میں فوت ہو جائے کہ اس کے ذمہ قضاء روزے ونمازیں ہوں تو یہ مردہ شیخ فانی سے زیادہ عاجز ہے اور اسے اس بات کی زیادہ ضرورت اور اس چیز کا زیادہ حقدار ہے کہ اس کی طرف سے فدیہ دیا جائے۔

نماز روزے کی طرح ہے:۔

قضاء روزوں کا فدیہ تو نص سے ثابت ہو چکا ہے لیکن اب ہمیں یہ معلوم کرلینا چاہئے کہ قضاء نمازوں کا بھی فدیہ دے سکتے ہیں یا نہیں؟

---

[8]-سورۃالنساء،الایۃ28
[9]-سورۃالبقرہ۔الایۃ184

تو عرض یہ ہے کہ قضاء نمازوں کا فدیہ دلالت النص سے ثابت ہے۔ کیونکہ نماز روزہ سے اہم ہے اور اقامت نماز کے بارے میں بہت سی آیات واحادیث مبارکہ وارد ہیں اور کتب اصول فقہ میں بھی اس بات کی وضاحت کی گئی ہے۔

صاحب ہدایہ اس بارے میں فرماتے ہیں کہ :"**والصلوۃ کالصوم باستحسان المشائخ وکل صلوۃ تعتبر بصوم یوم ھو الصحیح۔**[10]

ترجمہ :۔استحسان کے پیش نظر مشائخ نے نماز کو بھی روزے جیسا قرار دیا ہے اور ہر نماز کو ایک روزے پر قیاس کیا جائے گا یہی صحیح ہے۔

اور شہنشاہ عالمگیر کے استاد ملا جیون اپنی تصانیف "نور الانوار فی شرح المنار اور التفسیرات الاحمدیہ میں رقم طراز ہیں کہ :

والصلوۃ نظیر الصوم بل اھم منه فی الشان والرفعة فامرنا بالفدیة عن جانب الصلوۃ فان کفت عنھا عند اللہ فبھا والافله ثواب الصدقة ولھذا قال محمد فی الزیادات تجزئه انشاء اللہ والمسائل القیاسیة لاتعلق بالمشیة۔[11]

نماز روزے کی طرح ہے بلکہ رفعت وشان میں اس سے بھی اہم ہے۔اس لئے ہم نے کہا کہ نماز کی طرف سے بھی فدیہ دینا چاہیے۔اگر یہ فدیہ عند اللہ نماز کی طرف سے مقبول ہوا تو فبھا ورنہ میت کو صدقے کا ثواب مل جائے گا۔اسی لئے امام محمد نے زیادات

---

[10]- برھان الدین ابی الحسن علی بن ابی بکر الفرغانی المرغینانی ،المتوفی 593ھ ،الھدایہ الاولین، کتاب الصوم ،ج1ص240،مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور

[11]- ملا جیون، شیخ احمد، نور الانوار فی شرح المنار باب مبحث الامر ،ص:43،مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور نیز ملا جیون:التفسیرات الاحمدیہ۔ص41۔مطبوعہ مکتبہ اکرمیہ محلہ جنگی پشاور

میں فرمایا کہ یہ صدقہ نماز کی طرف سے ان شاءاللہ کافی ہوگا حالانکہ قیاسی مسائل میں ان شاءاللہ نہیں کہا جاتا۔

علامہ تفتازانی نے بھی التلویح (اصول فقہ پر اعلی علمی کتاب) میں ادا و قضاء کی بحث میں اسی طرح گفتگو فرمائی ہے آپ فرماتے ہیں کہ: **الفدیة فی الصلاة ایضا واجبة بالقیاس الصحیح وعلی تقدیر عدم التعلیل تکون حسنة مندوبة تمحو سیئة فیکون القول بالوجوب احوط ویرجی قبولها**[12]۔

قیاس صحیح کی بناء پر نماز میں بھی فدیہ واجب ہوگا۔ اور اگر علت نہ بنے تو فدیہ بہتر و مستحب اور گناہوں کو مٹانے والا ہوگا۔ لہٰذا وجوب ہی کے قول میں زیادہ احتیاط ہے اور اس کی قبولیت کی قوی امید ہے۔

اب جب ہمیں یہ معلوم ہوا کہ قضا نمازوں کا فدیہ بھی دے سکتے ہیں تو ہم اب اصل موضوع حیلہ اسقاط کی طرف لوٹتے ہیں سر دست ہم تعریفات حیلہ واسقاط اور ان کی اقسام تحریر کرتے ہیں۔

تعریفات:۔

(i) **حیلہ کی لغوی تعریف:۔** **الحیلة اسم من الاحتیال وهي التی تحول المرء عما**

---

[12]۔ التفتازانی، سعد الدین، علامہ، شرح التلویح علی التوضیح باب الاداء والقضاء، ج1ص:167، محمد علی صبیح واولادہ بمیدان الازھر، مصر

یکرھه الی مایحبه وجمعه حیل۔[13] کہ حیلہ وہ ہے جو بندے کو اس کی ناپسند چیزوں سے پسندیدہ (محبوب) چیزوں کی طرف لے آتا ہے

(ii) **الحیلة:۔الحذق وجودة النظر والقدرة علی دقة التصرف (فی الامور)**[14]
حیلہ مہارت، نظر میں عمدگی اور (امور میں) طرز عمل کی باریکی پر قدرت رکھنے کو کہتے ہیں۔

(iii) صاحب قاموس المصباح المنیر حیلہ کی تعریف کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔
الحذق فی تدبیر الامور وهو تقلیب الفکر حتی یهتدی الی المقصود ۔[15]

---

[13]-دکتور محمود عبدالرحمن عبدالمنعم : معجم المصطلحات والالفاظ الفقھیۃ باب الحاء ،ج1،ص:608،دار الفضیلۃ القاھرۃ،مصر،للنشر والتوزیع والتصدیر

الجرجانی،الشریف، علی بن محمد ،التعریفات ، باب الحاء ، ص:94،دار الکتب العلمیہ ،بیروت لبنان الطبعۃ الاولی :1983م

السید محمد عمیم الاحسان ،التعریفات الفقھیہ ، باب الحاء ، ص:83،دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان ،الطبعۃ الاولی 2003م،

[14]-ابی الفضل جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور المصری: لسان العرب ، باب اللام ،ج11،ص:185،دار صادر دار بیروت لطباعۃ والنشر:1388ھ،1968م

سعدی ابو جیب : القاموس الفقھی لغۃ واصطلاحا ، باب الحاء ، ص:106،دار الفکر ،دمشق ،سوریا،الطبعۃ الاولی 1988م،

[15]- احمد بن محمد بن علی المقری الفیومی: قاموس المصباح المنیر ، باب الحاء ، ص:88،دار الفکر للطباعۃ ،والنشر والتوزیع ،بیروت لبنان،الطبعۃ الاولی:2005م

الموسوعۃ الفقھیۃ،مادۃ(احتیال) ص:101،وزارۃ الاوقاف والشؤون الاسلامیۃ،الکویت،الطبعۃ الثانیۃ 1985م

حیلہ امور کے تدبیر دینے میں مہارت کو کہتے ہیں اور وہ فکر کو ایسی حالت میں بدلنا ہے کہ وہ مقصود تک راستہ پائے۔

(iv)اور حضرت علامہ راغب اصفہانی صاحب بھی حیلہ کی تعریف کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ "**والحیلة والحولة : مایتوصل به الی حالة ما فی خفیة واکثر استعمالها فیما فی تعاطیه خبث وقد تستعمل فیما فیه حکمة۔**[16]

حیلہ اور حولہ سے مراد وہ وسیلہ ہے جس کے ذریعے خفیہ چیز تک رسائی حاصل کی جائے ۔اور ان کا اکثر استعمال کسی خبیث چیز کے حاصل کرنے میں ہوتا ہے ۔اور کبھی کبھی اسے حکمت کے معنی میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

(v)علامہ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری میں حیلہ کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: **هي مایتوصل به الی مقصود بطریق خفی**[17]۔

کہ اس کے ذریعے خفیہ طریقے سے مقصود تک پہنچا جاسکے۔

(vi)اور علامہ نسفی حیلہ کی تعریف کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

الحیل جمع حیلةو اصلها الواو وهو مایتلطف بهالدفع المکروه او لجلب المحبوب۔[18]

محمد عمیم الاحسان المجددی، التعریفات الفقهیة، باب الحاء، ص: 83، دار الکتب العلمیة، بیروت لبنان، الطبعة الاولی :2003م

[16]- الراغب الاصفہانی، مفردات الفاظ القرآن، باب الحاء، ص: 267 دار القلم دمشق، 1996

[17]- ابن حجر، احمد بن علی العسقلانی: فتح الباری شرح بخاری، باب الحیل، ج: 26 ص: 167، مکتبہ الکلیات الازھریہ، الازھر مصر، 1978م

سہارنپوری، احمد علی، حاشیہ صحیح بخاری، باب الحیل، ج: 2، ص 1032، قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی

حیل حیلہ کی جمع ہے اور یہ اصل میں اجوف واوی ہے اور (اصطلاح میں) اس سے مراد وہ چیز ہے جس کے ذریعے لطف اندوز ہوا جائے کسی ناپسندیدہ چیز کو دفع کرنے کے ساتھ یا کسی پسندیدہ چیز کو حاصل کرنے کے ساتھ۔

اور وحید الزمان قاسمی کیرانوی حیلہ کی تعریف کرتے ہوئے رقم طراز ہیں: حیلہ سے مراد ایسا ماہرانہ طریقہ جو ظاہر سے ہٹ کر مقصد تک پہنچنے کی حکمت عملی پر مبنی ہو۔[19]

اسقاط کی لغوی واصطلاحی تعریف:۔

(i) اسقاط کی لغوی تعریف:۔ **من معانی الاسقاط لغۃ الازالۃ**

(ii) اسقاط کی اصطلاحی تعریف:۔ **ازالۃ الملک او الحق لا الی مالک او مستحق کا لطلاق فانہ ازالۃ ملک النکاح وکالعتق فانہ ازالۃ ملک الرقبۃ ۔**[20]

کہ اسقاط کا لغوی معنی زائل کرنا ہے۔

اور فقہاء کی اصطلاح میں ملک یا حق کے زائل ہونے کو کہتے ہیں نہ کہ مالک یا مستحق کے زائل ہونے کو جس طرح کہ طلاق کیونکہ یہ ملک نکاح کو زائل کرتا ہے۔ اور جس طرح کہ عتق کیونکہ یہ ملک رقبہ کو زائل کرتا ہے۔

---

[18]۔ النسفی، شیخ نجم الدین ابی حفص عمر بن محمد الحنفی المتوفی 573ھ، طلبۃ الطلبۃ فی اصطلاحات الفقہ، کتاب الحیل، ص: 311، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان، الطبعۃ الاولی :1997م

[19]۔ وحید الزمان، قاسمی، کیرانوی، القاموس الوحید، ص: 394، ادارہ اسلامیات لاہور، کراچی

[20]۔ الموسوعۃ الفقھیۃ، مادۃ (الاسقاط) الجزء السادس، ص: 185، وزارۃ الاوقاف، والشؤون، الاسلامیۃ، الکویت الطبعۃ الاولی، 1985

علماء محدثین، فقہاء کاملین کے نزدیک حیلہ کی اقسام:۔

علامہ ابن حجر اور سعدی ابو جیب کے نزدیک:۔ فان توصل بها بطريق مباح الى ابطال حق او اثبات باطل فهي حرام او الى اثبات حق او دفع باطل فهي واجبة او مستحبة وان توصل بها بطريق مباح الى سلامة من وقوع فى مكروه فهي مستحبة مباحة او الى ترک مندوب فهي مكروهة[21]۔

اگر باطل کے اثبات یا حق کے ابطال تک بطریق مباح پہنچنا مقصود ہو تو یہ حرام ہے یا اثبات حق اور دفع باطل کے لئے ہو تو یہ حیلہ واجب یا مستحب ہے۔اور اگر وہ مکروہ میں واقع ہونے سے سلامتی کی طرف لے جائے تو یہ مستحب یا مباح ہے۔اور اگر ترک استحباب مقصود ہو تو ایسا حیلہ مکروہ ہے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے نزدیک:۔ حیل مطلقا مکروہ نیست و انکار راست نمی آیدزیرا کہ درمسائل بسیار دراحادیث مشہورہ عمل بالحیل آمدہ۔[22]

ہر حیلہ مطلقا مکروہ نہیں اور اس کا انکار نہیں آیا۔کیونکہ بہت سے مسائل اور احادیث مشہورہ میں حیلہ پر عمل کرنا آیا ہے۔

---

[21]۔ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی الامام، فتح الباری شرح صحیح بخاری، باب الحیل، ج:26، ص:167، مکتبہ الکلیات الازھریہ، الازھر مصر، 1978م

سعدی ابو جیب، القاموس الفقھی لغۃ واصطلاحا، باب الحاء، ص:106، دار الفکر، دمشق سوریا الطبعۃ الاولی، 1998م

[22]۔ الشاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، فتاوی عزیزی، الجزء الاول، ص:121، المطبعۃ، رحمن گل پبلشرز، پشاور، (سن طباعت ندارد)

شمس الائمہ امام سرخسی کے نزدیک :۔ان ما یتخلص به الرجل من الحرام او یتوصل به الی الحلال فهو حسن [23]

وہ حیلہ جس سے آدمی حرام سے خلاصی اور حلال تک رسائی حاصل کرلے وہ حسن ہے

فقیہہ ابولیث سمرقندی کے نزدیک :۔ان اراد بالحیلة هربا من الحرام فلا بأس به و أن اراد به ابطال حق انسان فلا سعیه ذلک [24]۔

یعنی اگر حیلے سے مراد حرام سے دور بھاگنا مقصود ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں (جائز ہے) اور اگر کسی انسان کے حق کے باطل کرنے کے لئے ہو تو اسی طرح کوشش نہ کرے۔

علماء ہند کے نزدیک :۔کل حیلة یحتال بها الرجل لیتخلص بها عن حرام او لیتوصل بها الی حلال فهي حسنة و الاصل فی جواز هذا النوع من الحیل قول الله تعالی: خذ بیدک ضغثا فاضرب به و لا تحنث [25]۔

یعنی ہر وہ حیلہ جسے آدمی اس غرض سے کرتا ہے کہ حرام سے خلاصی پاسکے۔یا اس کے وسیلہ سے حلال تک پہنچ جائے۔یعنی حلت حاصل ہو تو یہ حسن ہے (روا ہے) اور اس قسم کے حیلے کے جواز کے لئے اصل (اوپر مذکورہ) آیت ہے۔

---

[23]- سرخسی ،ابی بکر محمد بن احمد بن ابی سھل الحنفی ، متوفی (490ھ) مبسوط کتاب الحیل ،ج 29، 30، ص: 230،دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان الطبعة الاولی: 2001م

[24]- سمرقندی ،ابو لیث ،شیخ نصر بن محمد بن ابراھیم ،المتوفی 375ھ،عیون المسائل ،باب الحیل ،ص: 205،المطبعة مکتبه مکة المکرمه نزد مسجد نور کانسی روڈ کوئٹہ ،الطبعة الاولی: 1999ھ

[25]- عالمگیری الموسوم بفتاوی ھندیہ ،ج: 7،ص: 390،المکتبہ ماجدیہ کوئٹہ

صاحب محیط کا قول:۔امام ابن حجر عسقلانی صاحب محیط کا قول ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

قال صاحب المحیط، اصل الحیل قولہ تعالی: خذبیدک ضغثا الایة وضابطها ان کانت للفرار من الحرام والتباعد من الاثم فحسن وان کانت لابطال حق مسلم فلا بل ھي اثم وعدوان[26]۔

صاحب محیط نے فرمایا کہ حیلہ میں اصل اللہ رب العزت کا یہ فرمان ہے (اوپر مذکورہ آیت)اور اس کا ضابطہ یہ ہے کہ اگر حیلہ حرام سے فرار ہونے کے لئے یا گناہوں سے بچنے کے لئے ہو تو حسن (روا) ہے۔اور اگر کسی مسلمان کے حق کے باطل ہونے کے لئے ہو تو وہ حیلہ نہیں بلکہ گناہ و ظلم ہے۔

علامہ وحید الزمان کے نزدیک:۔علامہ وحید الزمان صاحب بخاری شریف کی شرح تیسیر البخاری میں حیلہ کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:"حیلہ کہتے ہیں ایک پوشیدہ تدبیر سے اپنا مقصود حاصل کر لینے کو۔اگر حیلہ کر کے حق کا ابطال یا باطل کا اثبات کیا جائے تب تو یہ حیلہ حرام ہو گا اور اگر حق کا اثبات اور باطل کا ابطال کیا جائے تو وہ واجب یا مستحب ہو گا اور اگر کسی آفت سے بچنے کے لئے کیا جائے تو مباح ہو گا۔اگر ترک مستحب کے لئے کیا جائے تو مکروہ ہو گا۔

---

[26]- ابن حجر،احمد بن علی العسقلانی، فتح الباری، شرح صحیح بخاری، باب الحیل، ج26، ص:167، مکتبہ الکلیات الازھریہ،الازھر، مصر سن طباعت،1978م

چند سطور کے بعد قول محقق پیش کرتا ہے اور بحث کا نتیجہ ور زلٹ نکالتے ہوئے لکھتا ہے ''مترجم کہتا ہے کہ قول محقق اس باب میں یہ ہے کہ ضرورت شرعی سے یا کسی مسلمان کی جان اور عزت بچانے کے لئے حیلہ کرنا درست ہے لیکن جہاں یہ بات نہ ہو بلکہ صرف اپنا فائدہ کرنا مقصود ہو اور دوسرے مسلمان بھائی کا اس سے نقصان ہوتا ہو تو ایسا حیلہ کرنا حرام اور ناجائز ہے''۔[27]

صاحب تفسیر روح المعانی اور محشیٰ بیضاوی کے نزدیک:۔ جوزھا اکثرھم مالم یکن فیھا ابطال حق او احقاق باطل[28]۔

اکثر نے اس حیلے کے جواز کا فتوی دیا ہے جس میں ابطال حق یا احقاق باطل نہ ہو۔

صاحب تفسیر کمالین کے نزدیک:۔ علامہ محمد نعیم صاحب استاذ التفسیر دار العلوم دیوبند حیلہ کی تقسیم جائز و ناجائز ہونے کے اعتبار سے کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''جس حیلہ سے کوئی شرعی حکم یا حکمت اور غرض دینی فوت ہوتی ہے تو وہ حرام اور ناجائز ہے۔ اور جہاں کسی مطلوب شرعی کی تحصیل اور کسی معروف کا ذریعہ بنا ہو تو اس کی اجازت ہے[29]۔

---

[27]- وحید الزمان، علامہ، تیسیر البخاری، شرح بخاری، کتاب الحیل، ج6، ص:415، مطبوعہ نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور اشاعت جون 1990م

[28]- آلوسی، ابی الفضل شہاب الدین السید محمود البغدادی، المتوفی:127ھ، روح المعانی، زیر آیت، ولقد علتم الذین اعتدوا منکم فی السبت، ج1، ص:283، دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، الطبعۃ الرابعۃ:1985م

کاندھلوی، حبیب الرحمن، حاشیہ تفسیر بیضاوی، سورۃ البقرہ: ص:85، مطبع حاجی محمد سعید کمپنی کراچی

[29]- محمد نعیم، کمالین علی جلالین، زیر آیت ''خذ بیدک ضغثا فاضرب بہ ''ج:5، ص:399، مکتبہ شرکت علمیہ بوہڑ گیٹ ملتان

صاحب موسوعہ فقھیہ کے نزدیک:۔صاحب موسوعہ فقھیہ نے حیلہ کی تعریف کے بعد اس کی اقسام پر بھی مفصل بمعہ امثلہ بحث کی ہے۔یہاں پر ان عبارات کو بطور دلیل اردو ترجمہ عربی متن کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔تاکہ قارئین، حیلہ کے جائز وناجائز میں تمیز کر سکیں۔

فرماتے ہیں:"**یختلف حکم الاحتیال باختلاف القصد والنیة وباختلاف مآل العمل وذلک علی الوجه الآتی۔یکون الاحتیال حراما۔اذاتسبب به المکلف فی اسقاط ماوجب شرعا حتی یصیر غیر واجب فی الظاهر او فی جعل المحرم حلالا فی الظاهر ذلک۔ان العمل اذاقصد به ابطال حکم شرعی وتحویله فی الظاهر الی حکم آخر حتی یصیر مآل ذلک العمل خرم قواعد الشرعیة فی الواقع فهو حرا م منهي عنه وذلک کما لو دخل علیه وقت الصلوة فشرب خمرا او دواء منوما حتی یخرج وقتها وهو فاقد لعقله کالمغمی علیه أو کان له مال یقدر به علی الحج فوهبه کیلا یجب علیه الحج والدلیل علی حرمة الاحتیال "ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت ۔الایة ۔ ویکون الاحتیال جائزا۔اذاقصد به اخذ حق أو دفع باطل او التخلص من الحرام ،او التوصل الی الحلال سواء أکانت الوسیلة محرمة ام مشروعة الا انها ان کانت محرمة فهو اثم علی الوسیلة دون المقصو د وقد یطلب الاحتیال ولا سیما فی الحرب لأنها خدعة والاصل فی الجواز قول الله تعالی:"خذ بیدک ضغثا فاضرب به ولا تحنث۔الایة۔**[30]

30۔الموسوعۃ الفقھیۃ،مادۃ (احتیال)الجزء الثانی، ص:202،201،وزارۃ الاوقاف والشؤن الاسلامیۃ،الکویت ،الطبعۃ الاولی،1985م

قصد ونیت کے مختلف ہونے کے ساتھ حیلے کا حکم بھی مختلف ہوتا ہے اور کام کے انجام کے اختلاف کے ساتھ بھی۔اور یہ آنے والے طریقہ پر کبھی حیلہ حرام ہوتا ہے۔اور یہ اس وقت ہوتا ہے کہ جب وہ جو اس کے ذمہ شرعا واجب ہیں اس کو اسقاط کا ذریعہ بنائے یہاں تک کہ وہ ظاہر میں غیر واجب بن جائے یا ظاہر میں اس کے لئے حرام حلال بن جائے۔اوراسی طرح وہ کام جس سے حکم شرعی کے باطل ہونے کا قصد کیا جائے اوراس کو ظاہر میں کسی اور حکم کی طرف لوٹایا جائے۔ یہاں تک کہ وہ اس عمل کے انجام کی بدولت فی الواقع قواعد شرعیہ کو کاٹ دیں۔ تو وہ حرام ہے اور اس سے روکا گیا ہے۔

الامثلۃ :۔ جس طرح کہ کسی پر نماز کا وقت داخل ہو جائے اور وہ کوئی شراب یا نیند آور دوائی کھائے۔ یہاں تک کہ اس پر وہ (نماز کا) وقت اس حال میں گزر جائے کہ اس کا عقل ٹھکانے نہ ہو جس طرح کہ بے ہوش ہوتا ہے۔

یا جس کے پاس اتنا مال ہو کہ وہ اس مال کے ساتھ حج پر قادر ہو پس اس نے دوسرے کو ہبہ کیا تا کہ اس پر حج فرض نہ ہو۔اور ایسے حیلوں کی حرمت پر دلیل **ولقد علمتم الذين اعتدوا منكم في السبت (الآية)** ہے۔

اور کبھی حیلہ جائز ہوتا ہے جب اس سے حق کے لینے یا باطل کے دفع ہونے یا حرام سے خلاصی یا حلال سے ملنے کا قصد کیا جائے۔خواہ اس تک پہنچنے کا وسیلہ حرام ہو۔ یا مشروع ہو۔ سوائے اس کے کہ اگر اس تک پہنچنے کا وسیلہ حرام ہو تو وہ وسیلہ پر گناہگار تو ہو گا لیکن مقصود پر گناہ نہیں ہو گا۔اور کبھی حیلہ کو خاص طور پر جنگ میں طلب کیا جاتا ہے کیونکہ

یہ دھوکہ ہے اور اس کے جواز میں اصل یہ آیت کریمہ ہے :"**خذ بیدک ضغثافاضرب بہ و لا تحنث**"۔الآیۃ

دکتورہ نشوۃ العلوانی کے نزدیک :۔

حیلہ کے حکم کے اعتبار سے پانچ قسمیں ہیں۔دکتورہ نشوۃ العلوانی نے اس بارے میں نہایت زبردست تحقیق کی ہے اصل تحقیق عربی میں ہے لیکن طوالت کی وجہ سے صرف اردو ترجمہ تحریر کرتے ہیں۔

آپ لکھتی ہیں کہ حیلہ کی پانچ قسمیں ہیں ۔(1)واجب (2) مندوب (3)مباح (4)مکروہ(5)حرام

(1) **حیلہ واجبہ** :۔وہ حیلہ ہے جو صورت مشروع کے ساتھ ایسے کام کے کرنے کے لئے ہو جس کا حاصل کرنا شرعاً واجب ہے۔مثلاً ضروری اسباب کو مسببات کے ساتھ ملانا جیسے کھانا پینا اور لباس۔ پس ان اغراض کے حصول کے لئے مشروع طرق اختیار کرنے کو حیلہ واجبہ کہہ سکتے ہیں۔ جسم کو صحیح رکھنے کے لئے اور اس کے اس کام کے کرنے کے لئے حفاظت کرنا جو اس کی زندگی میں واجب ہے۔اور اسی طرح ضروری شرعی معاہدے کرنا جیسے کسی حاجت کے وقت خرید وفروخت اور لعنت(زنا) سے بچنے کے لئے شادی کرنا یہ تمام حیلے مشروع طریقے سے مراد کو حاصل کرنے کے لئے ہے۔

(2)**حیلہ مندوبہ** :۔یہ وہ ہے جس کا کرنا ترک کرنے سے راجح ہے ۔جیسے مشروع طریقے سے حق لینے کے لئے یا مظلوم کی مدد کرنے کے لئے یا ظالم کو سزا دینے کے لئے حیلہ کرنا خاص طور پر جنگوں میں جہاں پر وہ کام کرنا بھی مباح ہے جو کسی اور جگہ مباح

نہیں جیسے دھوکا و فریب جس طرح سید عالم ﷺ سے روایت ہے "الحرب خدعۃ "(جنگ دھوکہ ہے) یہ اور اس طرح کے دوسرے کام شرعا مندوب ہیں کیونکہ عام وخاص کی اچھائی کے کام ہیں۔

(3)**حیلہ مباحہ**:۔یہ وہ کام ہے جس کا کرنا اور نہ کرنا برابر ہے۔جس طرح وہ آدمی جس کو وقت کی تنگی کی وجہ سے حج کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو تو حیلہ یہ ہے کہ وہ مطلقا احرام باندھے اگر اس نے عرفہ (وقوف عرفہ) کو پالیا تو حج کو متعین کرے اور اگر عرفہ کو نہ پایا تو عمرہ کو معین کرے اور فوت ہونے کی وجہ سے اس پر حج کی قضاء واجب نہیں ہے۔

(4) **حیلہ مکروہ**:۔یہ وہ کام ہے جس کا نہ کرنا کرنے سے راجح ہو جس طرح وہ آدمی جس کے ذمہ قرض ہو اور اس کے پاس مال ہو اور وہ ارادہ کرے کہ وہ اس بات کی قسم اٹھائے کہ اس کے پاس مال نہیں ہے۔اس میں حیلہ یہ ہے کہ وہ مال اپنے چھوٹے بیٹے کو ہبہ کردے پھر قسم اٹھائے تو وہ حانث نہ ہو گا اگرچہ اس کے بعد وہ مال واپس لے۔

(5)**حیلہ محرمہ**:۔ہر وہ حیلہ جس کے ساتھ لوگوں کے اموال برے طریقے سے کھانے، جھوٹی قسم اٹھانے، حقوق اور اس کے واجبات سے بھاگنے کا قصد کیا جاتا ہے۔یا اس لئے حیلہ کرنا تاکہ اس سے حرام کردہ کو حلال اور حلال کردہ کو حرام کرسکے۔[31]

نشوۃ العلوانی سے شرائط حیلہ:۔ نشوۃ العلوانی صاحبہ لکھتی ہیں:۔

---

[31]- دکتورہ نشوۃ العلوانی ،الحیل الشرعیۃ بین الحظرۃ والاباحۃ، ص:55،54،53، مطبوعہ دار اقرأ دمشق الطبعۃ الاولی1423ھ

فاذا جازت الحیل الشرعیة فان شروطها :أن یکون الامر المقصود لیس فیه اعتداء علی الحقوق الانسانیة والتکالیف الدینیة حتی لا یکون آثما واقعا فی الحرام ولا یعفیه ذلک ان یقلد دون دلیل ۔۔۔۔الی آخرہ ۔

ترجمہ :۔جواز حیل شرعیہ کے شروط درج ذیل ہیں۔

امر مقصود ایسا ہو جس میں حقوق انسانیہ اور امور دینیہ پر ایسی زیادتی لازم نہ آتی ہو جس زیادتی کے سبب حرام میں پڑ کر آدمی گناہ گار ہو جاتا ہو۔

نیز اس کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ بغیر دلیل کے تقلید کرے اور ایسی صورت میں تقلید کرنا بھی مناسب نہیں جب وہ ادلہ اور احکام کے استنباط کی ترجیح پر قدرت نہ رکھتا ہو اور اس استنباط کے ذریعے شرعی احکام اور دینی یا معاشرتی امور سے گلو خلاصی کا طالب ہو یا باطل حیلوں کے ذریعے یہ دعوی کرتے ہوئے لوگوں کا مال کھانا کہ یہ حیل فقہ میں سے ہیں، یا مذاہب کے درمیان سعی لاحاصل اور الٹ پھیر کا قصد کرتے ہوئے ایسی تحقیق و چھان بین کرنا جس کے ذریعے غلط مقصد کا حصول ممکن ہو جائے۔ اس اعتبار سے کہ مذاہب حنفیہ یا مالکیہ سے شافعی مذہب کی طرف بھاگے (پھر جائے) تاکہ ربا (سود) کے مباح ہونے کا مقصد حاصل کرے علت معینہ کی مدد سے یا حنبلیہ اور مالکیہ سے فرار اختیار کرے حنفیہ کی طرف تاکہ طلاق ثلاثہ کی حلت کا نفاذ کر سکے اس آدمی کی رائے کے مطابق جو احناف میں سے اس کا قائل ہے حالانکہ دیگر احناف اس کے فساد پر متفق ہیں۔[32]

---

[32]- دکتورہ نشوۃ العلوانی، الحیل الشرعیۃ، بین الحظر والاباحۃ، ص: 81، مطبوعہ دار اقرأ دمشق الطبعۃ الاولی 1423ھ

کیاشریعت اسلامیہ میں حیلہ کرنا جائز ہے؟
(علامہ صابونی کی تحقیق)

علامہ صابونی آیت کریمہ " **خذ بیدک ضغثا فاضرب به و لا تحنث** "۔الآیۃ کے تحت رقم طراز ہیں۔**قال الجصاص فی تفسیرہ أحکام القرآن وفی الایة دلیل علی ان جواز الحیلة فی التوصل الی مایجوز فعله ودفع المکروہ بها عن نفسه وعن غیرہ لأن الله تعالی امرہ بضربها بالضغث لیخرج به من الیمین ولا یصل الیها کثیر الضرر۔ أقول هذا هو الحد المقبول من الحیل الشرعیة التی توصل الی مایجوز فعله وتدفع المکروہ عن نفسه وغیرہ**[33]۔

علامہ جصاص نے اپنی تفسیر احکام القرآن میں کہا ہے اور یہ آیت اس بات پر دلیل ہے کہ جائز کام تک پہنچنے اور مکروہ کام سے خود کو اور دوسروں کو بچانے کے لئے حیلہ کرنا جائز ہے۔ کیونکہ اللہ تعالی نے حضرت ایوب علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ بیوی کو جھاڑو سے ماریں تاکہ قسم سے نکل جائیں۔اور ان کی بیوی کو زیادہ نقصان نہ ہو۔ میں (جصاص) کہتاہوں کہ یہ ہی حیلہ مشروعہ کی حد مقبول ہے جس کے ذریعے جائز فعل تک پہنچے اور اپنے آپ کو اور دوسرے کو ناپسندیدہ فعل سے بچائے۔

---

[33]- محمد علی صابونی، روائع البیان، تفسیر الآیات الاحکام، ج2، ص:437،436، مطبوعہ منشورات مکتبۃ الغزالی ،دمشق، سوریا

رزلٹ علامہ صابونی کے قلم سے:۔

فرماتے ہیں: **اتخاذ الحیلة جائز اذالم یکن فیھا ابطال حق أو ھدم امر من امور الشرع الحنیف**[34]۔ حیلے کا پکڑنا جائز ہے جبکہ اس میں حق کا باطل ہونا یاامور شرع حنیفی کے کسی امر کا مٹانا مقصود نہ ہو۔

حاصل کلام:۔ ان تمام تعریفات اور علماء مفکرین، محدثین، مفسرین اور فقہاء مجتہدین کی ذکر کردہ اقسام سے یہ روز روشن کی طرح عیاں ہوا کہ ہر وہ حیلہ جس سے آدمی حرام سے خلاصی پاسکے یااس کے وسیلے سے حلال تک پہنچ جائے۔ تو وہ روا، حسن اور جائز ہے اور ایسا حیلہ جس کے کرنے سے کسی مسلمان کا حق باطل ہورہاہو یا کسی حرام کام کو حلال کرنے کے لئے ہو یا کوئی حکم شرعی باطل ہورہاہو تو ایسا حیلہ ناجائز و حرام ہے۔ اسی لئے امام سرخسی علیہ الرحمۃ نے انہی اقسام کے بارے میں فرمایا کہ:

ففی النوع الاول معنی التعاون علی البر والتقوی وفی النوع الثانی معنی التعاون علی الاثم والعدوان[35]۔ پہلی قسم کا معنی **التعاون علی البر والتقوی** ہے اور دوسری قسم میں معنی **تعاون علی الاثم والعدوان** ہے۔

نوٹ:۔ یعنی اوپر مذکورہ پہلی صورت میں معنی حیلہ کے ساتھ نیکی اور تقوی پر تعاون ہے ۔ جبکہ دوسری صورت میں حیلہ کرنا ظلم اور سرکشی پر تعاون وامداد ہے۔ اس لئے پہلی

---

[34]۔ محمد علی صابونی، روائع البیان، تفسیر الآیات الاحکام، ج2، ص:439، مطبوعہ منشورات مکتبۃ الغزالی، دمشق، سوریا

[35]۔ امام سرخسی، ابی بکر محمد بن احمد بن ابی سہیل، الحنفی، المتوفی :490ھ، مبسوط، کتاب الحیل، ج30، ص:230، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان الطبعۃ الاولی 2001م

صورت جواز کی اور دوسری حرام کی ہے۔(حیلہ اسقاط پہلی صورت پر صادق آتا ہے کہ وہ بھی مردے کے ساتھ تعاون علی البر والتقوی ہے۔)

اور جس حیلہ سے حکمت شرعی کا ابطال لازم آتا ہو تو اس بارے میں صاحب تفسیر روح المعانی رقم طراز ہیں کہ: **عندی کل حیلة او جبت ابطال حکمة شرعیة لا تقبل کحیلة سقوط الزکوة و حیلة سقوط الاستبراء**[36]۔

میرے نزدیک ہر وہ حیلہ جس سے حکمت شرعی کا بطلان لازم آتا ہو ایسا حیلہ قطعاً باطل ہے جس طرح کہ زکوۃ ساقط کرنے کے لئے لوگ حیلے کرتے ہیں اور استبراء سے بچنے کے لئے۔

پیر محمد کرم شاہ الازھری کا نظریہ:۔

حضور ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ نے ان لوگوں کے استدلال کے بارے میں فرمایا: "جو لوگ شرعی احکام سے بچنے کے لئے حیلوں سے کام لیتے ہیں وہ درست نہیں۔ آگے فرماتے ہیں:

جن مقاصد کے لئے یہ احکام جاری کئے گئے ان کا حصول ناممکن ہو جائے گا[37]۔

پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے لوگوں کے بارے میں فرمایا: جو لوگ شرعی احکام سے بچنے کے لئے حیلے کرتے ہیں حالانکہ حیلہ اسقاط تو قضاء کئے ہوئے شرعی احکام کی

---

[36]- آلوسی ،علامہ ،ابی الفضل شھاب الدین السید محمود،البغدای ،التوفی1270ھ،روح المعانی ،ج:23،ص:209،داراحیاءالتراث العربی بیروت لبنان الطبعۃ الرابعۃ:1985م

[37]-پیر محمد کرم شاہ،ضیاءالامت،ضیاءالقرآن،ج۱۴،ص:246،ضیاءالقران پبلی کیشنز لاہور

بجاآوری کے لئے کوشش کرنا ہے۔اس میں نہ ابطال حق ہوتا ہے اور نہ احقاق باطل ۔پیر صاحب علیہ الرحمۃ نے بھی صاحب تفسیر روح المعانی کی اوپر مذکورہ آیت بطور دلیل ذکر فرمائی ہے۔

گروہ ثانیہ کا فناء الجہل میں ورود :۔ گروہ ثانیہ نے مطلقاً حیلے کو حرام گردانتے ہوئے فناء الجہل میں قدم رکھا ہے جس طرح کہ امام سرخسی علیہ الرحمۃ اور علامہ رشید احمد گنگوہی نے اپنی تصانیف میں ذکر کیا ہے کہ **"فان الحیل فی الاحکام المخرجة عن الامام جائزة عند جمهور العلماء، وانما کره ذلک بعض المتعسفین لجهلهم و قلة تأملهم فی الکتاب و السنة"**[38]۔

احکام میں جو حیلے امام (محمد) سے منقول ہیں وہ جمہور علماء کے نزدیک جائز ہیں۔انہیں بعض تنگ نظر لوگوں نے جہالت اور کتاب وسنت میں قلت تأمل کی وجہ سے ناپسند قرار دیا ہے۔

التماس:۔اس لئے تنگ نظر لوگوں کی خدمت میں التماس ہے۔ہر کام کو حرام حرام نہ کہیں اور کفر و شرک کے فتوے صادر نہ کریں۔بلکہ تحقیق کریں کہ اس مسئلے کے بارے میں سلف صالحین ،ائمہ مجتہدین ،فقہاء کاملین ، مفسرین ، محدثین کیاآراء رکھتے

38- السرخسی ،علامہ ،ابی بکر محمد بن ابی سہل ،الحنفی ،متوفی :490ھ ،کتاب الحیل ،ج: 30، ص: 229،230،دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان الطبعۃ الاولی:2001م
رشید احمد گنگوہی ،لامع الدراری علی جامع البخاری ،کتاب الحیل ،ج:3،ص:404،مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

ہیں۔تب اس مسئلے کے بارے میں حتمی رائے دیں۔لیکن یہ تب ہوتا ہے کہ آدمی کو ان کتب کی روح و مغز تک رسائی ہو سکے۔کتاب کی روح تک رسائی ممکن نہ ہونے کی صورت میں ہی ایسے کہہ دیتے ہیں۔

باب دوم

اثبات الحیلۃ فی ضوء القرآن وملحقاتھا

حیلے کی لغوی واصطلاحی تعریفات اور دیگر ملحقات کے بعد کتاب لاریب سے حیلہ کا اثبات ذکر کرتے ہیں۔قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ رب العزت نے خشک وتر کی تمام چیزوں کوبیان فرمایاہے۔لہٰذا ضروری ہے کہ شریعت اسلامیہ کے پہلے مأخذ سے حیلہ کااثبات کیاجائے۔کتاب ذیشان میں واضح طور پر حیلے کا ثبوت موجود ہے لیکن اس کے لئے چشم بینااور سماعت کاملہ کی ضرورت ہے۔آیات کریمہ سے اثبات کے بعد اس کو تفاسیر کے آئینہ میں دیکھیں گے کہ مفسرین اس بارے میں کیالکھتے ہیں۔تاکہ منکرین کاابہام دور ہو جائے۔

(1) خذ بیدک ضغثا سے استدلال:۔

سورۃ ''ص''میں ارشاد باری تعالی ہے: **خذ بیدک ضغثا فاضرب بہ ولا تحنث**[39]۔

اور فرمایا: اپنے ہاتھ میں ایک جھاڑو لے کر اسے ماردے اور قسم نہ توڑ۔ (کنز الایمان)

واقعہ یہ تھا کہ بیماری کے زمانہ میں حضرت ایوب علیہ السلام کی خدمت میں آپ

---

[39]- سورۃص الآیۃ44

علیہ السلام کی زوجہ محترمہ دیر سے حاضر ہوئی۔ تو آپ علیہ السلام نے قسم کھائی کہ میں تندرست ہو کر تمہیں سو لکڑیاں ماروں گا۔ تو اللہ رب العزت نے جھاڑو کے حیلہ کے ذریعے مارنے کی تعلیم فرمائی اور آپ کی قسم کی بھی حفاظت فرمائی۔

یہاں پر چند تشکیکی ذہن کے حامل افراد یہ کہتے ہیں کہ یہ حیلہ صرف ایوب علیہ السلام کے لئے خاص تھا۔ عام لوگوں کے لئے اس طرح حیلہ کرنا جائز نہیں۔

الجواب:۔ مجتہدین و مفسرین نے جو تفسیری نکات اس آیت کریمہ کے تحت درج کئے ہیں۔ ہم بعینہ وہی یہاں درج کرتے ہیں تاکہ فریق مخالف کو کسی قسم کا شبہ نہ ہو۔

آیت کریمہ آئینہ تفاسیر میں

(i) **علامہ جوزی، علامہ خازن کی رائے:۔** فرماتے ہیں: اس میں دو قول ہیں:

أحدهما انه عام و به قال ابن عباس و عماد بن ابی رباح و الثانی انه خاص بایوب علیه السلام قاله المجاهد و اختلف الفقهاء فیمن حلف ان یضرب عبده مائة سوط مجمعها و ضربه بها ضربة واحدة فقال مالک و اللیث بن سعد و احمد لا یبرو قال ابو حنیفة و الشافعی اذا ضربه ضربة واحدة فاصابه کل سوط علی حدة علی حدة فقدبر و احتجو بعموم هذه الایة[40]۔

پہلا قول یہ ہے کہ یہ عام ہے (یعنی یہ حیلے والی رخصت سب کے لئے ہے) اور اسی طرح ابن عباس، عماد بن ابی رباح نے کہا ہے: دوسرا قول یہ ہے کہ یہ حضرت ایوب علیہ

[40]- الجوزی، ابی الفرج، جمال الدین، عبد الرحمن بن علی بن محمد، المتوفی: 597ھ، زاد المسیر فی علم التفسیر، ج4، الجزء السابع، ص: 31، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان، الطبعۃ الثانیہ 2002م

خازن، علامہ علاؤالدین علی بن محمد بن ابراھیم البغدادی، تفسیر خازن، ج:7، ص:51، مطبوعہ مکتبہ التجاریہ شارع محمد علی بمصر

السلام کے ساتھ خاص ہے یہ مجاہد کا قول ہے اور اس مسئلے پر فقہاء کا اختلاف ہے کہ جب کوئی قسم کھائے کہ وہ اپنے غلام کو اکٹھے سو کوڑے مارے گا اور اسے ایک ہی ضرب لگائے تو مالک اور لیث بن سعد اور احمد نے کہا کہ وہ بری نہ ہوگا جبکہ امام شافعی اور امام اعظم ابو حنیفہ رحمہم اللہ نے کہا ہے کہ جب وہ ایک ہی ضرب لگائے اور ہر کوڑا اسے علیحدہ لگے تو پس وہ بری ہو جائے گا اور اس آیت کے عموم سے حجت پکڑی ہے۔

(ii)**رئیس المفسرین کی رائے:**۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں

قال ابن عباس فی رجل حلف ان یضرب عبده ثلاثین سوطا او اکثر قال یجمعها فیضربه ضربة واحدة ومن المخارج ایضا أخراج البدل فی الحلف علی ارتکاب معصیته او الحلف علی ما لا یطاق[41]۔

نوٹ:۔ دکتور صاحب نے ابن ابی شیبہ کے حوالے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول مبارک نقل کیا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آدمی کے بارے میں فرمایا کہ جس نے اپنے غلام کو تیس کوڑے یا زیادہ مارنے کی قسم کھائی۔ فرمایا: وہ ان کو اکٹھا کرے اور ایک ضرب لگائے۔ قسم سے نکلنے کے طریقوں میں ہے کہ وہ اگر کسی معصیت یا ایسی چیز کی قسم کھائے جس کی طاقت نہیں رکھتا تو اس کو بدل دے۔

---

[41]۔ دکتور محمد رواس قلعہ جی، موسوعۃ عبداللہ بن عباس، باب الیاء مادۃ یمین، ص: 479، مطبوعہ التراث الاسلامی جامعہ ام القری مکۃ المکرمہ

(iii) کبیر، بیضاوی، ابی سعود، مدارک، روح البیان کی تفسیر:۔

ان تمام تفاسیر میں اس قسم کے الفاظ مذکور ہیں۔"هذه رخصة باقية"اور "وهي رخصة باقية"کہ یہ رخصت (حیلے والی) باقی ہے[42]۔

اوراسی کے ساتھ مزید صاحب تفسیر روح البیان علامہ اسماعیل حقی لکھتے ہیں:

وتبقى ببركتها هذه الرخصة في الأمم الى يوم القيامة[43]۔

اس کی برکت کے سبب یہ رخصت قیامت تک لوگوں میں باقی رہے گی۔

---

[42]- الرازی، امام فخر الدین ابن العلامہ ضیاء الدین عمر، متوفی:605ھ، تفسیر الفخر الرازی المشتہر بالکبیر، ج:13، ص:216، دار الفکر لطباعۃ والنشر والتوزیع، سن طباعت 1995

البیضاوی، ناصر الدین ابی سعید عبداللہ بن عمر بن محمد الشیرازی، تفسیر انوار التنزیل واسرار التأویل، ص:604، المطبعۃ دار فراس للنشر والتوزیع، 1329ھ

ابی سعود، القاضی محمد بن محمد بن مصطفی العمادی المتوفی:982ھ، تفسیر ابی سعود، ج5، ص:365، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان، الطبعۃ الاولی 1999م

علامہ ابو البرکات احمد بن محمد نسفی، متوفی:710ھ، تفسیر مدارک التنزیل وحقائق التأویل علی ھامش، تفسیر خازن ج:4، ص:43، مطبوعہ مکتبہ التجاریہ الکبری شارع محمد علی مصر

حقی، علامہ شیخ اسماعیل البروسوی، متوفی:1137، تفسیر روح البیان، ج8، ص:61، داراحیاء التراث العربی بیروت لبنان، الطبعۃ الاولی، 2001م

[43]- حقی، علامہ شیخ اسماعیل البروسوی، متوفی:1137، تفسیر روح البیان، ج8، ص:61، داراحیاء التراث العربی بیروت لبنان، الطبعۃ الاولی، 2001م

ابی حیان اور خطیب شربینی کی رائے:۔

ابی حیان اور خطیب شربینی دونوں اپنی تفاسیر میں مذکورہ آیت کے تحت رقم طراز ہیں:
"**وقد وقع مثل هذه الرخصة في الاسلام اتى رسول الله ﷺ بمخدج قد خبث بأمة فقال خذوا عثكالا فيه مائة شمراخ فاضربوه بها ضربة**" [44]۔
اس قسم کی رخصت کا وقوع اسلام میں بھی ہے جس طرح کہ سرکار دوعالم ﷺ کے دربار میں ایک گنجے، ضعیف شخص کو پیش کیا گیا۔ جس نے لونڈی کے ساتھ فعل شنیع کیا ۔تو آپ ﷺ نے فرمایا: ایک درخت کی ڈالی لو جس میں سو شاخیں ہوں اس سے ایک ہی دفعہ مارو۔

(نوٹ :۔آئندہ صفحات میں اس حدیث پر بحث ہوگی وہاں پر ملاحظہ فرمائیں)

محمد بن جریر طبری کی رائے:۔

علامہ ابن جریر طبری صاحب اپنی تفسیر طبری میں مذکورہ آیت کریمہ کے تحت لکھتے ہیں
من أخذ بها فهو حسن [45]۔
اور جنہوں نے اس آیت سے (حیلے کا معنی) اخذ کیا تو وہ حسن (اچھا) ہے۔

---

[44]- ابی حیان، اثیر الدین ابی عبداللہ محمد بن یوسف بن علی بن یوسف بن حیان الاندلسی المتوفی:754ھ، تفسیر البحر المحیط، ج7، ص:401، دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان الطبعۃ الثانیہ، 1990م

الشربینی، محمد بن احمد الخطیب، المصری، المتوفی، 977ھ، تفسیر السراج المنیر ج:3، ص:508، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان، الطبعۃ الاولی، 2004م

[45]-الطبری، الامام ابی جعفر محمد بن جریر، تفسیر طبری، ج:23، ص:198، دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان ،الطبعۃ الاولی 2001م

امام ماتریدی کی رائے:۔

امام اہل سنت حضرت ماتریدی اپنی تفسیر میں رقم طراز ہیں :"قال بعضهم قضبان واغصان ونحو ذلک لأيوب خاصة، قال بعضهم هو له ولسائر الناس ۔أن من حلف ان يضرب كذا خشبة او سوطا فجمع قضبانا او اغضانا فضرب بها بر في يمينه"[46]
۔

بعض نے کہاہے کہ کاٹی ہوئی شاخیں یااغصان (ٹہنیاں) مراد ہیں اوراسی طرح حضرت ایوب علیہ السلام کے لئے خاص ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ ان کے اور تمام لوگوں کے لئے ہے اور جس نے قسم کھائی ہے کہ میں اس کو کوڑے یا موٹی لکڑی سے ماروں گا تو وہ کاٹی ہوئی شاخیں اور ٹہنیاں جمع کرے اور اسی کے ساتھ مارے تو وہ اپنی قسم سے بری ہو جائے گا۔

حبیب الماوردی کی رائے:۔

حبیب الماوردی اسی آیت کے تحت رقم طراز ہیں:

فيه قولان :احدهما ان ذلک لأيوب خاصة قاله المجاهد، الثاني عام في أيوب (عليه السلام) وغيره من هذه الأمة [47]۔اس میں دو قول ہیں :ایک یہ کہ یہ صرف

---

[46]- الماتریدی، امام ابی منصور محمد بن محمد بن محمود ،متوفی :333ھ ،تفسیر تأویلات اھل السنۃ ،الشھیر بالتفسیر الماتریدی،ج8،ص:635،دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان،الطبعۃ الاولی:2005م

[47]- الماوردی ، ابی الحسن علی بن محمد حبیب الماوردی البصری ،المتوفی :450ھ،تفسیرماوری ،ج5،ص:104،مؤسسۃ الکتب الثقافیہ بیروت لبنان

ایوب علیہ السلام کے لئے خاص ہے۔ یہ مجاھد کا قول ہے۔ دوسرا یہ کہ یہ ایوب علیہ السلام اور اس امت کے دیگر افراد کے لئے عام ہے۔

شیخ عبدالرحمن الثعالبی کی رائے:۔

عبدالرحمن الثعالبی اپنی تفسیر میں مذکورہ آیت کریمہ کے تحت رقم طراز ہیں کہ "**وھذا حکم قد ورد فی شرعنا عن النبی ﷺ مثله فی حد الزنا الرجل زنی فأمر رسول اللهﷺ بعذق نخلة فيه شماريخ مائة او نحوها فضرب ضربة**[48]۔ اور اسی طرح کا حکم نبی پاک ﷺ سے ہماری شریعت میں مذکور ہے زانی مرد پر حد زنا نافذ کرنے کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے ایسی کھجور کی چھڑی کے ساتھ مارنے کا حکم دیا ہے جس میں سو ٹہنیاں ہوں یا اسی طرح کا کوئی اور آلہ ہو پس اسے ایک ہی ضرب مارے۔

علامہ شوکانی کی رائے:۔

علامہ امام شوکانی اپنی تفسیر فتح القدیر میں لکھتے ہیں: "**اختلف العلماء هل هذا خاص بأيوب او عام للناس كلهم؟ وأن من حلف خرج من يمينه بمثل ذلک۔قال الشافعی اذا حلف ليضرب بن فلانا مائة جلدة او ضربا ولم يقل ضربا شديدا ولم ينو بقلبه فيكفيه مثل هذا الضرب المذكور فی الاية حكاه ابن المنذر عنه وعن ابی ثور و اصحاب الرأی**[49]۔

---

[48]۔ شیخ سیدی عبدالرحمن الثعالبی، تفسیر الجواھر الحسان فی تفسیر القرآن، جزء الثالث، ص:66، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان، الطبعۃ الاولی، 1996م

[49]۔ الشوکانی، محمد بن علی بن محمد، متوفی:1250ھ، تفسیر فتح القدیر، ج:4، ص:437، دار المعرفۃ بیروت لبنان

لکھتے ہیں علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ کیا یہ حضرت ایوب علیہ السلام کے ساتھ خاص ہے یا سب لوگوں کے لئے عام ہے ؟اور بے شک جس نے قسم اٹھائی تو وہ اس کے مثل قسم سے بری ہو گیا۔امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: جب کوئی قسم اٹھائے کہ میں فلاں کو سو کوڑے ضرور ماروں گا یا مطلق مارنے کی قسم اٹھائی لیکن ضرباشدیدانہ کہا اور نہ زبان سے کہا اور نہ ہی دل میں اس کی نیت کی تو اس کے لئے آیت مذکورہ میں ضرب مذکورہ ہی کافی ہے اسی کو ابن منذر ابی ثور اور اصحاب الرائ نے حکایت کیا۔

محمد علی صابونی کی تحقیق:۔

روائع البیان تفسیر الآیات الاحکام میں محمد علی صابونی اس آیت کے عموم پر دلائل دیتے ہوئے رقم طراز ہیں:

(i)عموم قصة ایوب علیه السلام وشرع من قبلنا شرع لنا مالم یأت ناسخ وقد جاءفی الشرع مایؤیدها ولم یثبت الناسخ۔

(ii)واستدلو بحدیث أبی أمامة ۔۔الخ ۔ودلالة الآیة ظاهرة علی صحة هذا القول وذلک لأن فاعل ذلک یسمی ضاربا لما شرط من العدد وذلک یقتضی البر فی یمینه۔

(iii)ان القرآن الکریم حکم بأنه لا یحنث بفعله لقوله تعالی (فاضرب به ولا تحنث) ولکن ان لا یطبق ذلک فی الحدود الا مقیدا لما ورد الحدیث به فیکون ذلک حد المریض الذی وصل من المرض الی الحد الذی وصف فی الحدیث الشریف[50]۔

---

[50]۔ محمد علی صابونی، روائع البیان، تفسیر الآیات الاحکام، ج2، ص:434، مطبوعہ منشورات مکتبۃ الغزالی دمشق سوریا

حضرت ایوب علیہ السلام کا واقعہ عموم پر ہے اور ما قبل کی شریعت ہمارے لئے اس وقت تک مشروع ہے جب تک کوئی ناسخ نہ آجائے اور ہماری شریعت میں اس کا مؤید موجود ہے اور ناسخ ثابت نہیں۔

(ii) حدیث أبی امامۃ سے استدلال کیا ہے (آئندہ صفحات میں حدیث موجود ہے) اور اس قول کی صحت پر آیت کی دلالت ظاہر ہے اور یہ اس وجہ سے ہے کہ عدد کی شرط کی وجہ سے اس کے کام کرنے والے کو ضارب کہا جاتا ہے۔ پس یہ قسم اور اس کی برأت کا تقاضا کرتا ہے۔

(iii) بے شک قرآن کریم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ اس طرح کرنے کے ساتھ حانث نہیں ہوتا۔ اللہ تعالی کے فرمان "فاضرب به ولا تحنث "کی وجہ سے مگر اس کو صرف ان حدود میں جاری کیا جائے کہ جن میں حدیث پاک وارد ہوئی ہے۔ پس یہ اس مریض کی حد ہو جائے گی جو مرض میں اس حد تک پہنچ چکا ہو جو حدیث پاک میں مذکور ہے۔

شرائع من قبلنا کے متعلق علامہ نووی کی تصریح:۔

فرماتے ہیں: من اهل الاصول ان شرع من قبلنا شرع لنا[51]۔

اہل اصول کے نزدیک ما قبل کی شریعتیں ہمارے لئے مشروع ہیں (جب تک کوئی ناسخ معلوم نہ ہو)

---

[51]-علامہ شرف الدین النووی، شرح صحیح مسلم، ج:1، ص:154، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ

شرائع من قبلنا کے متعلق صاحب کشف الاسرار کی تصریح:۔

و شریعة من قبلنا تلزمنا حتی یقوم الدلیل علی انتساخه[52]۔

ما قبل کی شریعت پر عمل کرنا ہمارے لئے لازم ہے یہاں تک کہ اس کے منسوخ ہونے پر کوئی دلیل قائم ہو جائے۔

یعنی ہمارے لئے ما قبل کی شریعتوں پر عمل کرنا جائز ہے۔جب تک کہ کوئی ناسخ موجود نہ ہو۔اور اگر ناسخ موجود ہو تو اس پر عمل کرنا مشروع نہیں۔یہاں پر ہم نے اس آیت کریمہ کے متعلق اس لئے یہ بحث ذکر کی کہ بعض کہتے ہیں کہ چونکہ یہ حیلہ شریعت ایوب علیہ السلام میں تو جائز تھا لیکن ہماری شریعت میں جائز نہیں تو انہیں فقہاء کا یہ اصول بھی مد نظر رکھنا چاہئے۔اس لئے اس آیت کریمہ کا ناسخ چونکہ موجود نہیں اور سرکار دوعالم ﷺ کا قول مبارک بھی اس کی تائید پر موجود ہے لہٰذا ہمارے لئے بھی اس سے حیلہ کا استنباط کرنا جائز ہے۔واللہ اعلم بالصواب

وحید الدین خان کی رائے:۔

وحید الدین خان اپنی تفسیر تذکیر القرآن میں لکھتے ہیں: ''اس سے معلوم ہوا کہ مخصوص حالات میں حیلہ کرنا جائز ہے بشرطیکہ وہ کسی شرعی حکم کو باطل نہ کرتا ہو[53]۔

---

[52]-الامام علاؤ الدین عبد العزیز بن احمد البخاری، التوفی: 730ھ، کشف الاسرار عن اصول فخر الاسلام البزدوی، باب تقسیم الناسخ، ج: 3، ص: 271، مطبوعہ، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان، الطبعۃ الاولی 1997م

[53]-وحید الدین خان، تفسیر تذکیر القرآن، ج2، ص: 452، مطبوعہ، دار التذکیر، رحمن مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

دارالعلوم دیوبند کے استاذ التفسیر علامہ محمد نعیم کی رائے:۔

علامہ محمد نعیم صاحب اپنی تفسیر کمالین علی الجلالین میں لکھتے ہیں: بعض نے اس سے ہر قسم کے حیلہ کا جواز سمجھ لیا ہے حالانکہ یہ صحیح نہیں، بلکہ حیلہ سے کوئی شرعی غرض فوت ہوتی ہو، تو وہ حیلہ شرعاً ناجائز ہوگا۔ چنانچہ کامل اگر کوئی حیلہ تجویز کرے گا تو اس کی نظر ضابطہ پر ضرور ہوگی۔اس لئے اس کی تجویز پر خواہ مخواہ اعتراض کرنا زیبا نہیں[54]

تبصرہ بر تفسیر نعیم:۔ معلوم ہوا کہ ہمارا حیلہ اسقاط بھی جائز ہے کیونکہ اسے کثیر التعداد فقہاء کاملین نے اپنا طریقہ اور کتب تحریر کر کے امت مسلمہ کے لئے ایک واضح طریقہ دیا ہے اس میں فقہاء کاملین کی نظر ضابطہ پر ضرور ہے۔اس لئے حیلہ اسقاط پر اعتراض کرنا کسی کو زیبا نہیں فقہاء کرام کے تجویز کردہ طریقے پر چلنا کوئی غلط نہیں، بلکہ **الصراط المستقیم صراط الذین أنعمت علیهم**[55] پر چلنے کی دلیل ہے کیونکہ انعام یافتہ، صالحین، اولیاء اللہ، علماء، فقہاء و محدثین نے حیلہ تجویز کر کے دوسروں کو بھی یہی پیغام دیا ہے۔

بدر عالم میرٹھی کی رائے:۔ بدر عالم صاحب فیض الباری شرح بخاری کے حاشیے پر لکھتے ہیں: **"خذ بیدک ضغثا فاضرب به ولا تحنث"۔ وقد عمل به ﷺ فی حق الضعیف الذی زنی۔ وهو حدیث أبی أمامة بن سهل**[56]۔

---

[54]- محمد نعیم، تفسیر کمالین علی الجلالین، ج5، ص:400، مکتبہ شرکت علمیہ، ملتان پاکستان

[55]- الفاتحۃ:5،4

[56]- بدر عالم میرٹھی، بدر الساری الی فیض الباری علی صحیح البخاری، ج:4، ص:480، کتاب الحیل، مطبوعہ مکتبہ محمد یعقوب، الفراهی، لاہور پاکستان

مندرجہ بالا آیت کریمہ پر سرکاردوعالم ﷺ کا عمل مبارک موجود ہے ۔ اس ضعیف کے حق میں جس نے زنی کیا تھااور وہ ابی امامۃ بن سھل والی حدیث ہے۔

(یہ حدیث آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں)

علامہ عبدالرحمن کیلانی کی رائے:

علامہ عبدالرحمن کیلانی اپنی تفسیر تیسیر القرآن (جس کی نظر ثانی عبدالوکیل علوی نے کی اور مشرف ڈاکٹر حبیب الرحمن کیلانی ہیں) میں رقمطراز ہیں کہ " شرعی حیلہ کس صورت میں جائز ہے ؟یہاں ایک بحث چل نکلی ہے کہ آیا شرعاحیلہ کرنا جائز ہے ؟تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر اپنی ذات سے یا کسی دوسرے سے ظلم کو دفع کرنا مقصود ہو تو اس وقت شرعاحیلہ کرنا جائز ہے۔اور اس کی دلیل ایک تو یہی آیت ہے "**خذ بیدك ضغثا فاضرب به**" دوسرا اللہ تعالیٰ نے سیدنا یوسف علیہ السلام کو خود ایسی تدبیر بتائی تھی کہ جس سے ان کا چھوٹا بھائی بنیامین اپنے سوتیلے بھائیوں کے ظلم و ستم سے محفوظ رہے۔[57]"

ابوالاعلیٰ مودودی کی رائے:

ابوالاعلیٰ مودودی نے اپنی تفسیر میں آیت "**خذ بیدك ضغثا**" کے تحت حیل شرعیہ کے جواز کے بارے میں لکھتے ہیں "کہ بعض لوگوں نے اس آیت کو حیلہ شرعیہ کیلیے دلیل قرار دیا ہے ۔اس میں شک نہیں کہ وہ ایک حیلہ ہی تھا جو حضرت ایوب علیہ

---

[57]-عبدالرحمن کیلانی، تفسیر تیسیر القرآن، جلد سوم، ص740، مطبوعہ مکتبۃ السلام لاہور

السلام کو بتایا گیا تھا لیکن وہ کسی فرض سے بچنے کیلیے نہیں بلکہ برائی سے بچنے کیلیے بتایا گیا تھا ۔ لہذا شریعت میں صرف وہی حیلے جائز ہیں جو آدمی کو اپنی ذات سے یا کسی دوسرے شخص سے ظلم ،گناہ اور برائی کو دفع کرنے کیلیے اختیار کیے جائیں۔[58]"

دکتورہ نشوۃ العلوانی کی رائے:۔

دکتورہ نشوۃ العلوانی اپنی تصنیف میں رقم طراز ہیں:

"فأن حسن مقصدة فی حیلة جائزة لاشبهة فیها،ولامفسدة لتخلیص المستفتی بها من حرج ،جاز ذلک وقد أرشد الله نبیه ایوب الی التخلص من الحنث وأرشد النبی ﷺ بلالا الی التخلص من الربا بشراء التمر بالدراهم ثم شراء التمر الجید ،فأحسن المخارج ماخلص من المآثم" [59]۔

اگر حیلہ جائزہ میں اس کا مقصد اچھا ہو تو اس میں کوئی شبہ نہیں اور فتوی لینے والے کا اس حیلہ کے ساتھ حرج سے خلاصی کرنے میں کوئی فساد نہیں ہے۔تو یہ جائز ہے۔ تحقیق اللہ تعالی نے قسم سے بچنے کے لئے اپنے نبی حضرت ایوب علیہ السلام کی راہنمائی فرمائی اور نبی کریم ﷺ نے سود سے بچنے کے لئے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اس بات کی طرف راہنمائی فرمائی کہ پہلے وہ درہم کے ساتھ کھجوریں بیچیں پھر عمدہ کھجوریں خریدیں پس ایسے مخارج جو گناہوں سے چھٹکارا دلادیں وہ اچھے ہیں۔

---

[58]۔ابوالاعلی مودودی، تفسیر تفہیم القرآن جلد4، ص 342، مطبوعہ مکتبہ تعمیر انسانیت، اندرون موچی دروازہ لاہور، گیارہواں ایڈیشن 1981

[59]۔دکتورہ نشوۃ العلوانی، الحیل الشرعیۃ بین الحظر والاباحۃ، ص:81، مطبوعہ دار اقرأ دمشق، الطبعۃ الاولی:1423ھ

خلاصۃالتفاسیر المذکورہ:۔

برادران اسلام !ان تمام تفاسیر میں آپ نے ملاحظہ کرلیاہوگااور مفسرین کرام کی عبارات سے یہ بات اخذ کرلی ہوگی کہ اس آیت کریمہ میں حیلہ شرعیہ کاواضح ثبوت موجود ہے۔
اور ان لوگوں کا بھی رد ہواکہ جو یہ کہتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں حیلہ صرف ایوب علیہ السلام کے ساتھ خاص ہے۔گذشتہ تمام عبارات میں مفسرین کااس بات پر اتفاق رہا ہے کہ یہ حیلے والی رخصت باقی ہے اوراس پر باقی امم کا عمل کرنا بھی صحیح ہے۔یہاں تک کہ غیر مقلدین کے امام شوکانی بھی یہ کہہ گئے ہیں کہ اس آیت سے حیلے پر عمل کرناجائزہے اور علامہ جوزی بھی حیلے کے جواز کے قائل ہیں۔
لہٰذا منکرین حیلہ کو چاہئے کہ وہ اسلاف کی کتب پڑھ کر ہی کسی چیز کاانکار واقرار کریں اور تب جائزوناجائز،کفروشرک کے فتوے صادر کریں،لیکن پڑھ کر سمجھنااور عمل کرناآج کل مفقود ہے اللہ تعالی سمجھ بوجھ کی توفیق عطافرمائے۔آمین ثم آمین۔

(2) آیت کریمہ "کذلک کدنالیوسف" سے استدلال:۔

سورۃ یوسف میں اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے :۔کذلک کدنا لیوسف [60]۔
اس آیت کریمہ میں حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی بنیامین کواپنے پاس رکھنے کے لئے یہ حیلہ کیاکہ اس کے سامان میں پیالہ چھپادیااور اللہ رب العزت نے فرمایاکہ یہ سب کچھ انہیں ہم نے سکھایا۔

---

[60]-سورۃیوسف،76

علامہ جصاص کی رائے:۔

اسی آیت کے تحت علامہ جصاص لکھتے ہیں" دلالة على اجازة الحيلة في التوصل الى المباح واستخراج الحقوق وذلك لأن الله تعالى رضى ذلك من فعله ولم ينكره"[61]۔

اس میں مباح چیز تک پہنچنے اور حقوق سے نکلنے کے لئے حیلہ کے جائز ہونے پر دلیل ہے اور یہ اس وجہ سے ہے کیونکہ اللہ تعالی حضرت یوسف علیہ السلام سے راضی ہوتے ہیں اور اس کا انکار نہیں کیا۔

علامہ حافظ صلاح الدین یوسف کی رائے:۔

علامہ حافظ صلاح الدین یوسف بھی اپنی تفسیر میں حیلہ کے بارے میں بحث کرتے ہوئے، معذور اور زانی کی سزا سو کوڑوں کی جگہ سو تنکوں والی حدیث نقل کر کے آخر میں اپنا تبصرہ کرتے ہوئے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ " مخصوص صورتوں میں اس کا جواز ثابت ہوتا ہے[62]"

(3) آیت کریمہ "فقال انی سقیم" سے استدلال:۔

سورۃ الصافات میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

---

[61]-الجصاص، ابی بکر احمد بن علی الرازی، الحنفی، المتوفی، 370ھ، احکام القرآن، ج3، ص:176، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت لبنان

[62]-حافظ صلاح الدین یوسف (نظر ثانی مولانا صفی الرحمان مبارکپوری)، تفسیر احسن البیان (اردو) ص597، طبع دار السلام، ریاض، جدہ، شارجہ

فنظر نظرۃ فی النجوم فقال انی سقیم[63]۔

پھر اس نے ایک نگاہ ستاروں کو دیکھا پھر کہا میں بیمار ہونے والا ہوں۔(کنز الایمان)

اس آیت کریمہ میں حضرت ابراھیم علیہ السلام نے کفار سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے یہ حیلہ اختیار کیا اور اللہ رب العزت نے بغیر کسی انکار کے قرآن مجید میں ذکر فرمایا۔ ان تمام آیات کریمہ کو علامہ سرخسی نے مبسوط اور علامہ رشید احمد گنگوہی نے لامع الدراری علی جامع البخاری میں بطور دلائل حیلہ رقم کئے ہیں[64]۔

(4) آیت کریمہ: "و من یتق اللہ یجعل لہ مخرجا" سے استدلال:۔

سورۃ الطلاق میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

و من یتق اللہ یجعل لہ مخرجا[65]۔

اور جو (خوش بخت) ڈرتا رہتا ہے اللہ تعالی سے بنا دیتا ہے اللہ اس کے لئے نجات کا راستہ (جمال القرآن)

بدر عالم میرٹھی کی رائے:۔ اسی آیت کو دلیل بنا کر علامہ محمد انور شاہ کاشمیری کی شرح کے حاشیہ پر بدر عالم میرٹھی اسی آیت کے ساتھ ہی لکھتے ہیں۔

---

[63]- سورۃ الصافات: 88،89

[64]- سرخسی، امام، ابی بکر محمد بن احمد بن ابی سہل، متوفی: 490ھ، مبسوط، کتاب الحیل، ج: 30، ص: 230، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان، الطبعۃ الاولی، 2001م

گنگوہی، رشید احمد، لامع الدراری علی جامع البخاری، کتاب الحیل، ج 3، ص: 404، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

[65]- سورۃ الطلاق: 2

"ومن يتق الله يجعل له مخرجا" وفی الحيل مخارج من المضائق ومنه مشروعية الاستثناء فان فيه تخليصا من الحنث وكذلک الشروط كلها فأن فيها سلامة من الوقوع فی الحرج ومنه حديث أبی هريرة وأبی سعيد فی قصة بلال۔ الخ۔[66]

حیلوں میں تنگیوں سے نکلنا ہے۔ اور اس میں سے استثناء کی مشروعیت ہے کیونکہ اس میں حانث ہونے سے خلاصی حاصل کرنا ہے اور اسی طرح تمام کی تمام شرائط۔ کیونکہ اس میں حرج میں واقع ہونے سے سلامتی ہے اور اس میں سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے قصہ میں حدیث پاک ہے۔

حیلہ کے بارے میں علامہ جصاص کی حتمی رائے:۔

وقال ابراهيم صلوات الله عليه للملک حين سأله عن سارة من هي منک قال هي اختی لئلا يأخذها وانما أراد اختی فی الدين وقال لكفار انی سقيم حين تخلف ليكسر آلهتهم وكان معناه سأسقم يعنی اموت كما قال الله تعالى (انک ميت) فعارض بكلامه عما سألوه عنه الى غيره على وجه لا يلحق فيه الكذب فهذه وجوه امر النبی ﷺ فيها بالاحتيال فی التوصل الى المباح وقد كان لولا وجه الحيلة فيه محظورا وقد حرم الله الوطء بالزنا وامرنا بالتوصل اليه بعقد النكاح۔۔۔ الخ۔[67]

---

[66]۔ بدر عالم میرٹھی، بدر الساری الی فیض الباری علی صحیح البخاری، کتاب الحیل، ج4، ص:480، مطبوعہ مکتبہ محمد یعقوب الفراھی لاہور پاکستان

[67]- ابی بکر احمد بن علی، الرازی، الجصاص الحنفی، التوفی: 370، ص:177، ج3، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت لبنان

جب بادشاہ نے حضرت سارہ کے متعلق سوال کیا کہ اس کا آپ سے کیا تعلق ہے تو حضرت ابراھیم علیہ السلام نے فرمایا یہ میری بہن ہے تا کہ وہ انہیں نہ پکڑے اور انہوں نے اس سے یہ مراد لیا کہ یہ میری دینی بہن ہے۔اور جب کفار کے بتوں کو توڑنے کے لئے پیچھے رہ گئے تو ان سے فرمایا: میں بیمار ہوں اس کا معنی یہ تھا کہ میں عنقریب بیمار ہوں گا۔یعنی مجھے موت آئے گی۔جس طرح اللہ تعالی نے فرمایا:"انک میت"پس جس چیز کے بارے میں آپ سے انہوں نے سوال کیا اس سے اپنے کلام کے ساتھ اس طرح غیر کی طرف اعراض کیا کہ اس میں جھوٹ لاحق نہ ہو پس یہ ایسے طریقے ہیں جن میں نبی کریم ﷺ نے مباح تک پہنچنے میں حیلہ کرنے کو جائز قرار دیا اگر اس میں حیلہ کا طریقہ نہ ہوتا تو یہ ممنوع ہوتا۔اور تحقیق اللہ تعالی نے وطی کو زنا کے ذریعے حرام کیا ہے ۔اور ہمیں عقد نکاح کے ذریعے اس تک پہنچنے کا حکم دیا اور مال کو باطل طریقے سے کھانا ہمارے لئے ممنوع قرار دیا اور خریدنے اور ہبہ وغیرہ کے طریقے سے ہمارے لئے مباح کیا۔پس ممنوع چیز تک مشروع طریقے سے پہنچنے کا جس نے انکار کیا۔پس اس نے اصول دین اور ان چیزوں کا انکار کیا جو شریعت سے ثابت ہیں۔

گروہ ثانیہ کی دلیل اور اس کا مسکت جواب :۔ گروہ ثانیہ جو مطلقا حیلے کو حرام گردانتے ہیں۔وہ آنے والی آیت کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرمایا۔**ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت**[68]۔

---

[68]-سورۃالبقرہ،65

چونکہ یہود پر اللہ رب العزت نے ہفتہ کے دن شکار کرنا حرام قرار دیا تھا۔اور انہوں نے حیلوں اور بہانوں سے پھر بھی شکار کیا۔اور عذاب الیم کے مستحق ہو کر بندر بنادیئے گئے اسی بناءپر حیلے ناجائز و حرام ہیں۔

الجواب بعون الملک الوھاب:۔

جواب میں ہم اتنا عرض کرنا چاہتے ہیں کہ دراصل یہ حیلہ حرام کام کے لئے تھا۔اور ہم نے اقسام حیلہ میں واضح طور پر بیان کیا ہے کہ حرام کام میں حیلہ جائز نہیں۔جبکہ مشروع کام کے لئے جمہور فقہاء و محدثین اور مفسرین نے اس کو جائز قرار دیا ہے۔

اس آیت کے بارے میں علامہ آلوسی کی تفسیر:۔

علامہ آلوسی مذکورہ آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

واستدل بهذه الآية على تحريم الحيل في الأمور التي لم تشرع كالربا ولذلك ذهب الامام مالک فلا تجوز عنده بحال، قال الكواشي جوزها أكثرهم مالم يكن فيها ابطال حق او احقاق باطل و أجابو عن تمسک بالآية فانها ليست حيلة و انماهي عين المنهى عنه لأنهم انمانهو عنه اخذها و لايخفى مافى هذا الجواب۔[69]

اس آیت کریمہ میں ان حیلوں کی حرمت پر استدلال کیا گیا ہے جو امور مشروع نہیں جیسے سود (وغیرہ) اور امام مالک علیہ الرحمۃ کا بھی یہی مذہب ہے۔ان کے نزدیک کسی حال میں بھی یہ (حیلہ) جائز نہیں ہوگا اور کواشی نے کہا ہے کہ جب تک (حیلہ کی وجہ

---

[69]- آلوسی ،علامہ ،ابی الفضل شہاب الدین السید محمود البغدادی المتوفی1270ھ روح المعانی ،ج23ص209 داراحیاء التراث العربی بیروت لبنان الطبعۃ الرابعۃ 1985م

سے)احقاق باطل یاابطال حق نہ پایاجائے تواکثر نے اس کو جائز قرار دیاہے۔اور انہوں نے اس آیت سے استدلال (کرنے والوں)کا یہ جواب دیاہے کہ یہ حیلہ نہیں ہے۔بلکہ عین منہی عنہ ہے کیونکہ انہیں (مچھلیوں کے) پکڑنے سے منع کیاگیا(اور)اس جواب میں کوئی چیز مخفی نہیں۔

علامہ مفتی محمد شفیع دیوبندی کے تفسیری نکات:۔

اور علامہ مفتی محمد شفیع دیوبندی نے اپنی تفسیر معارف القرآن میں اس آیت کریمہ کے تحت جو تفسیری نکات درج کئے ہیں وہ بھی من وعن ہدیہ قارئین کئے جاتے ہیں۔مفتی صاحب تفسیر میں رقم طراز ہیں: اس آیت میں یہودیوں کے جس اعتداءیعنی حدود سے تجاوز کا ذکر کرکے اسکو سبب عذاب بتلایا گیاہے۔روایات سے ثابت ہے کہ وہ صاف طور پر حکم شرعی کا ابطال لازم آتا تھا۔مثلاہفتہ کے دن مچھلی کی دم میں ایک ڈور کا پھندالگاکر دریامیں چھوڑدیا۔اور یہ ڈور زمین پر کسی چیز سے باندھ دی۔پھراتوار کے روز اس کو پکڑ کر کھالیا۔تو یہ ایک ایسا حیلہ ہے جس میں حکم شرعی کا ابطال بلکہ ایک قسم کا استہزاء ہے اس لئے ایسا حیلہ کرنے والوں کو بڑاسرکش ،نافرمان قرار دے کر ان پر عذاب آیا۔

مگراس سے ان فقہی حیلوں کی حرمت ثابت نہیں ہوتی جن میں سے بعض خود رسول اللہ ﷺ نے بتلائے ہیں۔مثلاایک سیر عمدہ کھجور کے بدلے میں دوسیر خراب کھجور خریدناسود میں داخل ہے مگراس سے بچنے کاایک حیلہ خودرسول اللہ ﷺ نے یہ بتلایا کہ جنس کا تبادلہ جنس سے نہ کرو۔قیمت کے ذریعے خریدوفروخت کرلو۔مثلادوسیر

خراب کھجوریں دو درہم میں فروخت کردو پھر ان دو درہموں میں سے ایک سیر عمدہ کھجور خرید لو۔تو یہاں حکم شرعی کی تعمیل مقصود ہے ابطال نہ مقصود ہے نہ واقع ہے ۔اسی طرح بعض دوسرے مسائل میں بھی فقہاء نے حرام سے بچنے کی بعض ایسی ہی تدبیریں بتلائی ہیں ان کو یہودیوں کے حیلوں کی طرح کہنااور سمجھناغلط ہے۔[70]

سیدامیر علی ملیح آبادی کی نکات:-

بحرالعلوم علامہ سیدامیر علی ملیح آبادی اپنی ضخیم ترین مستند تفسیر مواہب الرحمن میں حیلہ پر بحث کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ "جمہور علماء نے کہاہے کہ حیلہ شرعی جائز ہونااس نیت خالص سے ہے کہ اس حیلہ سے کسی غیر کا حق تلف نہ ہواور خود مجبوری کی حالت میں حرام سے بچ جاوے یاحلال تک پہنچ جاوے حتی کہ کسی کی حق تلفی ہو یا خود شرارت کی نیت ہو تو حرام ہونے پر اجماع ہے-[71]"

شرعی وغیر شرعی لحاظ سے حیلہ کی دوقسمیں:۔

حیلے کی بحث کے دوران ہمارے سامنے دوقسم کی آیات کریمہ آئیں ہیں ۔ پہلی آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے حیلے کا طریقہ ارشاد فرمایا ہے: ارشاد خداوندی ہے: **خذبیدک ضغثافاضرب بہ و لاتحنث**[72]

---

[70]- مفتی محمد شفیع، تفسیر معارف القرآن، ج:1، ص:243،242، مطبوعہ ادارۃ المعارف کراچی

[71]- علامہ سیدامیر علی ملیح آبادی، تفسیر مواہب الرحمن، پارہ 22، ص 190، مکتبہ رشیدیہ، 32اے شاہ عالم مارکیٹ لاہور

[72]-سورۃ ص:44

جبکہ دوسری آیت کریمہ میں حیلہ کرنے والوں پر عذاب الیم نازل فرمایا ہے۔
ارشاد خداوندی ہے: **ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت**[73]۔
اس لحاظ سے حیلہ کی دو صورتیں بن گئیں۔

(1) خواہش نفسانی کے لئے (۲)ضرورت شرعی کو پورا کرنے کے لئے

(1)خواہش نفسانی کے لئے اور یہ اب بھی منع ہے۔دوسری آیت کریمہ "**ولقد علمتم الذین اعتدوا**"اسی پر دال ہے۔اس آیت کریمہ میں چونکہ بنی اسرائیل نے اللہ رب العزت کے واضح حکم کی نافرمانی کی تھی اور خواہش نفسانی کے لئے حیلہ کیا تھا اسی وجہ سے یہود عذاب الیم کے مستحق ہو کر بندر بنا دیئے گئے۔

(۲)ضرورت شرعی پورا کرنے کے لئے حیلہ کرنا اور یہ حلال ہے روا ہے اور آیت کریمہ "**خذ بیدک ضغثا فاضرب به ولا تحنث** "اسی پر دال ہے ۔ اور اسی آیت میں ضرورت شرعی کو پورا کرنے کا طریقہ بتایا گیا ہے جو کہ جائز ہے اور تمام مفسرین بھی اس بات پر متفق ہیں۔

حیلہ اسقاط بھی شرعی حیلہ ہے :۔فقہاء کرام کا تجویز کردہ حیلہ اسقاط لأرواح الأموات بھی شرعی ضروت کو پورا کرنے کے لئے کیا جاتا ہے اور وہ یہ کہ انسان، بیماری ، شیخوخت یادیگر معذوری کی بناء پر ادا و قضا پر قادر نہ ہو۔ تو فدیہ دے۔اور اگر فدیہ کثیر ہو اور مال قلیل ہو تو حیلہ کرے۔ یا جس کے کچھ نماز، روزے وغیرہ اتفاقا فوت ہو گئے

---

[73]-سورۃ البقرہ۔65

قضاء کرنے کا موقع نہ ملا اور موت کے وقت وصیت کی لیکن اس کے ترکہ میں اتنا مال نہیں جس سے تمام فوت شدہ نماز روزہ وغیرہ کا فدیہ ادا کیا جاسکے۔ تو شرائط کے مطابق حیلہ کرے۔ تاکہ اس سے ارواح مردگان محظوظ ہوں اور عقاب کثیر سے بعوض مال یسیر خلاصی پاسکیں۔ اور یہ حیلہ مردے کے لئے باعث نجات اور نیل درجات بن سکے۔

امداد کر منصور شد:۔ ضرورت شرعی یہی ہے کہ کسی مسلمان بھائی کے ساتھ کسی مشکل میں مدد کرے تاکہ **تعاونوا علی البر والتقوی** پر عمل کیا جاسکے۔ اور کسی بھائی کی مشکل میں مدد کرنے والے کی اللہ تعالیٰ مدد کرتا ہے۔ جس طرح کہ علامہ نووی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب الاذکار میں حدیث صحیح ذکر کی ہے کہ: **أن رسول الله ﷺ قال والله فی عون العبد ما کان العبد فی عون اخیه۔**[74] کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ بندے کی مدد میں رہتا ہے جب تک بندہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد میں رہے۔

اور ترمذی شریف میں ہے: **حدثنا عبید بن اسباط القرشی حدثنا ابی حدثنا الاعمش قال حدثت عن ابی صالح عن ابی هریرة عن النبی ﷺ قال من نفس عن مسلم کربة من کرب الدنیا نفس الله عنه کربة من کرب یوم القیامة و من یسر علی معسر فی الدنیا یسر الله علیه فی الدنیا و الآخرة و من ستر علی مسلم فی الدنیا ستر الله علیه فی الدنیا و الآخرة و الله فی عون العبد ما کان العبد فی عون أخیه**[75]۔

[74]۔ النووی، محی الدین أبی زکریا یحی بن شرف النووی، الاذکار المنتخبۃ من کلام الابرار، ص: 309، مطبوعہ مکتبہ مصطفی البابی الحلبی بمصر

[75]۔ ترمذی، امام ابو عیسی، محمد بن عیسی، ترمذی شریف، ج 2، باب ابواب البر والصلۃ۔ ص: 457، مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا :
جو آدمی کسی مسلمان بھائی سے کوئی دنیوی سختی دور کرے اللہ تعالی اس سے قیامت کی سختیوں میں سے کوئی سختی دور فرمائے گا۔اور جو آدمی دنیا میں کسی تنگدست کو آسانی پہنچائے اللہ تعالی اسے دنیا وآخرت میں خوشحال فرمائے گا اور جو شخص دنیا میں کسی مسلمان کے عیب کی پردہ پوشی کرے اللہ تعالی دنیا وآخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا اللہ تعالی بندے کی مدد میں رہتا ہے جب تک بندہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد میں رہے۔

مفتی محمد تقی عثانی صاحب رقمطراز ہیں

مفتی صاحب اپنی کتاب "غیر سودی بینکاری" میں حیلہ کے موضوع پر لکھتے ہیں کہ "ایک عوامی تاثر یہ ہے ہر حیلہ شریعت میں ناجائز ہے. یہ بات اگر فقہ سے ناواقف لوگ کہیں تو قابلِ فہم نہیں ہے، لیکن اگر اہل علم اور اہلِ فتوی کی طرف سے کہا جائے تو یقیناً باعث تعجب ہے کہ یوں تو تمام اہل علم نے یہ صراحت کی ہے کہ ہر حیلہ ناجائز نہیں ہوتا، کچھ حیلے جائز بلکہ باعث اجر بھی ہیں. خاص طور پر فقہاء حنفیہ نے واضح طور پر ایسے حیلوں کو جائز قرار دیا ہے جن کا مقصد حرام سے بچنا یا کسی تنگی سے نکلنا ہو، فقہ حنفی کی کتابیں ایسے جائز حیلوں سے بھری ہوئی ہیں، اور ہمارے دینی مدارس کی اکثریت تملیک کے جائز حیلے کی بنیاد ہی پر چل رہی ہے.[76]

---

[76] تقی عثمانی، مفتی، غیر سودی بینکاری، ص: ١٦١، مطبعہ مکتبہ المعارف کراتشی.

باب سوم

اثبات الحیلۃ فی ضیاء الحدیث وملحقاتھا

خلاف پیمبر کسے راہ گزید

کہ ہر گز بمنزل نخواہد رسید

احکام شریعت اسلامیہ کا پہلا ماخذ سرچشمہ ہدایت کتاب لاریب قرآن مجید کی صراحت اور ہدایت کے بموجب رسول کریم ﷺ کی اطاعت واتباع بھی مسلمانان عالم کے لئے ایک لازمی امر ہے ۔ سرکار دوعالم ﷺ کے شب وروز کے معمولات،اقوال وافعال ہمارے لئے سرچشمہ ہدایت ہیں۔آپ ﷺ کا نمونہ حیات عالم اسلام کے لئے سرمایہ اور اسلامی شریعت کی متاع کل ہے ۔قرآنی احکام کی عملی تصویر ہمیں ضیاء بار احادیث طیبہ سے ملتی ہے کیونکہ احادیث مبارکہ کے بغیر احکام الٰہی کی تفصیلات کا جاننا اور آیات کا منشاؤ مراد سمجھنا محال ہے۔

احادیث مبارکہ ،قرآن کی تشریحات ومرادات سے باخبر ہونے کا واحد ذریعہ ہے اس لحاظ سے حدیث مبارکہ احکام شرعیہ کا دوسرا بڑا ماخذ ہے لٰہذا یہاں بھی آیات قرآن سے حیلے کے ثبوت کے بعد احادیث مبارکہ سے اثبات کو ضروری اور لازمی سمجھتے ہیں ۔

حدیث نمبر1 :۔بع الجمع بالدراھم ثم ابتع بالدراھم سے استدلال :۔

وعن ابی سعید و ابی ھریرۃ ان رسول اللہ ﷺ استعمل رجلا علی خیبر فجاءہ

بتمر جنیب فقال "اکل تمر خیبر ھکذا" قال لا و اللہ یا رسول اللہ ﷺ أنا لنا خذ الصاع من ھذا بالصاعین و الصاعین بالثلاث فقال لا تفعل بع الجمع بالدراھم ثم ابتع بالدراھم جنیبا و قال فی المیزان مثل ذلک کہ حضرت ابو سعید اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو خیبر پر حاکم مقرر فرمایا۔ وہ آپ ﷺ کی خدمت میں عمدہ کھجوریں لائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا خیبر کی تمام کھجوریں ایسی ہی ہوتی ہیں ؟ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ خدا کی قسم! سب ایسی نہیں ہوتیں۔ ہم دو صاع دے کر اس قسم کی ایک صاع اور تین صاع دے کر دو صاع خریدتے ہیں۔ فرمایا: ایسا نہ کرو ملی جلی کھجوریں پیسوں کے بدلے بیچ کر اس پیسوں سے عمدہ کھجوریں خرید لیا کرو وزنی چیز کے بارے میں ایسا ہی فرمایا[77]۔

علامہ شرف النووی کے آئینے میں:۔

اس حدیث مبارکہ کے تحت شارح صحیح مسلم علامہ شرف الدین النووی لکھتے ہیں:

الحیلۃ التی یعملھا بعض الناس توصلا الی مقصود الربا۔۔۔لیس بحرام۔[78]

77۔بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری: ج 1، ص: 293، جز 8 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی

ابو الحسین مسلم بن حجاج القشیری، المتوفی: 261ھ الصحیح المسلم ج 2 ص: 26، باب الربو مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی

خطیب العمری، علامہ ولی الدین محمد بن عبداللہ، المتوفی : مشکوۃ المصابیح، کتاب البیوع، ص: 245، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان عبدالعزیز محدث دہلوی، الشاہ، فتاوی عزیزی، ج 1، ص: 121، مطبوعہ رحمن گل پبلشرز پشاور

78۔علامہ شرف الدین النووی، شرح صحیح مسلم، ج 2، ص: 26، باب الربوا مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی

وہ حیلہ جس کو کچھ لوگ ربا کے مقصود تک پہنچنے کا ذریعہ سمجھتے ہیں وہ حرام نہیں۔

علامہ طیبی کی تشریح:۔

شارح مشکوۃ علامہ شرف الدین حسین بن عبداللہ طیبی لکھتے ہیں:

احتج اصحابنا بهذا الحديث أن الحيلة التى يعملها بعض الناس توصلا الى مقصود الربا ليس بحرام۔[79]

ہمارے اصحاب اس حدیث سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ وہ حیلہ جس کو کچھ لوگ مقصود ربا تک پہنچنے کا ذریعہ سمجھتے ہیں وہ حرام نہیں۔

ملا علی القاری رحمہ الباری اسی حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

سرتاج احناف ملا علی قاری رحمہ الباری مرقات شرح مشکوۃ میں رقم طراز ہیں:

ثم هذا الحديث أصل يؤسس عليه الفروع قال النووى احتج اصحابنا بهذا الحديث ان الحيلة التى يعملها بعض الناس توصلا الى مقصود الربا ليس بحرام ۔[80]

یہ حدیث پاک ایسی اصل ہے جس پر فروع کی بنیاد ہے امام نووی فرماتے ہیں: ہمارے اصحاب نے اس حدیث مبارکہ سے اس بات پر دلیل پکڑی ہے کہ وہ حیلہ جس کو کچھ لوگ ربا کے مقصود تک پہنچنے کا ذریعہ سمجھتے ہیں وہ حرام نہیں۔

---

[79]- طیبی، محمد، شرف الدین، حسین بن عبداللہ بن محمد، متوفی: 743ھ، شرح طیبی، ج7، ص:2128، مکتبہ نزار مصطفی، الباز مکۃ المکرمہ، الطبعۃ الاولی: 1997م

[80]- علی القاری، علی بن سلطان محمد، متوفی: 1014ھ، مرقات المفاتیح کتاب البیوع، ج:6، ص:26، مکتبہ امدادیہ ملتان

حدیث نمبر2:۔أن یأخذوا له مائة شمراخ سے استدلال :۔

وعن ابو امامة بن سهل بن حنیف أنه اخبره بعض أصحاب رسول اللهﷺ من الأنصار أنه اشتکی رجل منهم حتی اضننی فعاد جلده علی عظم فدخلت علیه جاریة لبعضهم فهش لها فوقع علیها ،فلما دخل علیه رجال قومه یعودونه اخبرهم بذلک وقال استفتوا الی رسول اللهﷺ فانی قد وقعت علی جاریة دخلت علی فذکروا ذلک رسول اللهﷺ وقالوا ما رأینا بأحد من الناس من الضر مثل الذی هو به۔لو حملناه الیک لفسخت عظامه ماهو الا جلد علی عظم فأمر رسول اللهﷺ أن یأخذوا له مائة شمراخ فیضربوه به ضربة واحدة [81]۔

ابو امامہ بن سھل بن حنیف نے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے ایک انصاری سے روایت کی ہے کہ ان میں سے ایک آدمی بیمار پڑ گیا یہاں تک کہ کمزوری کے باعث اس کی کھال ہڈیوں سے چپک گئی پس ان میں سے کسی کی لونڈی اس کے پاس آئی۔ جس پر وہ فریفتہ ہو گیا اور اس کے ساتھ صحبت کر بیٹھا۔ جب اس کی قوم کے آدمی اس کے پاس عیادت کے لئے آئے تو اس نے انہیں یہ بات بتائی اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے میرے لئے حکم پوچھئے کیونکہ میں اس لونڈی سے صحبت کر بیٹھا ہوں جو میرے پاس آئی

81- ابی داؤد ، سلیمان بن الاشعث سجستانی ،المتوفی : سنن ابی داؤد ،کتاب الحدود ،حدیث نمبر4472،ج4،ص:156،مطبوعہ دار الفکر بیروت لبنان الطبعۃ الثالثۃ،1999م

ابن ماجہ ،الحافظ ابی عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی، سنن ابن ماجہ، کتاب الحدود، حدیث نمبر2574، ص:415،دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان،الطبعۃ الثانیہ:2004م

علاؤ الدین علی المتقی بن حسام الدین الھندی البرھان فوری المتوفی :975ھ کنز العمال کتاب الحدود حدیث 13506ج5،ص:426،مکتبہ التراث الاسلامی حلب الطبعۃ الاولی:1971م

تھی پس انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا اور کہا کہ ہم نے اس کی طرح اتنی تکلیف میں کسی کو نہیں دیکھا اور اگر ہم اسے اٹھا کر آپ ﷺ کے پاس لائیں تو اس کی ہڈیاں ٹوٹ جائیں گی۔اس میں صرف ہڈیوں کے اوپر کھال ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سو سینکیں لے کر اسے ایک ہی ضرب لگاؤ۔

نوٹ :۔صاحب کنزالعمال، علامہ علاؤالدین علی المتقی بن حسام الدین الھندی البرھان پوری نے بھی کنزالعمال میں اسی حدیث کو الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ ابن جریر کے حوالہ کے ساتھ نقل کی ہے۔

علامہ شوکانی کی تشریح:۔

اس حدیث کے تحت غیر مقلدین کے امام شوکانی لکھتے ہیں: پہلے العثکال کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: **العنقود من النخل الذی یکون فیه اغصان کثیرة و کل واحدة من هذه الاغصان یسمی شمراخا۔**

اور حدیث کے متعلق اپنا مافی الضمیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: **وحديث أبي امامة فيه دليل على ان المريض اذالم يتحمل الجلد ضرب بعثكول او ما يشابهه مما يتحمله ويشترط ان تباشره جميع الشماريخ وقيل يكفي الاعتماد وهذا العمل من الحيل الجائزة شرعا وقد جوز الله مثله في قوله (خذ بيدك ضغثا)** [82]۔

[82]- شوکانی ،امام محمد بن علی بن محمد ،متوفی :1455ھ ،نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار ، کتاب الحدود ،ج7،ص:285، مطبوعہ دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع بیروت لبنان،الطبعۃ الثانیۃ: 1983م

اسی حدیث کے تحت شمس الحق عظیم آبادی نے اپنی تصنیف عون المعبود شرح سنن ابی داؤد میں بعینہ یہی عبارت علامہ شوکانی اور ابن ہمام کے حوالے سے نقل کی ہے۔[83]
کھجور کا ایسا گھٹا جس میں بہت سی شاخیں ہوں اور ان میں سے ہر شاخ کو شمراخ کہا جاتا ہے۔

اور حضرت ابوامامہ کی حدیث میں اس بات پر دلیل ہے کہ مریض جب کوڑوں کو برداشت نہ کرسکے تو اس کو گھٹے یا اس جیسی کسی دوسری چیز سے مارا جائے گا جس کو وہ برداشت کرسکے۔ اور اس میں شرط یہ ہے کہ تمام شاخیں اس کو لگیں۔ اور کہا گیا ہے کہ ٹیک لگانا ہی کافی ہے اور یہ عمل شرعی طور پر جائز حیلوں میں سے ہے۔ اور اس کی مثال اللہ تعالی اپنے ارشاد گرامی خذ بیدک ضغثا میں جائز قرار دیا ہے۔

حدیث نمبر3:۔فأمره بمائة عثكول فضربه بها سے استدلال :۔

عن سهل بن سعد ان وليدة فى عهد النبى ﷺ حملت من الزنا فسئلت من احبلک؟فقالت أحبلنى المقعد فسئل عن ذلک فاعترف فقال النبى ﷺ انه لضعيف عن الجلد فأمر بمائة عثكول فضربه بها ضربة واحدة[84]

سہل بن سعد سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ مبارک میں ولیدہ زنا سے حاملہ ہوگئی تو اس سے سوال کیا گیا کہ تجھے کس نے حاملہ کیا تو اس نے جواب دیا کہ مجھے

---

[83]۔ شمس الحق عظیم آبادی، ابو طیب، محمد، عون المعبود، حاشیہ سنن ابی داؤد، کتاب الحدود، ج4، ص:275، دار الکتب العربی بیروت لبنان

[84]۔ علاؤالدین علی المتقی بن حسام الدین الھندی البرھان فوری، متوفی:975ھ، کنز العمال، کتاب الحدود، حدیث نمبر13504ج5، ص:426، مکتبہ التراث الاسلامی حلب، الطبعۃ الاولی، 1971م

اپاہج نے حاملہ کیا اپاہج سے اس بارے میں پوچھا گیا تو اس نے اعتراف کیا تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ کمزور ہے (کوڑوں کو برداشت نہیں کر سکتا) تو آپ نے سو شاخوں سے مارنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ پس اس کے ساتھ اس کو ایک ضرب لگائی۔

دکتورہ نشوۃ العلوانی کی تشریح:۔

اسی حدیث کے تحت دکتورۃ نشوۃ العلوانی لکھتی ہیں۔

ومحل الشاهد فی هذا الحدیث ان الضرب بالعثکال لیس هو الحد الواجب فی الاصل بدلیل ان علیه الصلوۃ والسلام قال لهم قبل ان یرشدهم الی هذا اضربوه حده، وانما هي واسطة شرعها الله تعالی للتوصل الی اسقاط الحد فی حق مثل هذا۔۔۔۔۔۔الخ[85]

اس حدیث پاک میں محل استشہاد یہ ہے کہ گھٹے کے ساتھ مارنا اصل میں حد واجب نہیں ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کی طرف راہنمائی کرنے سے پہلے ان کو ارشاد فرمایا کہ اس پر حد لگاؤ بے شک یہ ایسا ذریعہ (واسطہ) ہے جس کو اللہ رب العزت نے اس جیسے آدمی کے حق میں حد کو پورا کرنے کے لئے مشروع کیا ہے اور یہ بات اس کے منافی نہیں ہے کہ یہ اس آدمی کے ساتھ خاص ہے جس کا جسم حد کی طاقت نہیں رکھتا۔ کیونکہ یہ ذریعہ اپنی خصوصیت کے ساتھ ضرورت کے وقت مشروع ہے۔

85۔دکتورہ نشوۃ العلوانی، الحیل الشرعیۃ بین الحظر والاباحۃ، ص،39، مطبوعہ دار اقرأ دمشق، الطبعۃ الاولی:1423ھ

اور یہ کہنا صحیح نہیں کہ حدیث پاک میں حد اصلی کے سقوط کی علت ضرورت ہے بلکہ علت گھٹے کے ساتھ مارنا ہے رہی ضرورت تو وہ سبب ہے نہ کہ علت کیونکہ اس (ضرورت) کی اسقاط میں تاثیر ڈائریکٹ نہیں بلکہ وہ واسطہ ہے جس کے ذریعے نبی کریم ﷺ نے حکم ارشاد فرمایا۔ پس اگر یہ ثابت ہو جائے کہ جسم کا قابل برداشت نہ ہونا بغیر کسی واسطہ کے حد کو ساقط کرنے والا ہے تو یہ سچ یہ کہ ضرورت ہی اکیلی علت ہے اور کسی اور کی طرف نہ دیکھا جائے جس طرح کہ جب جھوٹ کی طرف انسان ضرورت کی وجہ سے پناہ لے تو پھر توریہ وتعریض کی کوئی ضرورت نہیں رہتی لیکن حدیث نے اس واسطہ کے استعمال کی ضرورت پر نص بیان کی ہے اور اس پر عام حنفی ،شافعی اور مالکی فقہاء متفق ہیں۔

حدیث نمبر 4:۔ھات فقد بلغت محلھا سے استدلال:۔

عن ام عطية رضی الله تعالی عنها انهاقالت بعث الی نسيبة الانصارية بشا ة فارسلت الی عائشة منها فقال النبی ﷺ عند کم شیٔ فقالت لا الا ما ارسلت به نسيبة من ذلک الشاة فقال هات فقد بلغت محلها[86]۔

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: نسیبہ انصاریہ کے پاس ایک بکری بھیجی گئی تھی انہوں نے اس میں سے کچھ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس

---

[86]۔بخاری، محمد بن اسماعیل، التوفی : الصحیح بخاری، ج1، ص:194، کتاب الزکوۃ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی
ابوالحسین، مسلم بن حجاج القشیری، التوفی: 261ھ، الصحیح مسلم، ج1، ص:345 کتاب الزکوۃ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

بھیجا نبی کریم ﷺ نے پوچھا: تمہارے پاس کچھ ہے ؟ تو فرمایا : نہیں سوائے اس کے جو نسیبہ نے اس بکری سے بھیجا ہے تو فرمایا: لاؤ وہ اپنی جگہ پہنچ چکی۔

تشریح:۔شارحین حدیث لکھتے ہیں کہ یہ بکری زکوۃ کی تھی جو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کو دی تھی۔ام عطیہ ہی کا نام نسیبہ ہے ام عطیہ نے اس بکری کو لے لیا،زکوۃ اداہو گئی اور وہ اس کی مالک ہو گئیں۔ انہوں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دیا۔یہ ہدیہ ہوا۔اس لئے سرکار دوعالم ﷺ نے اسے تناول فرمایا۔

فقد بلغت محلها کا مطلب یہی ہے کہ مستحق نے لے لیا زکوۃ اداہو گئی اب وہ مالک جسے چاہے دے دوسرے کے لئے ہدیہ اور عطیہ ہو گا۔جس طرح کہ علامہ نووی نے اس کی تشریح کی ہے۔

علامہ نووی کی تشریح:۔

فرماتے ہیں:**ان الصدقة اذاقبضها المتصدق عليه زال عنها وصف الصدقة وحلت لكل احدممن كانت الصدقةمحرمةعليه۔**[87]

جب فقیر (مسکین) صدقہ پر قبضہ کرلے تو اس سے صدقہ کا نام ختم ہو جاتا ہے اور ہر اس آدمی کے لئے وہ حلال ہو جاتا ہے جس پر پہلے حرام تھا۔

87-ابوالحسین، مسلم بن حجاج القشیری،المتوفی:261ھ،الصحیح مسلم،ج1،ص:345 کتاب الزکوۃ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

حیلہ شرعیہ کی مذکورہ حدیث بھی اصل ہے۔ ضرورت شرعیہ کے وقت اس قسم کا حیلہ کرنے کی اجازت ہے۔ یہاں سرکار دو عالم ﷺ کو اس کی حاجت تھی اس لئے امت کی تعلیم اور آسانی کی خاطر اس پر عمل فرمایا۔ بلا ضرورت شرعیہ زکوۃ فطرے کی رقوم مستحقین کے علاوہ میں صرف کرنا سخت مذموم ہے۔ (نزھۃ القاری)

مذکورہ حدیث مبارکہ سے اس بات کا بھی ثبوت ملتا ہے کہ الشریفہ خاندان (سادات) کی زکوۃ وفطرے کی رقوم کے ساتھ اس طرح مدد کر سکتے ہیں کہ فطرہ وزکوۃ کسی فقیر کو دے دے اور وہ اس کا مالک بن کر پھر سادات کو ہدیہ اعزاز واکرام کے ساتھ دے تو جائز ہے۔

حیلہ اسقاط للأموات میں بھی مذکورہ صورت کے مطابق عمل ہوتا ہے کہ فقیر جملہ مال کا مالک بن کر پھر وارث کو دے دیتا ہے۔

حدیث نمبر5:۔ہوعلیہا صدقة وھو لنا ھدیة سے استدلال :۔

عن أنس رضی اللہ عنہ ان النبی ﷺ اوتی بلحم تصدق بہ علی بریرہ فقال ھو علیھا صدقة وھو لنا ھدیة[88]۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں صدقے کا گوشت پیش کیا گیا۔ جو حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا پر صدقہ کیا گیا تھا تو فرمایا وہ بریرہ پر صدقہ ہے اور ہمارے لئے ہدیہ ہے۔

---

[88]۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، المتوفی : الصحیح بخاری، ج1، ص:202، کتاب الزکوۃ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی
ابو الحسین، مسلم بن حجاج القشیری، المتوفی: 261ھ، الصحیح مسلم، ج1، ص:345 کتاب الزکوۃ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

صاحب نزہۃالقاری کی تشریح:۔ حیلہ شرعیہ کی یہی اصل ہے۔عندالضرورۃ زکوۃ فطرے اور دوسرے صدقات واجبہ کسی مستحق کو دے کر مالک بنادیں اور وہ اس پر قبضہ بھی کرے پھر وہ کسی دینی کام یا کسی بھی کار خیر کے لئے دے دے۔[89]

اس کی واضح مثال زکوۃ وفطرے کی رقوم سے مدارس دینیہ کا چلنا ہے کیونکہ دین کی بقا دینی مدارس پر اور دینی مدارس کی بقا زکوۃ وفطرے کی رقوم پر ہے۔

شارح صحیح مسلم مفسر قرآن علامہ غلام رسول سعیدی صاحب مدظلہ کی شرح

لکھتے ہیں: حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو جو صدقہ دیا گیا تھا وہ بحیثیت صدقہ نبی کریم ﷺ کے لئے جائز نہ تھا۔ لیکن جب حضرت بریرہ رضی اللہ عنہ نے وہی مال نبی کریم ﷺ کو ہدیہ کردیا تو مالک کی تبدیلی سے اس چیز کا حکم تبدیل ہوگیا اور اب آپ ﷺ کے لئے اس کا استعمال جائز ہوگیا۔فقہاء نے اس حدیث سے بہت سے مسائل مستنبط کئے ہیں حیلہ اسقاط میں جب ایک ہی رقم کو بار بار مختلف لوگ مختلف اشخاص کو دیتے ہیں تو اس میں تعدد آجاتا ہے، مساجد اور مدارس میں اس حیلہ سے زکوۃ کی رقم لگائی جاسکتی ہے۔ مثلاً ایک شخص زکوۃ کی رقم کسی مستحق کو دے دے تو وہ شخص اس رقم کو اپنی طرف سے مسجد یا مدرسہ کو ہدیہ دے سکتا ہے اور مسجد یا مدرسہ میں وہی رقم لگائی جاسکتی ہے۔[90]

89۔مفتی شریف الحق امجدی، نزہۃالقاری شرح بخاری،ج2،ص:976:مطبوعہ فرید بک سٹال اردو بازار لاہور

90۔ علامہ غلام رسول سعیدی،شرح صحیح مسلم ،ج:2،ص1017، کتاب الزکوۃ مطبوعہ فرید بک سٹال اردو بازار لاہور

حدیث نمبر6:۔فأن لم تبکو فتباکو ا سے حیلے کا استنباط:۔

بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے شعب میں حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت نقل کی ہے "ان ھذاالقرآن نزل بحزن و کابۃ فاذاقرأتموہ فابکوافان لم تبکو فتباکوا"۔[91]

بے شک یہ قرآن غم وحزن کے ساتھ نازل ہواجب تم اسے پڑھو تورویا کرواور جب تم نہ روسکو تورونے والوں کی شکل بنالیا کرو۔

اسی میں عبدالملک بن عمیر کی مرسل روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: انی قاری علیکم سورۃ فمن بکی فلہ الجنۃ فان لم تبکوا فتباکو ا۔[92]

بے شک میں تم پر ایک سورت پڑھنے والا ہوں پس جو روئے گا اس کے لئے جنت ہے اور اگر تم رونہ سکو تورونے والوں کی صورت بنالو۔

مسئلے کا استنباط :۔احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ قرأۃ قرآن کے وقت رونا اور جورونے کی قدرت نہ رکھتا ہو اس کے لئے رونے کی شکل بنانااور حزن وخشوع کا اظہار کرنا مستحب ہے۔

---

[91]-الحافظ ابی عبداللہ محمد بن یزید القزوینی، سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر1337،4196، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان، الطبعۃ الثانیہ:2004م

السیوطی ،امام جلال الدین ،عبد الرحمن بن ابی بکر ،التوفی :911ھ،الاتقان فی علوم القرآن ،ج1،ص:348، مطبوعہ دار الکتب العربی بیروت لبنان، الطبعۃ الاولی:1999م

[92]- السیوطی ،امام جلال الدین ،عبد الرحمن بن ابی بکر ،التوفی :911ھ،الاتقان فی علوم القرآن ،ج1،ص:350، مطبوعہ دار الکتب العربی بیروت لبنان، الطبعۃ الاولی:1999م

اس سے ہمارا مسئلہ حیلہ بھی حل ہوتا ہے۔ کیونکہ جب رونے جیسی شکل بنانے پر اللہ رب العزت جنت جیسی نعمت عظمی سے بندے کو سرفراز فرماتا ہے۔ حالانکہ اللہ رب العزت جانتا ہے کہ میرا یہ بندہ روتا نہیں بلکہ رونے والی شکل بنائی ہے چاہیئے تو یہ تھا کہ بقول معترضین اس بندے نے اللہ رب العزت کے ساتھ دھوکہ کیا اور اس دھوکے کی اس کو سزا ملنی چاہیئے تھی نہ کہ جنت۔ لیکن اللہ رب العزت کریم ہے وہ سب کچھ جانتا ہے کہ چلو رویا تو نہیں لیکن رونے والی شکل تو بنائی ہے اس لئے اللہ رب العزت سے اس کی معافی اور نعمت عظمی سے سرفراز فرمائے جانے کی توقع ہے اور اس کی سرکار دوعالم ﷺ نے اپنے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی تعلیم دی ہے۔ اسی طرح حیلہ اسقاط ہے چونکہ اصل فدیہ پر میت کے ورثاء قادر نہیں ہوتے۔ اس لئے ادائیگی فدیہ کے لئے حیلہ اسقاط کرتے ہیں۔ یہ نہ دھوکا ہے نہ فراڈ ہے ادائیگی فدیہ کے لئے حیلہ اسقاط اختیار کرنے پر اللہ رب العزت سے میت کے ذمہ واجبات کی معافی کی امید کی جاسکتی ہے۔ رونے کی بجائے رونے والی شکل بنانا بھی حیلہ اسقاط کی نظیر ہے۔

حدیث نمبر 7:۔ ایمان افروز حدیث

حدثنا حجاج بن منهال قال حدثنا شعبة قال اخبرنی عدی بن ثابت قال سمعت عبدالله بن یزید عن ابی مسعود عن النبی ﷺ قال اذاانفق رجل علی اهله یحتسبها فهي له صدقة[93]۔

---

[93]۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، المتوفی : الصحیح بخاری، ج 1، ص: 13، کتاب الایمان مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی
ابوالحسین، مسلم بن حجاج القشیری، المتوفی: 261ھ، الصحیح مسلم، ج 1، ص: 324 کتاب الزکوۃ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

حضرت ابی مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی آدمی اپنے اہل وعیال پر خرچ کرے تو وہ ان کے لئے صدقہ ہے ۔

تبصرہ:۔جب نیت بھلائی کی ہو تو پھر اگر آدمی اپنے اہل وعیال پر بھی خرچ کرے تو بھی اس کو صدقہ کا ثواب مل جاتا ہے۔اور یہ عین حقیقت ہے کہ جب آدمی کی نیت بری ہو تو خواہ وہ ہزار بار صدقات وخیرات کیوں نہ کرے اس کو کچھ ثواب نہیں ملے گا۔ لیکن جب اس کی نیت صادق ہو تو اگر وہ اپنے نفس واہل عیال پر بھی خرچ کرے تو اسے صدقہ کا ثواب مل جاتا ہے۔ جس طرح کہ مذکورہ حدیث میں مرقوم ہے ۔اسی طرح میت کے ورثاء اس نیت سے کہ اللہ رب العزت اس کی قضاء شدہ نمازیں وغیرہ اس صدقہ کی برکت سے معاف فرمادے اور وہ حیلہ کریں تو ان شاء اللہ اللہ رب العزت اسے معاف فرمادے گا۔

حدیث نمبر8:۔

عن سمرة بن جندب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من ترك الجمعة من غير عذر فليتصدق بدينار فإن لم يجد فبنصف دينار -

ترجمۃ:- حضرت سمرۃ بن جندب سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" جس شخص نے ایک جمعہ بلا عذر ترک کیا تو چاہیئے کہ وہ ایک دینار صدقہ کرے اگر طاقت نہ رکھے تو نصف دینار صدقہ کرے[94]۔

[94]۔امام ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ، مشکوۃ شریف، باب الجمعۃ، ص 121، مکتبہ امدادیہ ملتان

جمعہ کی چونکہ قضاء نہیں ہے اس واسطے صدقہ ہے-اور ایک دینار یا نصف دینار ادا کرنا ترک جمعہ کا معاوضہ یا قیمت نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس صدقہ کے حیلہ سے ترک جمعہ کے گناہ کو معاف فرمانے کی سبیل پیدا فرمائی، حیلہ اسقاط بھی اسی غرض سے کیا جاتا ہے-

تبصرہ براحادیث مبارکہ:۔

پہلی حدیث مبارکہ **"بع الجمع بالدراھم ثم ابتع بالدراھم"** سے واضح ہوا کہ امور غیر مشروعہ سے بچنے کے لئے حیلہ کرنا جائز ہے اسی کے تحت شارحین حدیث نے بھی وضاحت کی ہے سود ایک غیر مشروع اور حرام فعل ہے۔اور اس کی ممنوعیت کے بارے میں سخت وعیدات کا ذکر موجود ہے تو اس سے بچنے کے لئے حیلہ مذکورہ حدیث سے ثابت ہے۔

دوسری اور تیسری حدیث مبارکہ میں ایک ایسے مریض کے لئے حیلہ اختیار کیا گیا ہے جس کو اگر اصل حد مل جاتی تو زندگی کو خیر باد کہتا۔لیکن سرکار دوعالم ﷺ نے ان کو حیلے کا ایسا طریقہ بتایا کہ حد کی سزا کی تکمیل بھی ہو اور انسان کی زندگی بھی بچ جائے۔ آج کل کے حکمرانوں نے تو حدود میں بڑی بڑی تبدیلیاں کیں ہیں ۔ جبکہ اگر احادیث مبارکہ میں دیکھا جائے تو سرکار دوعالم ﷺ نے حد کی سزا کو قائم ودائم رکھا اور اس میں کوئی کمی نہ کی بلکہ مریض کے لئے یہ حیلہ اختیار کیا کہ چونکہ اس

الحافظ ابی عبداللہ محمد بن یزید القزوینی، سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر 1128، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، لبنان، 2004م

کی زندگی خطرے میں ہے مبادا کوڑوں سے مر جائے گا اس لئے فرمایا کہ سو سینکیں لے کر اسے ایک ہی ضرب لگاؤ۔ شارح سنن ابی داؤد انہی احادیث کے تحت رقم طراز ہیں کہ

اذازنی المریض وحده الرجم بان کان محصنا حد لان المستحق قتلة ورجمه فی هذه الحالة اقرب الیه وان کان حده الجلد لا یجلد حتی یبرأ لان جلده فی هذه الحالة قد یؤدی الی اهلاکه وهو غیر المستحق علیه وکان المریض لا یرجی زواله کالسبیل وان کان خداجا ضعیف الخلقة فعندنا وعند الشافعی یضرب بعثکال فیه مائة شمراخ فیضرب به دفعة ولا بد من وصول کل شمراخ الی بدنه۔[95]

جب مریض زنا کرے اور محصن ہونے کی وجہ سے اس کی حد رجم ہو تو اس کو حد لگائی جائے گی کیونکہ وہ قتل کا مستحق ہے اور اس حالت میں رجم کرنا قتل کے زیادہ قریب ہے اور اگر اس کی حد کوڑے مارنا ہو تو اس کو صحیح ہونے تک کوڑے نہیں مارے جائیں گے کیونکہ کبھی اس حالت میں کوڑے مارنا موت کی طرف لے جاتا ہے اور وہ موت کا مستحق نہیں ہے۔

اور اگر مریض سے مرض کے زائل ہونے کی امید نہ ہو جیسے کہ سل (پھیپھڑوں) کی بیماری یا ناقص ہو تو ہمارے امام اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کو ایسے گھٹے سے مارا جائے گا جس میں سو شاخیں ہوں اور اس کو ایک ہی دفعہ مارا جائے گا اور اس میں ہر شاخ کا اس کے بدن تک پہنچنا ضروری ہے۔

95۔ شمس الحق عظیم آبادی، ابو طیب محمد، عوف المعبود، شرح سنن ابی داؤد، کتاب الحدود، ج4، ص: 275، دار الکتب العربی بیروت لبنان

چوتھی اور پانچویں حدیث میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ جب کوئی شخص کسی فقیر یا مسکین کو زکوۃ، صدقہ، خیرات دے اور وہ اسے قبول کرے اور وہ پھر اسی شخص یا کسی دوسرے کو بطور ہدیہ، تحفہ دے تو جائز ورواہے کیونکہ اس کی ہیئت بدل جاتی ہے احادیث مبارکہ سے یہ بات اظہر من الشمس ہے۔

چھٹی حدیث مبارکہ میں قرأۃ قرآن کے وقت رونے کی قدرت نہ رکھنے والے کے لئے رونے کی شکل بنانے پر اللہ رب العزت سے معافی اور نعمت عظمی سے سرفراز فرمائے جانے کی توقع ہے۔اسی طرح حیلہ اسقاط ہے کہ چونکہ اصل فدیہ پر میت کے ورثاء قادر نہیں ہوتے تو حیلہ اسقاط کرکے اللہ رب العزت سے میت کے ذمہ فدایا کے معافی کی امید کی جاسکتی ہے کیونکہ رونے کی بجائے رونے والی شکل بنانا حیلہ اسقاط کی نظیر ہے۔

ساتویں حدیث مبارکہ ایک ایمان افروز حدیث ہے کہ نیت سے ہی سب کچھ ہے پھر اگر آدمی اپنے اہل وعیال پر بھی خرچ کرے اسے صدقے کا ثواب مل جاتا ہے۔ حیلہ اسقاط میں ورثاء کی نیت صدقہ للمیت کی ہوتی ہے۔اور خالصتاً اس کے ذمہ فدایا اور گناہوں کی بخشش اور اللہ کی رضا مقصود ہوتی ہے۔ان شاءاللہ رب کریم اسے معاف فرمادے گا۔

آٹھویں حدیث میں ترک جمعہ پر نصف دینار صدقہ کرنا ترک جمعہ پر گناہ میں تخفیف کا سبب ہے حالانکہ نصف دینار جمعہ کے ثواب کا بدل تو نہیں مگر معاف فرمانے کی ایک سبیل ہے-حیلہ اسقاط بھی اسی طرح کی ایک سبیل ہے-

کان چھیدنے کا رواج کب ہوا ؟ علامہ ابن نجیم مصری اپنی مشہور کتاب غمز عیون البصائر شرح کتاب الاشباہ والنظائر جلد چہارم میں رقمطراز ہیں "**وعن ابن عباس رضي الله عنهما أنه قال وقعت وحشة بين هاجر وسارة فحلفت سارة إن ظفرت بها قطعت عضواً منها فأرسل الله تعالى جبريل عليه السلام إلى إبراهيم عليه السلام أن يصلح بينهما فقالت سارة ما حيلة يميني فاوحي الله تعالى إلى إبراهيم عليه السلام أن يأمر سارة أن تثقب اذني هاجر فمن ثم ثقوب الأذن كذا في التاتارخانية**[96]

ترجمہ: حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک بار سیدتنا سارہ اور سیدتنا ھاجرہ رضی اللہ عنہما میں کچھ چپقلش ہوگئی حضرت سیدتنا سارہ رضی اللہ عنہا نے قسم کھائی کہ مجھے اگر قابو ملا تو میں حضرت ھاجرہ رضی اللہ عنہا کا عضو کاٹوں گی اللہؐ کریم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا کہ ان میں صلح کروا دیں حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی ما حيلة يميني یعنی میری قسم کا کیا حیلہ ہوگا؟ حضرت سیدنا ابراھیم خلیل اللہ پر وحی نازل ہوئی کہ حضرت سارہ کو حکم دو کہ وہ حضرت حاجرہ کے کان چھیدیں اسی وقت سے کان چھیدنے کا رواج پڑا اللہ تعالی ہمیں سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے

---

[96] ابن نجیم المصري، زین العابدین ابراھیم، الاشباہ والنظائر، الجزء الرابع، ص ۲۲۰، دار لکتب العلمیۃ بیروت

۔مزید برآں یہ کہ کتب کی ورق گردانی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آج کل کے منکرین جومطلقا حیلہ کے حرام ہونے کے درپے ہیں انہیں یہ بھی علم نہیں کہ جس چیز کے ہم منکر ہیں ہمارے اسلاف اسی چیز کے قائل ہیں۔لہٰذا ان لوگوں کو پہلے اپنے اسلاف کا عقیدہ اور کتب پڑھ لینے چاہییں تاکہ ایک امام کے پیچھے صف بندی ہوسکے۔مذکورہ حیل کے بالکل عین مطابق حیلہ اسقاط بھی ہے۔چونکہ میت ،ادا و قضاء پر قادر نہیں ہے۔ تو اسی کوتاہی، سستی پر سزا و عذاب ضرور واقع ہوگا۔اس لئے فقہاء کرام ائمہ مجتہدین نے اس مردے سے عذاب اور اس کے ذمے جو کچھ واجب تھا کو دور کرنے کے لئے حیلہ تجویز کیا۔تاکہ اگر ورثاء یہ حیلہ میت کی طرف سے کردیں تو بفضلہ تعالی میت کی طرف سے عنداللہ قبول ہوگا۔

ضیاء بار آیات کریمہ اور روشن احادیث مبارکہ سے حیلہ کے اثبات کے بعد اتنا عرض کرنا کافی ہوگا کہ اکثر فقہاء و محدثین، ائمہ مجتہدین نے جواز حیلہ کو اپنی تصنیفات میں بیان کیا ہے۔

منکرین حیلہ کی حدیث سے دلیل:۔

مخالفین و منکرین حیلہ ،امام بطہ اور تفسیر ابن کثیر سے حدیث مبارکہ حیلہ کی حرمت پر استدلال پیش کرتے ہیں

عن ابی هریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال لا ترتکبوا ما ارتکبت الیهود فستحلوا محارم اللہ بادنی الحیل۔[97]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جن چیزوں کے یہود مرتکب ہو چکے ہیں تم نہ ہونا کہ اللہ تعالی کی حرام کی ہوئی چیزوں کو ادنی ادنی حیلوں سے حلال کر لینا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس لئے حیلے حرام ہوئے؟

القول الصواب:۔ جواب عرض خدمت ہے کہ حرام کاموں میں حیلہ کے ناجائز ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں۔ حدیث برحق اور صحیح ہے لیکن مطلب اور سمجھ غلط ہے یہ لوگ اس حدیث مبارکہ پر جو سب حیلے قیاس کرتے ہیں وہ صحیح نہیں ہم نے پچھلے صفحات میں اقسام حیلہ میں اسی چیز کو نمایاں، جلی حروف سے ذکر کیا ہے۔ اسی حدیث مبارکہ میں صریح الفاظ کے ساتھ اللہ تعالی کی حرام کی ہوئی چیزوں میں حیلہ کرنے سے روکا گیا ہے۔

امور مشروعہ میں حیلہ سے ممنوعیت کے الفاظ یہاں مذکور نہیں اور اگر مطلقا حیلہ ممنوع ہوتا تو یہاں حدیث مبارکہ میں مطلقا حیلے کے الفاظ مذکور ہوتے لیکن یہاں پر "**فستحلوا محارم اللہ بادنی الحیل**" کے الفاظ یہ گواہی دے رہے ہیں کہ یہاں پر صرف حرام کاموں میں حیلہ کرنے سے روکا گیا ہے نہ کہ شرعی کاموں میں حیلہ کرنے سے۔

97- ابن کثیر ،متوفی 774:ھ،ج:1،ص:290،دار ابن حزم لطباعۃ والنشر والتوزیع بیروت لبنان ،الطبعۃ الاولی 1998م

اور دوسری بات یہ کہ علامہ ابن کثیر نے اسی حدیث مبارکہ کو آیت کریمہ :**ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت** ۔کے تحت نقل کر کے اس بات کا واضح اور روشن ثبوت دیاہے کہ یہ حدیث اس قسم کے حرام کاموں میں حیلہ کرنے کے بارے میں وارد ہے ۔نہ کہ شرعی احکام میں حیلہ کرنے کے بارے ۔ لہٰذااس حدیث مبارکہ کو سب حیل پر قیاس کرنادرست نہیں اگرشرعی اور غیر شرعی احکام دونوں کے بارے میں یہ حدیث مبارکہ ہوتی تو آیت کریمہ "**خذ بیدک ضغثا فاضرب به ولا تحنث الآیة**" کے تحت بھی نقل کرتے لیکن وہاں پر نقل نہیں کی ۔وماعلیناالاالبلاغ۔

نظائر الحیلةفی الفقه الحنفی

یہاں پر حیلہ کے وہ نظائر ذکر کئے جاتے ہیں جو فقہاء احناف نے اپنی کتب میں ذکر کئے ہیں جلیل القدر فقہاء جن میں علامہ سرخسی، علامہ ابن نجیم، علامہ نظام الدین صاحب فتاوی ہندیہ اور دیگر علماء نے بڑے اہتمام کے ساتھ اپنی کتب میں الگ باب دے کر باالتفصیل اس مسئلے پر بحث کی ہے۔ یہ مسئلہ اگر شریعت اسلامیہ کے متصادم ہوتاتوفقہاء ہر گز اس کو ذکر نہ کرتے۔ یہاں پر ان نظائر کے ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ بھی معلوم ہو جائے کہ حیلہ صرف میت سے اسقاط کے لئے نہیں بلکہ دیگر عبادات میں بھی حیلے کااستعمال ہوتاہے۔ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

وضو کے لئے حیلہ:۔

(1)خندق له طول أكثر من عشرة أذرع وفيه ماء الا ان عرضه أقل من عشرة فعلى قول بعض المشائخ رحمهم الله تعالى لايجوز التوضؤ فيه والحيلة على قول هؤلاء ان يحضر۔۔۔الخ۔[98]

ایک خندق کا طول دس گز شرعی سے زیادہ ہے لیکن اس کا عرض دس گز شرعی سے کم ہے اور اس میں پانی ہے تو مشائخ کے قول کے مطابق اس خندق کے پانی سے وضو کرنا جائز نہیں پس ان مشائخ کے قول پر حیلہ یہ ہے کہ خندق کے قریب ایک چھوٹا گڑھا کھودے پھر خندق اور اس گڑھے کے درمیان پتلی سی نہر کھودے کہ خندق سے اس گڑھے میں پانی جاری ہو سکے پس پانی خندق کا خود بخود جاری ہو جائے گا پھر چاہے خندق سے وضو کرے یا اس پتلی نہر سے وضو کرے۔

(2)اذااصابت النجاسة خفا أو نعلا ولم يكن لها جرم كالبول والخمر فلا بد من الغسل رطبا كان اويابسا والحيلة فى ذلك اذا كان رطبا ان يمشى فى التراب او الرمل حتى يلصق بعضه بالتراب ويجف ثم يمسحه بالارض فيطهر۔۔۔الخ۔[99]

اگر موزہ یا جوتا میں ایسی نجاست لگ گئی جس کا جسم نہیں ہے جیسے پیشاب شراب وغیرہ تو اس کا دھونا ضروری ہے۔خواہ خشک ہو یا تر اور اس کا حیلہ یہ ہے کہ اگر نجاست تر ہو تو مٹی یا ریت میں چلے حتیٰ کہ اس میں سے مٹی سے مل کر خشک ہو جائے پھر اس کو

98- علامہ نظام الدین،المتوفی:1161ھ،فتاوی عالمگیری،ج6،ص:390،کتاب الحیل،مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ طوغی روڈ کوئٹہ

99- علامہ نظام الدین،المتوفی:1161ھ،فتاوی عالمگیری،ج6،ص:390،کتاب الحیل،مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ طوغی روڈ کوئٹہ

زمین میں رگڑ ڈالے تو پاک ہو جائے گا۔ ایسا ہی فقیہ ابو جعفر نے امام اعظم رحمہ اللہ سے روایت کی ہے اور ایسا ہی امام یوسف سے مروی ہے۔

نماز میں حیلہ:۔

(1) اذا صلی الظهر ثلاث رکعات ثم أقام المؤذن وعلم المصلی انه لم يصل فی المسجد فأراد أن يصلی مع الامام ويكون فرضه ماصلی مع الامام وكره ان يفسد ماصلی فالحيلة له فی ذالک۔۔۔الی آخره۔[100]

ایک شخص مسجد میں تین رکعت ظہر کی نماز پڑھ چکا تھا کہ مؤذن نے اقامت کہی اور اس نمازی کو معلوم ہوا کہ مسجد میں نماز باجماعت نہیں ہوئی۔ پس اس نے ارادہ کیا کہ وہ امام کے ساتھ نماز پڑھے۔ اور میرے فرض وہی ہوں جو میں امام کے ساتھ ادا کروں اور یہ بات اس نے مکروہ جانی کہ جس نماز کو وہ پڑھ رہا ہے بالکل برباد ہو جائے تو اس کا حیلہ یہ ہے کہ چوتھی رکعت کے بعد قعدہ نہ کرے بلکہ پانچویں رکعت پڑھنے کو کھڑا ہو جائے پس پانچویں وچھٹی دو رکعت پڑھ لے۔ حتیٰ کہ یہ نماز اس کی امام اعظم وامام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے نزدیک نفل ہو جائے۔ پس اپنی فرض نماز کو امام کے ساتھ ادا کرے۔

الاشباہ والنظائر میں علامہ ابن نجیم نے اس مسئلے کو اختصار کے ساتھ ذکر کیا ہے لکھتے ہیں

"اذا صلی الظهر اربعا فاقيمت فی المسجد فالحيلة الا يجلس علی رأس الرابعة حتی تنقلب هذه الصلاة نفلا ويصلی مع الامام"[101]۔

---

[100]- علامہ نظام الدین، المتوفی 1161: ھ، فتاوی عالمگیری، ج6، ص:390، کتاب الحیل، مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ طوغی روڈ کوئٹہ

جب (کسی نے) ظہر کی چار رکعتیں ادا کیں اور مسجد میں نماز کھڑی ہو گئی تو حیلہ یہ ہے کہ وہ چوتھی رکعت کے آخر میں نہ بیٹھے یہاں تک کہ یہ نماز نفل ہو جائے گی اور وہ امام کے ساتھ نماز پڑھے۔

(2) رجل جاء الی الامام فی صلاۃ الفجر و خاف فوت الجماعۃ لو اشتغل بالسنۃ جاز لہ ان یدخل فی صلاۃ الامام و یترک السنۃ ثم یقضیھا عند محمد رحمہ اللہ تعالی۔۔۔۔۔۔۔۔الخ۔[102]

ایک شخص نماز فجر کے لئے جماعت کی طرف آیا اور اسے یہ ڈر ہو کہ اگر میں سنتوں میں مشغول ہوا تو جماعت فوت ہو جائے گی تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ سنتیں چھوڑ کر جماعت میں شامل ہو جائے اور پھر وہ بعد از طلوع شمس اس کی قضا کرے۔ یہ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے اور وہ سورج کے طلوع ہونے سے قبل قضاء کی ادائیگی نہ کرے۔ اور اس میں حیلہ یہ ہے کہ جب کوئی سنت فجر کو سورج کی طلوع ہونے سے قبل ادا کرنا چاہے تو وہ قبل از نماز فجر سنتوں کو شروع کر کے فاسد کر دے پھر امام کے ساتھ نماز شروع کر دے پھر جب امام فرضی نماز کی ادائیگی سے فارغ ہو جائے تو وہ سورج کے طلوع ہونے سے قبل فاسد سنتوں کی ادائیگی کرے اور مکروہ نہ ہو گی۔ اس لئے کہ اس کو فاسد کرنے سے وہ اس شخص کے ذمہ قرضہ ہو گئی یعنی اس کا قضا کرنا واجب ہوا۔ اور

101- علامہ زین الدین بن ابراھیم بن نجیم، المتوفی: الاشباہ والنظائر، ص397، کتاب الحیل مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی

102- ملا نظام الدین، المتوفی: 1161ھ، فتاوی عالمگیری، ج6، ص:390، کتاب الحیل مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ طوغی روڈ کوئٹہ

جس کا قضا کرنا اس کے ذمہ واجب ہو اس کا ایسے وقت قضا کرنا مکروہ نہیں اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ بات جب ہے کہ اس نے ایسی عادت نہ کر لی ہو بلکہ گاہے گاہے ایسا کرے اور اگر اس نے عادت پکڑ لی تو یہ بھی مکروہ ہے۔

زکوۃ کے لئے حیلہ:-

(1) رجل له مائتا درهم أراد أن لا تلزمه الزكوة فالحيلة له فى ذلك ان يتصدق بدرهم قبل تمام الحول بيوم حتى يكون النصاب ناقصا فى آخر الحول ------الخ۔[103]

ایک شخص کے پاس اس کی ملک کے دو سو درہم ایسے شرائط کے ساتھ موجود ہیں کہ اس پر زکوۃ واجب و لازم آتی ہے اور اس نے چاہا کہ مجھ پر زکوۃ لازم نہ آئے تو اس کا حیلہ یہ ہے کہ سال پورا ہونے سے ایک روز پہلے ایک درہم صدقہ کرے تاکہ سال کے تمام ہونے پر نصاب ناقص ہو یا سال کے پورا ہونے سے ایک روز پہلے ایک درہم اپنے فرزند صغیر کو ہبہ کر دے یا اپنے سب دراھم اپنے فرزند صغیر کو ہبہ کر دے یا اپنے بعض دراہم اپنی اولاد پر پھیلائے پس زکوۃ واجب نہ ہو گی۔

روزے کے لئے حیلہ:-

(1) فى العيون ولو حلف لا يصوم هذا الشهر يعنى شهر رمضان بثلاث تطليقات امرأته فأراد أن لا يحنث فالحيلة ان يسافر ويفطر كذا فى التتارخانيه۔[104]

---

[103]- ملا نظام الدین، المتوفی: 1161ھ، فتاوی عالمگیری، ج6، ص: 391، کتاب الحیل مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ طوغی روڈ کوئٹہ

[104]- ملا نظام الدین، المتوفی: 1161ھ، فتاوی عالمگیری، ج6، ص: 392، کتاب الحیل مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ طوغی روڈ کوئٹہ

عیون میں ہے کہ ایک شخص زید نے قسم کھائی کہ اگر زید اس رمضان میں روزے رکھے تو اس کی بیوی پر تین طلاق ہیں پھر اس نے چاہا کہ قسم میں حانث نہ ہو تو اس کا حیلہ یہ ہے کہ اس ماہ میں برابر سفر کرے اور افطار کرے جس طرح کہ تاتارخانیہ میں ہے۔

(2)التزم صوم شهرين متتابعين وصام رجب وشعبان فاذا شعبان نقص يوما فالحيلة أن يسافر مدة السفر فينوى اليوم الاول من شهر رمضان عما التزم۔[105]

کسی آدمی نے اپنے اوپر دو مہینے لگاتار روزے لازم کئے اور رجب اور شعبان کے روزے رکھے پھر شعبان ایک دن کم کا ہوا تو حیلہ یہ ہے کہ وہ سفر کی مدت تک سفر کرے پھر رمضان کی پہلی تاریخ کو رمضان کی جگہ جس روزے کو اس نے اپنے اوپر لازم کیا تھا اس کی نیت کرے۔

نکاح کے لئے حیلہ:۔

(1) اذا أراد الرجل أن يجدد نكاح امرأته ولا يلزمه مهر آخر بلاخلاف كيف يصنع۔۔۔الخ۔[106]

جب کوئی شخص یہ ارادہ رکھتا ہو کہ وہ اپنی بیوی کے نکاح کی تجدید کرے اسی طرح کہ اس پر دوسرا مہر جدید لازم نہ لائے۔تو کیا کرنا چاہئے سو جاننا چاہئے کہ اگر زید نے مثلا ہندہ سے کسی قدر مہر معلوم پر نکاح کیا پھر دوبارہ اس سے دوسرے مہر پر نکاح کیا تو اس

105- علامہ زین الدین بن ابراھیم بن نجیم،المتوفی:الاشباہ والنظائر،ص:397،کتاب الحیل مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

106-ملا نظام الدین،المتوفی:1161ھ،فتاوی عالمگیری،ج6،ص:393،کتاب الحیل مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ طوغی روڈ کوئٹہ

کے ذمہ دوسرا مہر واجب ہونے میں اختلاف ہے۔پس اگر اس نے چاہا کہ اس طرح نکاح کی تجدید کرے کہ بلا خلاف اس کے ذمہ دوسرا مہر لازم نہ آئے تو یہ کرنا چاہئے کہ نکاح کی تجدید کرے یعنی ایجاب و قبول کرے اور مہر کا ذکر نہ کرے یا یوں کہے کہ مہر اول ہی پر تجدید نکاح کرے پس دوسرا مہر لازم نہیں آئے گا۔

طلاق کے لئے حیلہ:-

(1)سئل عمن قال وزوجته علی سلم ان صعدت فانت طالق وان نزلت فانت طالق ما الحیلة فیھا؟قال یحمل السلم وھي علیه فیوضع بالأرض أو تحمل بغیر ارادتھا فتوضع بالأرض۔[107]

امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ سے یہ سوال کیا گیا کہ ایک شخص کی بیوی سیڑھی پر کھڑی تھی تو اس نے کہا کہ اگر تو چڑھی تو تجھ کو طلاق ہے اور اگر تو اتری تو تجھے طلاق ہے تو اب شرعی طور پر کیا حیلہ ہو سکتا ہے تو آپ علیہ الرحمۃ نے فرمایا:اس عورت سمیت سیڑھی اٹھالی جائے اور زمین پر رکھ دی جائے یا اس کے ارادے کے بغیر اٹھا کر زمین پر رکھ دی جائے۔

(2)اذا قال لأمراته ان اکلت من ھذا الخبز فانت طالق فالحیلة لھا حتی ان تأکل ولاتطلق ماروی عن ابی حنیفة رحمه الله تعالی انه ینبغی لھا أن تدق۔۔۔۔الخ۔[108]

107-الامام شہاب الدین احمد بن حجر الھیتمی المکی الشافعی،المتوفی:974ھ،الخیرات الحسان،ص:104،مطبوعہ شرکۃ دار الارقم بن ابی الارقم للطباعۃ والنشر والتوزیع بیروت لبنان

108-ملا نظام الدین،المتوفی:1161ھ،فتاوی عالمگیری،ج6،ص:399،کتاب الحیل مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ طوغی روڈ کوئٹہ

جب کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے کہ اگر تونے اس روٹی میں سے کھایا تو تجھے طلاق ہے تو ایسا حیلہ کہ وہ عورت اس روٹی کو کھائے اور اس پر طلاق واقع نہ ہو۔امام اعظم رحمۃاللہ تعالی سے اس طرح روایت کیا گیا ہے کہ مذکورہ عورت کو چاہئے کہ روٹی کو چور کر کے شوربے میں ڈال کر خوب پکائے کہ بالکل اس میں مل جائے یعنی مثل لئی کے ہو جائے پھر اس کو کھائے تو مرد حانث نہ ہو گا۔

قدوری میں ایک اور حیلہ بتایا ہے کہ اگر اس کو خشک کر کے چورڈالے پھر پانی کے ساتھ پی جائے تو مرد حانث نہ ہو گا اور اگر تڑکہ کر کے اس کو کھالیا تو حانث ہو گا۔

قسم کے بارے میں حیلہ:-

علامہ شہاب الدین احمد بن حجر الہیتمی المکی الشافعی، الخیرات الحسان فی مناقب النعمان میں لکھتے ہیں۔(1) **حلف رجل أن لا يأكل البيض ثم حلف ليأكلن مافي كم فلان فاذاهو بيض فقال تحضه دجاجة فاذا خرج منه فرخا شواه و أكله أو طبخة و أكله كله مع المرقة۔**[109]

ایک شخص نے قسم کھائی کہ وہ انڈا نہ کھائے گا اور پھر یہ قسم کھائی کہ جو چیز فلاں شخص کی جیب میں ہے وہ ضرور کھائے گا جب دیکھا تو وہ انڈا ہی تھا۔امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اسے کسی مرغی کے نیچے رکھ دے اور جب بچہ نکل آئے تو اسے بھون کر کھالے یا شوربہ پکا کر مع شوربہ کھالے۔

---

[109]-الامام شہاب الدین احمد بن حجر الھیتمی المکی الشافعی، التوفی 974 : ھ، الخیرات الحسان، ص:104، مطبوعہ شرکۃ دار الارقم بن ابی الأرقم للطباعۃ والنشر والتوزیع بیروت لبنان

فقہاء کرام اور محدثین نے اور بھی حیل ومباحہ کی مثالیں دی ہیں سمجھنے کیلئے یہی کافی ہیں علامہ ابن قیم نے اعلام المؤقعین میں حیل محرمہ اور مباحہ تفصیل سے بیان کئے ہیں۔ اور مثالوں سے واضح کیا ہے بوجہ طوالت یہاں ذکر کرنا مناسب نہیں۔

اولی الامر سے مراد علماء ہیں:۔

قرآن وحدیث کے اثبات کے بعد جلیل القدر علماء کرام کا رقم کردہ طریقہ اور ان کے معمولات، حیلہ کے بارے میں اقوال آئندہ باب میں ذکر کریں گے۔ لیکن یہاں پر اس چیز کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں کہ اولی الامر سے مراد علماء ہیں جو شریعت اسلامیہ کے علوم وذخائر کے منبع تھے ان کی اطاعت اور ان کی کتب، اقوال پر عمل پیرا ہونا، اتفاق رائے کرنا ضروری ہے۔ قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے" **یا ایھا الذین امنوا اطیعو الله واطیعو الرسول واولی الامر منکم**"[110]
اس آیت کریمہ کی رو سے اطاعت الٰہی، اطاعت رسول ﷺ کو بنیادی مستقل اور غیر مشروط حیثیت حاصل ہے۔ جبکہ اولی الامر، صاحبان امر کی اطاعت، غیر مستقل، مشروط اور پہلی دونوں اطاعتوں کے تابع قرار دی گئی ہے۔ تمام مفسرین کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اولی الامر سے مراد، فقہاء، علماء، مشائخ ہیں۔

110۔النساء:59

صاحب تفسیر کبیر رقم طراز ہیں کہ "**المراد العلماء الذین یفتون فی الاحکام الشرعیة ویعلمون الناس دینهم**"۔[111]

اولی الامر سے مراد وہ علماء ہیں جو احکام شرعیہ کے فتوے دیتے ہیں اور لوگوں کو دین سکھاتے ہیں۔

پھر دوسری جگہ رقم طراز ہیں کہ: **ان اعمال الامراء والسلاطین موقوفة علی فتاوی العلماء، والعلماء فی الحقیقة أمراء الامراء فکان حمل لفظ اولی الامر علیهم اولی**۔[112]

کیونکہ امراء اور سلاطین کے کام علماء کرام کے فتاوی پر موقوف ہیں اور علماء حقیقت میں حاکموں کے حاکم ہیں۔ پس اولی الامر کا لفظ علماء پر زیادہ اولی ہے۔

اور علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر الدر المنثور میں اولی الامر کے تحت رقم طراز ہیں: "**یعنی اهل الفقه والدین واهل طاعة الله یعلمون الناس معانی دینهم ویأمرون بالمعروف وینهونهم عن المنکر فاوجب الله طاعتهم علی العباد**۔[113]

یعنی اولی الامر سے مراد صاحب فقہ ودین اور اللہ تعالی کے مطیع مراد ہیں جو لوگوں کو دین

---

[111]- الامام محمد الرازی فخر الدین ابن العلامہ ضیاء الدین، المتوفی 604، تفسیر الفخر الرازی الشھیر بالتفسیر الکبیر، ج5، ص: 150،151، مطبوعہ دار الفکر لطباعۃ والنشر والتوزیع بیروت

[112]- الامام محمد الرازی فخر الدین ابن العلامہ ضیاء الدین، المتوفی 604، تفسیر الفخر الرازی الشھیر بالتفسیر الکبیر، ج5، ص: 150،151، مطبوعہ دار الفکر لطباعۃ والنشر والتوزیع بیروت

[113]-السیوطی، جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر، المتوفی: 911ھ، تفسیر الدرر المنثور فی تفسیر الماثور الجزء الثانی، ص: 315، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، الطبعۃ الاولی، 1990

کے معانی سکھاتے ہیں اور بھلائی کا حکم اور برائی سے روکتے ہیں پس اللہ تعالی نے ان کی اطاعت بندوں پر لازم وضروری قرار دی ہے۔اور علامہ ابن جریر طبری اپنی تفسیر میں رقم طراز ہیں کہ: **أولی الفقهه في الدین و العقل۔**[114]

اولی الامر سے مراد جو دین میں اور عقل کے اعتبار سے زیادہ فقیہہ ہو۔

تفسیر مظہری میں بھی مرقوم ہے ''یہ لفظ فقہاء، علماء اور مشائخ کو بھی شامل ہوگا بلکہ بدرجہ اولی ان پر صادق آئے گا کیونکہ یہ لوگ انبیاء کے وارث، اللہ تعالی اور اس کے پیارے رسول ﷺ کے احکام کو ذخیرہ کرنے والے ہیں۔ابن جریر، حاکم اور دوسرے محدثین نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اولی الامر سے مراد فقیہہ اور دیندار لوگ ہیں''[115]۔

المختصر یہ کہ تمام مفسرین نے اس کا یہی معنی کیا ہے اور اس سے مراد علماء لئے ہیں کیونکہ علماء کرام کی فقہی آراء، علمی اقوال، فتاوی و تحقیقات اور اجتہادات کی حجیت ہمیشہ کتاب وسنت کے تابع اور مشروط ہوتی ہے۔

مذکورہ آیت کریمہ میں اطاعت الٰہی کا حکم قرآن اور اطاعت رسول ﷺ کا حکم سنت کی حجت مطلقہ پر دلالت کرتا ہے جبکہ صاحبان امر یعنی ائمہ مجتہدین کی تحقیقات، فرمودات اور اجتہادات سے جو شرعی علم کا ذخیرہ تیار ہوتا ہے۔اس کی حیثیت تیسرے اور چوتھے

---

[114]- طبری، الامام ابی جعفر محمد بن جریر، تفسیر طبری، الجزء الخامس، ص:216، دار احیاء التراث العربی، بیروت لبنان، الطبعۃ الاولی:2001ء

[115]- القاضی، ثناءاللہ پانی پتی، تفسیر مظہری (اردو)، ج2، ص402، مطبوعہ ضیاءالقرآن پبلی کیشنز لاہور

ماخذ کی ہے۔ جس طرح کہ علامہ صاوی المالکی نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے۔ مذکورہ آیت کے تحت رقم طراز ہیں: **وفی هذه الآیة اشارة لأدلة الفقه الاربعة فقوله أطيعوا الله اشارة للكتاب وقوله وأطيعوا الرسول اشارة للسنة واولی الأمر اشارة للاجماع وقوله تنازعتم الخ اشارة للقياس۔**[116]

اس آیت کریمہ میں فقہ کے ادلہ اربعہ کی طرف اشارہ ہے اطیعو اللہ سے اشارہ کتاب (قرآن مجید) کی طرف ہے۔ اور اطیعو االرسول سے اشارہ سنت کی طرف ہے اور اولی الامر سے اشارہ اجماع کی طرف ہے اور تنازعتم سے اشارہ قیاس کی طرف ہے۔ اگر کسی مسئلے پر ان چاروں دلائل شرعیہ میں سے کوئی دو باہم متخالف ہوں تو عدم تطبیق کی صورت میں ہمیشہ مقدم کو موخر پر فوقیت حاصل ہوتی ہے اور نسبتا قوی دلیل دوسری کو منسوخ کردیتی ہے کیونکہ قرآن وسنت سے اختلاف کرنے کا کسی کو حق حاصل نہیں۔

شریعت مطہرہ نے فقہاء ومجتہدین کی علمی آراء، اقوال اور اجتہادات سے استفادہ کرنے کا حکم اسی صورت میں دیا ہے کہ جب کسی مسئلہ پر کتاب وسنت خاموش یا غیر واضح ہوں ۔اس لئے یہاں پر اس بحث کو شامل کیا کہ آئندہ باب میں علماء کرام کے اقوال ،تحقیقات، حیلہ اسقاط کی صورت میں پیش کئے جائیں گے۔تاکہ اگر منکرین یہ بھی کہیں

116- الصاوی، احمد بن محمد المالکی، التوفی: ھ تفسیر صاوی علی الجلالین، ج1، ص:212، مطبوعہ شرکۃ ومطبعۃ مصطفی البابی والحلبی واولادہ، بمصر، 1941م

کہ واضح طور پر قرآن وحدیث سے حیلہ اسقاط کا ثبوت نہیں تو علماء کے اقوال، آراء کی
طرف رجوع کیا جاسکے اور کسی طرح کا
شبہ باقی نہ رہے۔

باب چہارم

حیلہ اسقاط کا پہلا طریقہ

علامہ شامی کے قلم سے:

سرتاج احناف علامہ ابن عابدین شامی کا شمار ان ماہر وجید علماء ربانی میں ہوتا ہے جن کی ذہانت وفطانت اور فقہی مہارت کا شہرہ چار دانگ عالم میں ہے۔ان کا عظیم علمی وتحقیقی کارنامہ ردالمختار علی درمختار کی ضخیم جلدوں کی شکل میں آج بھی دنیا کے اہل علم حضرات کے سامنے موجود ہے جس میں غواصی تبحر علمی اور تحقیقی بصیرت کی متقاضی ہے۔اپنے وپرائے آپ کی مدح میں رطب اللسان ہیں۔آپ نے فقہ اسلامی کے بحر بے کنار کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔حیلہ اسقاط کے طریقے کی ابتداءاحناف کے گل سرسبد علامہ شامی کے معروف رسائل سے کرتے ہیں تاکہ سند رہے۔

والمنصوص عليه فى المذهب وعليه العمل ان يجمع الوارث عشرة رجال ليس فيهم غنى ولا عبد ولا صبى ولا مجنون ثم يحسب سن الميت فيطرح منه اثنتى عشرة سنة لمدة بلوغة ان كان الميت ذكرا اوتسع سنين ان كان انثى وان لم يعلم سنة فيقدر عمر الشخص بغلبة الظن فأن لم يوقف عليه قصدالى الزيادة لان ذلک احوط ثم بعد التخمين على عمره يسقط عنه ماذكر من مدة الذكر والانثى ويخرج الكفارة عن الباقى لان ادنى مدة يبلغ فيها الذكر اثنتاعشرة سنة

و الانثی تسع سنین هکذا ینبغی ان یفعل و ان کان الشخص محافظا علی صلو اته احتیاطا خشیة ان یکون وقع خلل ولم یشعر به (و مما تعارفه الناس) و نص علیه اهل المذاهب ان الواجب اذا کثر اداروا صرة مشتملة علی نقود او غیرها کجواهر او حلی او ساعة و بنو الامر علی اعتبار القیمة و لأدارة الصرة طرایق احسنها ان یعطی الوصی الصرة الی الفقیر علی انها فدیة عن صلاة یقدرها و یقول له خذ هذه الصرة عن فدیة صلاة سنة او عشر سنین مثلا عن فلان بن فلان الفلانی او ملکتک هذه عن فدیة صلوات سنة عن فلان الخ ،ویقبلها الفقیر و یقبضها او یعلم انها صارت ملکا له و یقول الفقیر هکذا و انا قبلتها و تملکتها منک ثم یعطیها الفقیر الی الوصی بطریق الهبة و یقبضها الوصی ثم یعطیها الوصی الی الفقیر الآخر و یأخذها منه علی نحو ما ذکرنا و هکذا یفعل الوصی حتی یستوعب الفقراء و یستوعب قدر ما علی المیت من الصلوات ثم یفعل کذلک عن الصوم و عن جمیع ما ذکرنا من الصیام و الاضحیة ثم بعد تمام ذلک کله ینبغی ان یتصدق علی الفقراء بشیٔ من ذلک المال او بما او صی به المیت

۔

ترجمہ :۔ فرماتے ہیں کہ میت کے ورثاء ایسے دس آدمیوں کو جمع کرے جس میں نہ غنی ہو، نہ غلام ہو، نہ بچہ ہو اور نہ مجنوں۔ پھر میت کی عمر کا اندازہ لگا کر اگر مرد ہو تو بارہ سال نابالغی اور اگر عورت ہو تو اس کی (ٹوٹل عمر) سے نو سال نکال دیں۔ اور اگر اس کی (میت کی) عمر کا پتہ نہ ہو تو غالب گمان سے اس کی عمر کا اندازہ لگالیں۔ اور اگر غلبہ ظن سے اندازہ نہ ہو سکے تو زیادہ (عمر) کا قصد کیا جائے۔ کیونکہ اس میں زیادہ احتیاط ہے ۔ تخمین عمر کے بعد میت کی عمر سے مدت بلوغت مرد یا عورت کو کم کر دیا جائے۔ اور

باقی عمر کا کفارہ دیا جائے۔ کیونکہ مرد کی ادنی مدت بلوغت بارہ سال اور عورت کی نو سال اور اسی طرح اس شخص کا بھی کفارہ نکالا جائے جو نماز کا پابند ہو از روئے احتیاط اس ڈر سے کہ نماز میں کوئی خلل واقع ہوا ہو۔ اور اسے پتہ تک نہ ہو۔ اور جب واجبات زیادہ ہوں تو اس کو ایک تھیلی میں خواہ واجبات جواہر یا نقود وغیرہ پر مشتمل ہوں۔ بند کر کے دور کریں۔

اس تھیلی کا احسن دور اس طریقے کے ساتھ کیا جائے گا کہ ولی فقیر کو وہ تھیلا دے گا اس نیت کے ساتھ کہ یہ نماز کا فدیہ ہے اور کہے گا[117] کہ یہ تھیلا بطور فدیہ فلاں ابن فلاں کی طرف سے ایک سال یا دس سال نمازوں کے عوض قبول کرو۔ یا اس طرح کہے گا کہ میں نے اس تھیلے کا فلاں ابن فلاں کے ایک سال یا دس سال نمازوں کے فدیہ کے عوض مالک بنا دیا۔ اور فقیر اسے قبول کر کے قبضہ کر لے گو یا وہ اس کا مالک ہو گیا۔ پھر فقیر اس طرح کہے گا کہ میں نے اس کو قبول کر لیا۔ جس کا تو نے مجھے مالک بنا دیا۔ پھر فقیر ولی کو وہ تھیلا ہبہ کرے گا۔ اور ولی پھر فقیر کو اسی طرح کہے گا کہ میں نے اس کو قبول کر لیا جس کا تو نے مجھے مالک بنا دیا، پھر فقیر ولی کو وہ تھیلا ہبہ کرے گا اور ولی پھر فقیر

---

[117]- اس وقت ہمارے بلاد میں اسی جگہ پر درج ذیل خطبہ عربی میں پڑھا جاتا ہے جو کہ مستحسن ہے_ کل حق من حقوق الله لزم على ذمة هذا الميت من الفرائض والواجبات والمنذورات وغير ذلك، بعضها أدى وبعضها لم يؤد والتي أدى قبلها الله بفضله وبجاه سيد الأنبياء والمرسلين واستدعاء هذه الجماعة الحاضرة من المسلمين والتي لم يؤد وبقيت على ذمته فبعضها قابلة للفدية وبعضها ليست بقابلة لها، فالذي بقابلة لها غفرها الله تعالى له وتجاوز عنه والتي قابلة للفدية وبقيت في ذمته أعطيت في فديتها هذا المصحف الشريف مع هذا النقد والجنس رجاء من الله تعالى ان يقبله منه وتجاوز عنه بمنه وفضله-

کواسی طرح کہے :اسی طرح کرتے کرتے یہاں تک کہ فقراء بھی پورے ہو جائیں۔اور میت کے ذمے، نماز، روزے وغیرہ جو تھے وہ بھی پورے ہو جائیں۔اس کے بعد ولی کو چاہئے کہ یہ رقم فقراء میں تقسیم کرے۔

اور اگر میت کوئی چیز (مال) نہ رکھتی ہو تو ورثاء کو چاہئے کہ وہ (اپنی طرف سے) دے دیں اور اگر ورثاء کے پاس مال نہ ہو تو قرضہ لے کر حیلہ کریں یہاں تک کہ مقصود مکمل ہو جائے۔اور اگر میت نے وصیت نہ بھی کی ہو تو ولی از روئے تبرع بھی دے سکتے ہیں[118]۔

علامہ شامی کی عبارت سے چند مسائل کا اثبات :۔

ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ کی مذکورہ عبارت سے چند مسائل کا اثبات ہو رہا ہے۔اور یہ ہی ان اعتراضات کے جوابات ہیں جو کہ منکرین حیلہ آج کل اہل سنت پر کرتے ہیں۔ حالانکہ اہل سنت والجماعت کا کوئی بھی عمل ایسا نہیں جو اسلاف کی کتب میں ثابت

118- ابن عابدین ،علامہ ،سید محمد امین الدین ،المتوفی :1252ھ ،رسائل ابن عابدین ،الرسالۃ الثامنۃ ص:211،212،مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور

ابن عابدین ،علامہ سید محمد امین ،شامی ،المتوفی :1252ھ الھدیۃ العلائیہ ،بیان الوصیۃ بالصلاۃ والصیام ،ص:90،91مطبوعہ مکتبۃ القدس کانسی روڈ کوئٹہ

وموجود نہ ہو۔ان نادانوں کے ذہنوں میں جو بھی بات سمجھ میں نہ آئے وہ اسے ناجائز وحرام قرار دیتے ہیں۔

ذیل میں چند مسائل لکھ دیتے ہیں تاکہ مسئلہ سمجھنے میں آسانی رہے۔

(1)دائرہ میں مالدار، بچہ اور مجنون نہ ہو:۔علامہ شامی نے ان شرائط کا صراحتاً ذکر کیا ہے۔اور معترضین کے لغو اعتراضات کا جواب دیا ہے۔معترضین کہتے ہیں:''کہ چونکہ دائرہ اسقاط میں بڑے بڑے نواب، مالدار، امیر اکٹھے ہو جاتے ہیں تو اس لئے حیلہ کا دائرہ درست نہیں؟

جواب عرض خدمت ہے کہ: صم بکم اور عمی کو کیا نظر آئے اور کیا سنایا جائے۔ہمارے بلاد میں بلکہ جہاں بھی اہل سنت حیلہ اسقاط کرتے ہیں وہاں ہر جنازے کے بعد یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ فقراء، غریب دائرہ اسقاط کے لئے آجائیں تو وہاں پر وہی آجاتا ہے جو غریب ہو، فقیر ہو اور مسکین اور صدقہ وخیرات کا مستحق ہو۔اس لئے علامہ شامی کی عبارت کو ہم نے بھی اس مقالہ میں نمایاں کیا اور واضح الفاظ میں اس شرط کی نشاندہی کی تاکہ سند رہے۔اور معترضین کسی غلط فہمی کا شکار نہ رہیں ۔ اعتراض:۔ایک سوال یہ بھی کیا جاتا ہے کہ چونکہ فی زمانہ صدقہ وخیرات کا لینے والا اور

کوئی مسکین ہے ہی نہیں لہذا حیلہ اسقاط کے دائرہ میں کس کو بٹھائیں، مسکین نہ ہو تو اسے چھوڑ دینا چاہئے ؟ عرض یہ ہے کہ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ گاؤں میں یا شہر میں سب لوگ مالدار و صاحب نصاب ہوں۔ یہ بات تو ناممکنات میں سے ہے۔ اور اگر بفرض محال ایسا ہو بھی جائے تو آج کل ہر شہر، ہر قریہ، ہر دیہات میں مدارس اسلامیہ موجود ہیں۔ ان کے طلباء پر دائرہ حیلہ اسقاط کریں کیونکہ طلباء ہی اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ اس پر صدقہ و خیرات کیا جائے۔ کیونکہ یہی تو وابن السبیل ہیں۔ لہٰذا مذکورہ اعتراض وارد ہی نہیں ہو سکتا۔

محافظ الصلوات کے لئے حیلہ :۔

معترضین یہ اعتراض کرتے ہیں کہ پابند نماز شخص کے لئے حیلہ کی ضرورت نہیں؟ علامہ شامی نے رسائل میں اس بات کی بھی وضاحت فرمائی کہ محافظ علی الصلوات شخص کے لئے بھی حیلہ کرنا چاہئے از روئے احتیاط 'ان یکون و 'قع خلل ولم یشعر بہ''۔ کہ اس وجہ سے کہ نماز میں کوئی خلل واقع ہوا ہو اور اسے شعور تک بھی نہ ہو۔ کیونکہ عبادات کے قبول ہونے کا کسی کو یقین کامل نہیں۔ بلکہ صرف امید ہے نیز ان کی ادائیگی میں کوتاہی، سستی کا بھی احتمال ہے اس لئے علامہ شامی نے مذکورہ جملہ فرمایا۔

اسباب کو تھیلی میں بند کرنا:۔

تھیلی و گٹھڑی سے نفرت کرنے والے حضرات کے لئے یہ عبارت مرکز توجہ ہے ۔علامہ شامی نے ''ادار واصرۃ'' کے صریح الفاظ سے ان کا منہ بند کر دیا ہے۔ لہذا اس عبارت سے واضح ہوا کہ مال واجبات کو کپڑے، تھیلی، گٹھڑی میں بند کرنا مستحسن ہے۔

تمام مال کا فقراء پر صدقہ کرنا ضروری نہیں:۔

فقیر جب آخر میں مال وارث کو ہبہ کر دے تو وارث کو اختیار ہے کہ جمیع مال فقراء پر صدقہ کرے یا ان کو کچھ مال دے کر راضی کرے۔ یا اتنا ہی مال تقسیم کرے جتنا میت نے وصیت کی ہے۔ علامہ شامی فرماتے ھیں ''**ثم بعد تمام ذلک کله ینبغی ان یتصدق علی الفقراء بشئ من ذلک المال اوبمااوصی به المیت** ۔[119] کہ دور کے مکمل ہونے کے بعد وارث کو چاہیئے کہ اس مال میں سے کچھ فقراء پر صدقہ کرے (تقسیم کرے) یا اتنا تقسیم کرے جتنے مال کی میت نے وصیت کی ہو۔ اور اس جگہ پر محشی بحر الرائق صاحب منحۃ الخالق لکھتے ہیں کہ :

119-ابن عابدین، سید محمد امین، المتوفی:1252ھ، رسائل ابن عابدین الرسالۃ الثامنہ، ص:212، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور

"ثم يتصدق على الفقراء العشرة ماشاء من الدراهم ولا يجب تقسيم المال المذكور جميعا على الفقراء"۔[120]

کہ پھر دراہم میں سے جو چاہے دس فقراء پر صدقہ کرے اور تمام مال مذکور کا فقراء پر تقسیم کرنا ضروری نہیں۔

اور **مفتی کفایت اللہ دیوبندی** حیلہ اسقاط کا طریقہ رقم کرتے ہیں:

کہ "جب سب (واجبات) سے فارغ ہو جائیں تو اخیر میں خواہ فقیر وارث کو ہبہ نہ کرے لے کر چلا جائے یا ہبہ کردے تو وارث اپنی رضامندی سے فقیر کو یہ کل چار صاع یا اس کا کوئی حصہ دے دے۔[121]

مفتی و شیخ الحدیث دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا فتویٰ:۔

مفتی صاحب حیلہ اسقاط کے بعد مال فدیہ سے ورثاء کے خیرات کے بارے میں رقم طراز ہیں کہ حیلہ مروجہ فقدان شرط کی وجہ سے فراغت ذمہ کے لئے بے سود ہے۔ مگر

---

[120]-ابن عابدین، سید محمد امین المتوفی: 1252ھ، منحۃ الخالق علی ھامش بحر الرائق، ص1601 ج2، باب قضاء الفوائت مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

[121]- کفایت اللہ ،دہلوی ،مفتی ،کفایت المفتی ، ج4 کتاب الجنائز ،ص:156،مطبوعہ دار الاشاعت اردو بازار کراچی

یہ وارث اس مخصوص مال کا بہر حال مالک ہے۔ **اما من ابتداء الامر لعدم صحة تمليک للغير لاجل الهزل و اما بتمليک القابض الاخير على تقدير الجد۔** پس یہ وارث اس مخصوص مال سے رسمی یا غیر رسمی خیرات کرنے کا مجاز ہے۔وھو الموفق۔[122]

واضح یہ ہوا کہ مفتی حقانیہ کے نزدیک بھی وارث اس مخصوص مال کا حیلہ کے بعد مالک ہو جاتا ہے۔اور اسے اختیار ہے کہ وہ اس مخصوص مال سے رسمی یا غیر رسمی خیرات کرنے کا مجاز ہے۔

معلوم ہوا کہ جب فقیر وارث کو ہبہ کر دے تو وارث کی رضامندی ہے کہ کل رقم دے یا کوئی حصہ دے ہمارا ابھی یہی طریقہ ہے۔

دلجوئی فقیر:۔

مال مذکورہ میں سے فقیر کی دلجوئی کے لئے ضرور کچھ دینا چاہئے۔اسی لئے علامہ شامی علیہ الرحمۃ الباری اپنے رسائل میں رقم کرتے ہیں کہ: **ثم يخرج شيئا من ذلک**

---

[122]۔مفتی فرید، شیخ الحدیث، فتاوی فریدیہ، باب قضاء الفوائت، ج2ص217،اشاعت کنندہ مولانا حافظ حسین احمد صدیقی دار العلوم صدیقیہ زروبی ضلع صوابی

المال لیرضی به کل فقیر بان یدفع الیه ما یطیب به نفسه و هذا یختلف باختلاف منازل الفقراء و منازل الناس الذین یفعل لهم الاسقاط۔[123]

کہ اس مال میں سے فقیر کو اتنا ہی دو جس سے وہ راضی ہو جائے تاکہ وہ اس کے دینے سے اس کے نفس کو پاک کر دے اور یہ فقراء کی منازل میں اختلاف ہونے سے اور ان لوگوں کی منازل میں اختلاف ہونے سے ہے جو اسقاط کرتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ کچھ فقیر ایسے ہوتے ہیں۔ جو میت کے ورثاء سے قدرے امیر ہوتے ہیں ۔تو اس صورت میں فقیر کو کچھ دے کر یا نہ دے کر راضی کر لیا جائے ۔ اور اگر اسقاط کرنے والے ورثاء کی مالی حالت قدرے بہتر ہو تو ورثاء کو چاہئے کہ وہ فقراء کی دل کھول کر امداد کریں اور بہتر طور پر اسے راضی کر لے۔ ہمارے بلاد میں یہی طریقہ ہے کہ جب کوئی فقیر، غریب، فوت ہوا ہو تو دائرے میں بیٹھے ہوئے فقراء حیلہ کے دائرہ کے بعد رقم ورثاء کے سپرد کرتے ہیں اور ان سے کچھ نہیں لیتے۔

طریقہ نمبر ۲:۔ حسن بن عمار الشرنبلالی صاحب نور الایضاح، مراقی الفلاح کا طریقہ: آپ لکھتے ہیں کہ **:ویعطیه للفقیر بقصد الاسقاط ما یرید عن المیت**

123-ابن عابدین، سید محمد امین، شامی، المتوفی:1252ھ رسائل ابن عابدین الرسالۃ الثامنہ، ص:212، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور

بقدرہ ثم بعد قبضہ یھبہ الفقیر للولی او للاجنبی ویقبضہ لتتم الھبۃ فیسقط عن المیت بقدرہ ایضا۔۔۔۔۔۔۔وھکذا یفعل مرارا۔[124]

اور وارث فقیر کو (حیلہ) اسقاط کے ارادے سے (وہ مال والی تھیلی) دے جو (وارث فدیہ نماز، روزہ وغیرہ کا) میت کی طرف سے ساقط کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ پس اسی مقدار میت سے ساقط ہو جائے گا۔ پھر قبضہ کے بعد فقیر ولی یا اجنبی (دوسرے فقیر) کو ہبہ کرے۔ اور وہ اسی پر قبضہ کرے تاکہ ہبہ مکمل ہو جائے (اور وہ مالک ہو جائے) پس میت سے اس مقدار فدیہ ساقط ہو جائے گا اور اس طرح اس عمل کو دھرائے (تاکہ اس کے دہرانے سے اس میت کے تمام فدیے ساقط ہو جائیں) مطلب:۔ مطلب یہ ہے کہ میت کے فدیے کی ٹوٹل رقم ایک لاکھ روپے بنتی ہے اور وارث کے پاس ہزار روپے ہیں۔ تو سو آدمی بیٹھ جائیں اور وہ ایک شخص کو ہزار روپے میت کا ساقط کرنے کی نیت سے دے وہ دوسرے شخص کو اسی نیت سے ہزار روپے دے حتی کہ جو ننانواں شخص ہے وہ سویں شخص کو اسی نیت سے ہزار روپے دے دے یا وارث اور فقیر ایک دوسرے کو سو بار دیں تو میت کی طرف سے ایک لاکھ روپے کے حقوق ساقط ہو جائیں گے اور ان سو میں سے ہر ایک کو ہزار روپے صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا۔

124۔ الشرنبلالی، حسن بن عمار بن علی، المتوفی 1069ھ مراقی الفلاح بر حاشیہ نور الایضاح، ص:107، فصل اسقاط الصلاۃ والصوم، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

علامہ شامی علیہ الرحمۃ کے بیان کردہ طریقہ حیلہ اسقاط میں ولی اور فقیر کے مابین دور چلتا۔ لیکن علامہ شرنبلالی نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ فقراء آپس میں میت کی طرف سے دور کر سکتے ہیں۔ لہٰذا یہ دوسرا طریقہ ہوا۔

فائدہ :۔علامہ حسن بن عمار بن علی الشرنبلالی کے بیان کردہ طریقے سے ہبہ سے رجوع کا مسئلہ بھی حل ہو گیا۔ کیونکہ اس میں موھوب لہ واھب کو ہبہ نہیں کرتا بلکہ موھوب لہ دوسرے کو ہبہ کرتا ہے۔اسی طرح آخر میں واھب اول تک پہنچ جاتا ہے۔ لیکن اسی میں واھب کا مطالبہ نہیں ہوتا۔ اور ہبہ میں رجوع کرنا بھی تو صحیح ہے۔ جس طرح کہ فقہاء کرام نے اس کی تصریح فرمائی ہے کہ جب سلب کلی کے طریقے پر رجوع ہبہ سے کوئی مانع نہ پایا جائے جس طرح کہ فقہاء کرام نے ہبہ میں موانع الرجوع ذکر کئے ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ جس طرح ہم حیلہ اسقاط میں رجوع کرتے ہیں اس میں کوئی مانع نہیں پایا جاتا۔

نور الایضاح کے حاشیہ پر دارالعلوم دیوبند کے مدرس علامہ محمد اعزاز علی بھی اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ **"وإن لم يف ما أوصى به الميت عما وجب عليه من الفدية أو لم يكف ثلث ماله أو لم يوص بشيئ وأراد يوص بشيئ وأراد احد التبرع بقليل لا يكفى مخيلة لابراء ذمة الميت عن جميع ما عليه ان يدفع ذلك**

المقدار الیسیر بعد تقدیرہ لشیئ من صیام او صلوۃ و یقبضہ لتتم الهبۃ و تملك ثم یدفعہ الموھوب لہ للفقیر بجھۃ الاسقاط متبرعا بہ عن المیت[125]۔

اور بعینہ اسی طرح نور الایضاح کے اردو ترجمہ اور حاشیہ پر مولانا محمد صدیق احمد انواروی کانپوری اور مزین کردہ حبیب الرحمن کاندھلوی نے بھی اسی کی تائید و توثیق کی ہے[126]۔
نوٹ:۔ ہبہ کے متعلق مکمل بحث آئندہ صفحات میں پیش کریں گے۔

حیلہ بغیر وصیت کے ازروئے تبرع کرنا:۔

یہاں حیلہ کے بحث میں یہ سوال بھی ہو سکتا ہے کہ اگر میت نے وصیت نہ کی ہو تو کیا ورثاء ازروئے تبرع بھی کر سکتے ہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر میت نے وصیت نہ بھی کی ہو تو بھی ورثاء ازروئے تبرع کر سکتے ہیں۔ احادیث و آثار اور فقہاء کرام کے اقوال اسی پر شاھد ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔ مسلم شریف میں امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری، حدیث مبارکہ بیان کرتے ہیں کہ: "**حدثنا محمد بن عبید اللہ بن نمیر قال اخبرنا محمد بن بشیر قال اخبرنا ھشام عن ابیہ عن عائشۃ ان رجلا اتی النبی**

125۔ محمد اعزاز علی، الاصباح علی نور الایضاح، ص104، مکتبہ رحمانیہ اقرأ سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
126۔ محمد صدیق احمد انواروی کانپوری، نشاط الارواح ترجمہ وحاشیہ نور الایضاح، ص79، مطبوعہ قرآن محل کراچی

ﷺفقال یارسول اللہﷺ ان امی افتلتت نفسها ولم توص واظنها لو تکلمت تصدقت افلها اجر ان تصدقت عنها, قال نعم"[127]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: یارسول اللہ ﷺ میری والدہ اچانک فوت ہو گئی ہیں۔ جس کی وجہ سے وصیت نہیں کر سکیں۔ میرا گمان ہے کہ اگر وہ بولتیں تو صدقہ کرتیں! اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا انہیں اجر ملے گا ؟آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اور امام مسلم نے مسلم شریف اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں حدیث مبارکہ نقل کی ہے کہ " **حدثنا یحی بن ایوب و قتیبة بن سعید و علی بن حجر قالوا اخبرنا اسماعیل و هو ابن جعفر عن العلاء عن ابیه عن ابی هریرة رضی الله تعالی عنه ان رجلا قال للنبی ﷺ ان ابی مات و ترک مالا و لم یوص فهل یکفر ان تصدق عنه قال نعم**[128]۔

---

[127]- مسلم ،امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری، المتوفی :162ھ، الصحیح مسلم شریف، باب وصول ثواب الصدقة عن المیت الیہ، ج:1 ص:324 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

بخاری، امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل المتوفی:256ھ صحیح بخاری، ج1 ص186 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

[128]- ابن خزیمہ ،امام محمد بن اسحاق المتوفی :311ھ، صحیح ابن خزیمہ ،جزء ثانی ،ص:1196 حدیث نمبر 2498 مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت

ابن قیم ،الجوزیہ ،الامام شمس الدین محمد بن ابی بکر بن ایوب الزرعی الدمشقی المتوفی: ص:164 المسئلہ السادسة عشر، الروح لابن قیم، مطبوعہ مکتبہ المتنبی :القاهرہ

ترجمہ:۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ میرے والد فوت ہوگئے انہوں نے مال چھوڑا ہے اور وصیت نہیں کی، اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا ان کے گناہوں کا کفارہ ادا ہو جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں!

علامہ نووی، شافعی، شرح صحیح مسلم میں لکھتے ہیں "**واجمع المسلمون على انه لا يجب على الوارث التصدق عن ميته صدقة التطوع بل هي مستحبة واما الحقوق المالية الثابتة على الميت فان كان له تركة وجب قضاؤها منها سواء اوصى بها الميت ام لا ويكون ذلک من رأس المال سواء ديون الله تعالى كالزكوة والحج والنذر والكفارة وبدل الصوم ونحو ذلک ودين الآدمي فان لم يكن للميت تركة لم يلزم الوارث قضاء دينه ولكن يستحب له ولغيره قضاءه** ۔[129]

مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ وارث پر میت کی طرف سے صدقہ کرنا واجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے۔ البتہ میت پر حقوق مالیہ ثابت ہوں اور اس نے مال چھوڑا ہو۔ تو ان حقوق کو ادا کرنا واجب ہے ۔خواہ میت نے ان کو ادا کرنے کی وصیت کی ہو یا نہ

مسلم امام ابو الحسین مسلم بن حجاج القشیری، الصحیح مسلم، باب وصول الصدقات الی المیت، ج2ص 41 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

[129]۔مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری، 261ھ الصحیح مسلم، ج2ص 41 باب وصول الصدقات الی المیت، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

۔میت کے مال سے اللہ تعالی کے قرض اور حقوق ادا کئے جائیں مثلاز کوۃ،حج ،نذر، کفارہ اور روزوں کا فدیہ اسی طرح لوگوں کے قرض ادا کئے جائیں۔اور اگر میت کا ترکہ نہ ہوتو ورثاء پر واجب نہیں ہے لیکن ورثاء اور دوسرے مسلمانوں کے لئے مستحب ہے کہ وہ اپنی طرف سے تبرعامیت کے حقوق مالیہ ادا کریں۔

اللہ رب العزت کے قرض کی ادائیگی :۔ احادیث مبارکہ کی روشنی میں یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوتی ہے کہ جس طرح مخلوق کے قرض کی ادائیگی ضروری ہے اسی طرح بلکہ اس سے کہیں زیادہ اللہ رب العزت کے قرض کی ادائیگی ضروری ہے۔ اور وہ قرض یہی ہے کہ نماز ،روزہ ،حج ،نذر وغیرہ چھوٹ گئے ہوں تو بعد میں ادائیگی نہایت ضروری ہے ۔اس سلسلے میں بطور تبرک حدیث مبارکہ ذکر کرنے کا شرف حاصل کرتے ہیں۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال جاء امرأۃ الی النبی ﷺ فقالت ان اختی ماتت وعلیھا صوم ،قال لو کان علیھا دین اکنت تقتضیہ؟قالت نعم قال فحق اللہ احق [130]

کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک عورت

---

[130]-دار قطنی،امام علی بن عمر،التوفی:385ھ،سنن دار قطنی،ج2ص195،مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

نے آکر کہا: میری بہن فوت ہو گئی اور اس پر روزے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ اگر اسی پر قرض ہوتا تو کیا تم ادا کرتیں؟ اس نے کہا: ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا قرض ادائیگی کا زیادہ حق دار ہے۔

اور بغیر وصیت کے صدقہ دینے کے بارے میں علامہ شامی قدس سرہ السامی نے اپنے رسائل میں لکھاہے کہ: "**والی انہ لولم یوص بفدائھا وتبرع وارثہ جازو لا خلاف انہ امر مستحسن یصل الیہ ثوابہ**"[131] کہ اگر میت نے فدیے کی ادائیگی کے لئے وصیت نہ کی ہو اور ورثاء تبرع ادیں تو جائز ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں کیونکہ یہ امر مستحسن ہے اور اسکا ثواب اسے پہنچتا ہے۔

یہاں تک تو بغیر وصیت کے فدیے کی ادائیگی کے لئے حیلہ کرنا، اور صدقات وخیرات کرنے پر بحث تھی۔ اب ہم اس پر بحث کرتے ہیں کہ اگر ورثاء کے پاس مال نہ ہو تو وہ کیا کریں **قرضہ لے کر حیلہ کرنا:۔**

اگر ولی کے پاس مال نہ ہو تو وہ قرضہ لے کر حیلہ کر دیں جس طرح کہ فقہاء کرام نے اپنی کتب میں اس مسئلے کو صراحتاً ذکر کیا ہے۔

131- ابن عابدین ،علامہ سید محمد امین شامی ،المتوفی :1252ھ ،رسائل ابن عابدین الرسالہ الثامنہ :ص2191 مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور

(i)صاحب فتاوی عالمگیری ملا نظام الدین لکھتے ہیں کہ:

"وان لم یترک مالا یستقرض ورثته نصف صاع ویدفع الی مسکین ثم یتصدق المسکین علی بعض ورثته-الخ"۔[132]

کہ اگر میت نے کوئی مال نہ چھوڑا ہو تو ورثاء نصف صاع قرضہ لے کر مسکین کو دیں پھر مسکین وہ مال بعض ورثاء پر صدقہ کرے۔الی آخرہ۔

اسی طرح کی عبارت صاحب بحرالرائق ،ابن نجیم نے بھی ذکر کی ہے[133] ۔

(ii)طحطاوی علی الدرالمختار میں مرقوم ہے کہ:

"قوله (یستقرض وارثه)أی علی سبیل التبرع لاالوجوب والاستقراض والوارث لیسا بقید حتی لو دفع من ماله او دفع غیر الوارث صح۔[134]کہ علامہ صاحب درمختار کا یہ قول "**یستقرض وارثه**"تبرعا (نفلا)ہے۔نہ کہ وجوب کے

---

[132]- ملا نظام الدین ،المتوفی :1161ھ فتاوی ھندیہ(عالمگیری)ج1،ص125 مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ طوغی روڈ کوئٹہ

[133]-ابن نجیم ،الشیخ زین الدین بن ابراھیم بن محمد المصری المتوفی970ھ ،البحرالرائق ج2ص160،باب قضاء الفوائت مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

[134]- طحطاوی ،علامہ احمد بن محمد ،المتوفی :1231ھ حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار ،باب قضاء الفوائت ،ص308،مطبوعہ ندارد

طریقہ پر اور قرض اور وارث مقید نہیں یہاں تک کہ (پہلی صورت میں) وارث اپنے مال سے دے تب بھی صحیح ہے (اور دوسری صورت میں) اگر غیر وارث دے تب بھی صحیح ہے۔

(iii) **علامہ طاہر بن عبد الرشید بخاری فتاوی میں لکھتے ہیں کہ:** "**وأن لم يترك مالا يستقرض ورثته نصف صاع**"[135]۔

کہ اگر میت کوئی مال نہ رکھتی ہو تو ورثاء نصف صاع قرضہ لے (کر حیلہ کریں)

(iv) **شیخ شلبی لکھتے ہیں کہ:** "**رجل مات وقد فاته صلاة عشرة أشهر ولم يترك مالا استقرض وارثه نصف صاع بر**" (کہ جب) کوئی آدمی فوت ہو اور اس کی دس مہینوں کی نمازیں فوت ہو چکی ہوں اور وہ مال نہ رکھتا ہو تو ورثاء نصف صاع گندم لے کر (حیلہ کرے)[136]

---

[135]۔ طاہر بن عبد الرشید بخاری، خلاصۃ الفتاوی، باب قضاء الفوائت ج1 ص:192، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ

[136]۔ شلبی، علامہ شہاب الدین احمد، حاشیہ شلبی علی تبیین الحقائق، ج1 ص338 مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

(v) **علامہ خراسانی لکھتے ہیں کہ :** "**وان لم یملک شیئا استقرض وارثه**"[137]۔

"کہ اگر میت کوئی چیز (مال واسباب) نہ رکھتی ہو تو ورثاء قرضہ لیں"۔

فقیر یا وصی کے ہاتھ میں تھیلی کے باقی رہنے سے احتراز:۔

علامہ شامی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں کہ : "**ویجب الاحتراز من بقاء الصرة بید الفقیر او الوصی بل کل مرة یصیر استلامها لکل منها لیتم الدفع و الهبة بالقبض و التسلیم فی کل مرة**"[138]

"اسی طرح تھیلی کا فقیر یا وصی کے ہاتھ میں باقی رہنے سے احتراز کیا جائے بلکہ ہر مرتبہ ان میں سے ہر ایک (فقیر، وصی) اس تھیلی کو ہاتھ لگائے تاکہ دفع اور ہبہ، قبضہ اور تسلیم کے ساتھ ہر دفعہ مکمل ہو جائے"

اور یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ فقیر کو مال دیتے ہوئے یہ نیت کرنی چاہئے کہ میں فقیر کو حقیقتاً اس مال کا مالک بناتا ہوں جس طرح کہ علامہ شامی نے اسی کی تصریح کی ہے فرماتے ہیں:

---

[137]- خراسانی، امام شمس الدین محمد، المتوفی: 962ھ، جامع الرموز، ج1، ص370۔ کتاب الصوم فصل موجب الافساد، مطبوعہ ایچ، ایم سعید کمپنی کراچی

[138]- ابن عابدین، علامہ سید محمد امین، شامی :المتوفی 1252ھ رسائل ابن عابدین، الرسالہ الثامنہ، ص:225، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور

"ویجب الاحتراز من ان یلاحظ الوصی عند دفع الصرۃ للفقیر الھزل او الحیلۃ بل یجب ان یدفعھا عازما علی تملیکھا منہ حقیقۃ لا تحیلا ملاحظا ان الفقیر اذا ابی عن ھبتھا الی الوصی کان لہ ذلک ولا یجبر علی الھبۃ "[139]

"تھیلی کو فقیر کے حوالے کرتے وقت اس بات سے بچنا ضروری ہے کہ فقیر کی کمزوری یا حیلہ کو ذہن میں رکھے بلکہ فقیر کو اس ارادے کے ساتھ مالک بنانا کہ وہ اس مال کا حقیقتا مالک ہے نہ کہ بطور حیلہ، یہ دیکھتے ہوئے کہ اگر فقیر اس ہبہ سے انکار کرے وصی کی طرف تو وہ مال اس فقیر کا ہو اور اس کے ہبہ پر جبر نہیں کیا جائے گا۔

دائرہ کے لئے وکیل بنانا:۔دائرہ میں وکیل بنانا بھی جائز ہے۔وکیل احناف علامہ شامی رحمہ الباری لکھتے ہیں کہ **"نعم اذا کان الولی جاھلا فلا بد حینئذ من وکیل من یدرک ذلک کلہ من اھل العلم والصلاح علی الوجھہ الذی ذکرناہ والذی نذکرہ بل یتعین ذلک الوکیل یسقط عما فی ذمۃ المیت ویتخلص من العھدۃ ان شاء اللہ تعالی "**[140]

---

[139]- ابن عابدین ،علامہ سید محمد امین ،شامی :المتوفی1252ھ رسائل ابن عابدین ،الرسالہ ثامنہ ،ص:225، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور

[140]- ابن عابدین ،علامہ سید محمد امین ،شامی :المتوفی1252ھ رسائل ابن عابدین ،الرسالہ ثامنہ ،ص:222، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور

کہ جب ولی (حیلہ کے احکام سے) جاہل ہو تو اس کے لئے ایک ایسے وکیل کا ہونا ضروری ہے جو علماء میں سے ہو اور ان تمام کو اس طرح جانتا ہو جس طرح ہم نے ذکر کیا اور ذکر کریں گے بلکہ یہ وکیل میت کے ذمہ جو کچھ ہے اس کو ساقط کرنے اور عہدہ سے بری الذمہ ہونے کے لئے متعین ہو جائے گا۔ (ان شاءاللہ تعالی)

قبل از دفن حیلہ کرنا:۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا حیلہ اسقاط قبل از دفن کرنا چاہئے یا بعد میں ؟ آیئے دیکھتے ہیں کہ اس بارے شمس الدین خراسانی کیا لکھتے ہیں: آپ جامع الرموز میں لکھتے ہیں کہ: **"وینبغی ان یفدی قبل الدفن وان جاز بعدہ"**[141]

کہ چاہئے تو یہ کہ قبل از دفن فدیہ دے اگرچہ بعد میں بھی دینا جائز ہے۔ اور علامہ شامی علیہ الرحمۃ بھی اپنے رسائل میں یہی فرماتے ہیں کہ: **وینبغی ان یفدی قبل الدفن وان جاز بعدہ کما فی القهستانی۔**[142]

---

[141]- خراسانی، علامہ شمس الدین، التوفی: 962، جامع الرموز ج 1، ص: 370 کتاب الصوم فصل موجب الافساد، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

[142]- ابن عابدین، علامہ سید محمد امین، شامی: التوفی 1252ھ رسائل ابن عابدین، الرسالہ الثامنہ، ص: 219، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور

''کہ چاہئے کہ قبل از دفن فدیہ دے اگرچہ بعد میں بھی جائز ہے جس طرح قہستانی میں مذکور ہے''۔

اعتراض:۔اگر کوئی کہے کہ حیلہ کرنے سے چونکہ دفن میں تاخیر ہوتی ہے اور تاخیر ٹھیک نہیں اس لئے حیلہ اسقاط کو چھوڑ دینا چاہئے؟

القول الصواب:۔ سرکار دوعالم ﷺ نے میت کو جلد دفن کرنے کا جو حکم دیا ہے اس کی تعمیل میں درحقیقت ایسی تاخیر جائز ہے جو مناسب اور بے عذر ہو یعنی اگر کوئی معقول وجہ یا عذر ہے تو پھر تاخیر ممنوع نہیں، نماز جنازہ ادا ہو چکی ہے۔ لیکن ابھی قبر تیار نہیں ہوئی تو اب قبر کی تیاری تک بہر حال میت کو ٹھہرانا پڑے گا۔اور واجبات کے اسقاط کی وجہ سے تو دفن میں تاخیر کرنا واجب ہے کیا آپ نہیں دیکھتے کہ سرکار دوعالم ﷺ نے اس شخص کا جنازہ مؤخر کیا تھا جس پر قرض تھا، یہاں تک کہ ایک شخص اس کا کفیل ہو گیا۔تب آپ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں:

''وروی عن علی رضی الله عنه قال كان رسول الله ﷺ اذا أتى بالجنازة لم يسأل عن شیٔ من عمل الرجل ويسأل عن دينه فان قيل عليه دين كف عن الصلاة عليه، وان قيل ليس عليه دين صلى عليه، فاتى بجنازة فلما قام ليكبر سأل رسول

اللهﷺهل علی صاحبکم دین؟قالوا دینار ان فعدل عنه رسول اللهﷺوقال صلوا علی صاحبکم ،فقال علی رضی الله عنه هما علی یارسول اللهﷺبری منهما ،فتقدم رسول اللهﷺ،فصلی علیه ،ثم قال لعلی بن ابی طالب جزاک الله خیرا فک الله رهانک کمافککت رهان اخیک ،انه لیس من میت یموت وعلیه دین الا وهو مرتهن بدینه ومن فک رهان میت فک الله رهانه یوم القیامة فقال بعضهم هذا لعلی خاصة ام للمسلمین عامة؟قال بل للمسلمین عام ،رواه الدار قطنی۔[143]

کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک جنازہ لایا گیاتو آپ ﷺ نے اس آدمی کے عمل کے بارے میں دریافت نہ فرمایا بلکہ قرض کے بارے میں پوچھا۔اگرکوئی کہتا کہ اس (میت)پر قرض ہے تو آپ ﷺ اس (میت)پر جنازہ نہ پڑھاتے اوراگر کہتا کہ اس پر قرض نہیں تو اس (میت)پر جنازہ پڑھاتے۔ایک مرتبہ جب ایک جنازہ کولایا گیاتو جب آپ ﷺ اس پر نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے تاکہ تکبیر پڑھے۔تو رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیاتم میں سے کسی کا اس (میت)پر قرض ہے ؟تو عرض کرنے لگے کہ دو دینار تھے ،تورسول اللہ ﷺ پیچھے ہٹے او ر فرمایا:اپنے ساتھی پر نماز پڑھو تو(اس

143- المنذری ،حافظ ذکی الدین ،عبدالعظیم بن عبدالقوی ،المتوفی :665ھ،الترغیب والترہیب ،ج2ص:606،607، باب اَن ینوی الوفاء والمبادرۃ الی قضاء دین المیت مطبوعہ : شرکۃ مصطفی البابی الحلبی واولادہ بمصر

دوران)حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کے قرض کی ادائیگی میں کروں گا یہ اس قرض سے بری ہے۔ تورسول اللہ ﷺ آگے تشریف لائے اور اس (میت)پر نماز جنازہ پڑھائی۔ توسرکاردوعالم ﷺ نے حضرت علی بن ابی طالب سے فرمایا :اللہ تعالی تمہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔اللہ رب العزت نے تمہیں عذاب سے آزاد کیا۔ جس طرح کہ تم نے اپنے بھائی کو عذاب سے بچایا۔ نہیں مرتا کوئی مرنے والا جبکہ اس پر دین ہو مگر وہ اس دین کی وجہ سے گروی ہوتا ہے (آگ میں محبوس رہتاہے)اور جو کسی مردے کو اس سے خلاصی وچھٹکارادلائے بروز قیامت اللہ رب العزت اس کو (تمام مصائب) سے چھٹکارادلائے گا۔ تو بعض نے عرض کی کہ یہ صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے خاص ہے یا تمام مسلمانوں کے لئے تو فرمایا کہ یہ عام مسلمانوں کے لئے ہے۔

اور امام ابوعیسی ترمذی نے اپنی صحیح میں ایک حدیث پاک نقل کی ہے کہ : "**عن ابی هريرة ان رسول الله ﷺ كان يوتى بالرجل المتوفى عليه الدين فيقول هل ترک لدينه من قضاء فان حدث انه ترک وفاء صلی عليه و الا قال للمسلمين صلوا على صاحبكم فلما فتح الله عليه الفتوح قام فقال انا اولى بالمؤمنين من**

أنفسهم فمن توفي من المؤمنين وترک دينا فعلي قضاءه ومن ترک مالا فهو لورثته قال ابو عيسى هذا حديث حسن صحيح[144]۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں اگر ایسا شخص لایا جاتا جو قرض چھوڑ کر مر جاتا تو آپ ﷺ پوچھتے کیا اس نے ادائیگی کے لئے کچھ چھوڑا ہے ؟ اگر کہا جاتا: جی ہاں! اس نے چھوڑا ہے تو آپ ﷺ اس کی نماز جنازہ پڑھتے ورنہ صحابہ کرام سے فرماتے اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھو۔ جب اللہ تعالی نے آپ ﷺ پر فتوحات کے دروازے کھول دیئے تو آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا: میں مسلمانوں پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھتا ہوں لہذا جو مسلمان قرض چھوڑ کر فوت ہو جائے اس کی ادائیگی میرے ذمہ ہے اور اگر مال چھوڑ کر فوت ہو جائے تو اس کے ورثاء کے لئے ہے۔ (امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے) پہلی حدیث مبارکہ کا یہ حکم کہ مقروض پر نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی یہ تو دوسری حدیث سے منسوخ ہے لیکن تاخیر کے لئے کوئی ناسخ ثابت نہیں ہے پس تاخیر جائز ہو گی۔ تو ان احادیث مبارکہ کی روشنی میں جب حق واجب کیلئے نمازہ جنازہ کو موخر کیا جاسکتا ہے تو دفن کو کیوں مؤخر نہیں کیا جاسکتا؟ اور حق عبد کی ادائیگی کے لئے جب جنازے کو

[144]- الترمذی، امام ابو عیسی محمد بن عیسی التوفی: 279ھ، الجامع الترمذی، ابواب الجنائز ج 1 ص: 331 مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور ابن ماجہ، ص 173، پر بھی عبد اللہ بن قتادہ سے یہی روایت موجود ہے

مؤخر کیا جاسکتا ہے تو حق رب کی ادائیگی کے لئے کیوں مؤخر نہیں کیا جاسکتا۔اور ان احادیث مبارکہ سے یہ بھی واضح ہوا کہ دوسرے کے عمل کا ثواب میت کو پہنچتا ہے کیونکہ میت خود تو قرض ادا نہیں کر رہی بلکہ اس کی طرف سے ادا کیا جارہا ہے۔دوسرا یہ کہ پہلی حدیث سے اس بات کا بھی ثبوت ملتا ہے کہ میت کی طرف سے ادا کرنے والے کو بھی پورا پورا اجر ملے گا۔

اور قبل از دفن حیلہ کرنے کا فائدہ یہ بھی ہے کہ چونکہ دفن کرنے کے بعد قبر میں حساب وکتاب شروع ہو جاتا ہے اور اس کے ذمے چونکہ کفارات،فدیے ہوتے ہیں اس لئے حساب وکتاب میں آسانی کے لئے قبل از دفن حیلہ کرنا نہایت ہی اولی ہے۔

اسباب حیلہ کے ساتھ قرآن مجید رکھنا:۔

مال واسباب حیلہ کے ساتھ قرآن مجید رکھنا اس سے مراد ہمارا توسل ہے۔جبکہ فدیہ میں دینا مقصود نہ ہو۔لیکن اگر فدیہ میں دینا مقصود ہو برابر ہے کہ روپوں کے ساتھ دور کیا جائے یا روپوں کے بغیر جائز ہے۔بعض دیہاتوں میں یہ طریقہ مروج ہے کہ میت کی فوت شدہ نمازوں اور دیگر حقوق مالیہ کا حساب کئے بغیر چند آدمی بیٹھ کر ایک قرآن شریف اور چند روپوں کا آپس میں دور کرتے ہیں۔اس سے تمام نمازوں اور دیگر مالی

حقوق کا فدیہ ادا نہیں ہوتا، بلکہ قرآن شریف کا ہدیہ اور دوسرے روپوں کا جتنی بار دور کیا جاتا ہے اس کے حساب سے فقط اتنی نمازوں کا فدیہ ادا ہو جائے گا۔

دوران قرآن جائز ہے:

بعض مقامات پر حیلہ کے اسباب کے ساتھ دوران قرآن بھی کیا جاتا ہے یہ جائز ہے۔ ذیل کی سطور میں دلائل ذکر کرتے ہیں۔

معلوم ہونا چاہئے کہ ہم نے پچھلی سطور میں بھی یہ ذکر کیا تھا کہ قرآن مجید کی قیمت کا اعتبار کیا جاتا ہے کیونکہ کاغذ وطباعت کے لحاظ سے یہ مال متقوم ہے۔مثال یوں سمجھ لیجئے کہ زید کا بکر پر 1000 روپے قرضہ ہے۔اب زید بکر سے قرضہ مانگ رہا ہے اور زید کے پاس ایک قرآن مجید جس کا ہدیہ 1000 ہے کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ بکر نے اس قرضے کے بدلے قرآن مجید دیا۔تو کیا اس کا قرض ادا ہوا یا نہیں ؟یقیناً قرض ادا ہو گیا۔اسی طرح قرآن کا دوران اگر کیا جائے تو اس کی قیمت جتنا فدیہ اور جتنی بار دور کیا جائے اس قیمت جتنا ادا ہو جائے گا۔اس میں اہانت نہ موجود ہوتی ہے نہ مقصود۔اسی بارے میں شیخ الحدیث ومفتی جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک، مفتی فرید صاحب اپنے فتاوی فریدیہ المعروف فتاوی دیوبند پاکستان میں رقم طراز ہیں کہ ''چونکہ قرآن یعنی مصحف بھی مال متقوم ہے لہٰذا اس کی خرید وفروخت اور اس کا تصدق وہبہ تمام کے تمام جائز ہیں ۔نہ ان امور میں اہانت موجود ہے اور نہ اہانت کسی کا مقصود ہوتا ہے۔لہٰذا قرآن یعنی

مصحف کے ذریعہ سے اسقاط کرنا منع نہیں ہے جیسا کہ اس کا رکھنا (مال اسقاط میں) ضروری نہیں ہے فقط۔[145]

اسی فتاوی فریدیہ کے حاشیہ پر اس فتاوی کے مرتب مفتی عبدالوہاب منگلوری لکھتے ہیں کہ "نفس دوران اجزائے قرآن بھی بعض روایات سے ثابت ہے اور مقصود اس سے توسل بالمصحف ہوتاہے اور توسل بالمصحف ثابت ہے **"قال علیہ الصلوۃ والسلام اللھم ارحمنی بالقرآن العظیم"**۔اور جس طرح فتاوی سمرقند میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے دوران اجزائے قرآن ثابت ہے۔تو اسی طرح واقدی نے فتوح الشام میں بھی ذکر کیاہے۔

فقال اخبرہ ابو عاصم عن ابن جریج عن ابن شھاب عن ابی سلمۃ عن ابی موسی قال فعل عمر رضی اللہ عنہ ای دوران اجزاء القرآن۔[146]

کہ ابی موسی سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ دوران اجزاء قرآن کیا کرتے تھے۔

---

[145]- مفتی محمد فرید،دیوبندی،فتاوی فریدیہ،ج2ص:611،باب قضاء الفوائت مطبوعہ اشاعت کنندہ،حافظ حسین احمد صدیقی دار العلوم صدیقیہ زوربی ضلع صوابی

[146]- شیخ الحدیث مفتی محمد فرید دیوبندی،فتاوی فریدیہ،ج2،ص611 باب قضاء الفوائت مطبوعہ اشاعت کنندہ حافظ حسین احمد صدیقی،دار العلوم صدیقیہ زروبی،ضلع صوابی

یہ تو تھا فتاوی فریدیہ کا حاشیہ جس میں مرتب مفتی عبدالوہاب منگلوری مدرس دار العلوم صدیقیہ زروبی نے مزید اس مسئلہ پر تاکید کی ہے اور دلائل دیئے ہیں۔اللہ تعالی انہیں بھی توفیق دے۔اور علامہ داجوی دیوبندی نے بھی مایہ ناز کتاب البصائر لمنکر التوسل باھل المقابر، پر بھی بعینہ یہی عبارت نقل فرمائی ہے۔[147]

یاد رہے کہ علامہ داجوی مفتی فرید صاحب کے نزدیک بھی مقبول ہے۔ لیکن یہاں پر یہ بھی ملحوظ رہے کہ قرآن مجید کے دور کا انحصار اس روایت پر نہیں بلکہ اس پر ہے کہ قرآن مجید مال متقوم ہے جیسے کہ بیان کیا جاچکا ہے۔منصف کے لئے ایک حرف بھی کافی ہے اور معاند کے لئے دفاتر بھی بے سود ہیں۔

دوران قرآن فتاوی فریدیہ میں :

مملوک قرآن مجید سے حیلہ اسقاط کرنا فتاوی فریدیہ میں مرقوم ہے کہ : کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ میت کے جنازہ کے بعد جو حیلہ اسقاط کیا جاتا ہے اس میں قرآن مجید کو دائرہ میں پھیرنا جائز ہے یا نہیں؟ (المستفتی،تاج محمد ہری پوری)

---

[147]-الداجوی، حمد اللہ، دیوبندی، البصائر، ص:138 مطبوعہ ایشک کتابوی استنبول ترکی

الجواب:۔اگر یہ مصحف مملوک ہو موقوف نہ ہو تو اس کا تملیک اور تملک جائز ہے لہٰذا اس سے حیلہ اسقاط کرنا فی نفسہ جائز ہے۔**لکونہ مالا وھو الموفق۔**[148]

اب اس بارے میں علماء کے نظریات رقم کر رہے ہیں تاکہ مسئلہ سمجھنے میں مزید آسانی ہو۔

علامہ حمداللہ داجوی (فاضل مظاہر العلوم سہارنپور انڈیا) کا نظریہ:۔

آپ لکھتے ہیں کہ: **أن المقصود من وضع المصحف التوسل بالمصحف والنجدیۃینکرون عن التوسل بغیر الاعمال الصالحۃوقدثبت التوسل بالقرآن العظیم قال علیہ الصلوۃ والسلام اللھم ارحمنی بالقرآن العظیم۔**[149] کہ قرآن مجید رکھنے سے ہمارا مقصود توسل ہے جبکہ نجدی اعمال صالحہ کے علاوہ توسل کے منکر ہیں ۔ اور قرآن مجید کے ساتھ وسیلہ پکڑنا ثابت ہے ۔جس طرح کہ سرکار دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:''**اللھم ارحمنی بالقرآن العظیم**''۔کہ اے اللہ !قرآن مجید کے وسیلے سے مجھ پر رحم فرما۔

148۔مفتی محمد فرید، فتاوی فریدیہ، ج ۱ کتاب السنۃ والبدعۃ ص 321، مطبوعہ حافظ حسین احمد صدیقی دار العلوم صدیقیہ زروبی ضلع صوابی

149- الداجوی، حمداللہ دیوبندی، البصائر المنکر التوسل باھل المقابر، ص: 203 مطبوعہ، مکتبہ ایشک استنبول ترکی

قرآن مجید کو بطور فدیہ دینا:۔

دوسرا یہ کہ اگر قرآن مجید کو بطور فدیہ حیلہ میں شامل کرنا مقصود ہو تو جتنا قرآن کریم کا ہدیہ ہے اتنا ہی ادا ہو جائے گا۔ کیونکہ قرآن مجید بھی تو کاغذ وطباعت کے لحاظ سے مال متقوم ہے اور جب دیگر صدقات، گندم، جو، نقد مال دینے سے ان کی مغفرت اور اس مال کی قبولیت کی امید کی جاسکتی ہے تو قرآن مجید دینے سے یہ امید کیوں نہیں کی جاسکتی جبکہ قرآن مجید تو "شفاء ورحمة للمؤمنين" ہے۔

صاحب فتاوی رضویہ کا نظریہ:۔

اس بارے میں امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ایک مستفتی کا جواب دیتے ہوئے اپنے فتاوی میں ارشاد فرماتے ہیں کہ "یہ جو عوام میں رائج ہے کہ سارے فدیہ کے عوض ایک قرآن دے دیا۔ کہ وہ تو بے بہا ہے یوں ادا نہیں ہوتا۔ قرآن مجید بے شک بے بہا ہے۔ مگر جو بے بہا ہے یعنی کلام الٰہی کہ ورقوں میں لکھا ہے وہ مال نہیں

،نہ وہ دینے کی چیز ہے۔ تو جو مال ہے یعنی کاغذ اور پٹھے اس کی قیمت معتبر ہو گی اور وہ جب مقدار فدیہ کو نہ پہنچے فدیہ کیونکر ادا ہو گا۔[150]

صاحب بہار شریعت کا نظریہ:۔

قرآن مجید کو فدیہ میں دینے پر مصنف بہار شریعت صدر الشریعۃ مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ : بعض ناواقف یوں فدیہ دیتے ہیں کہ نمازوں کے فدیہ کی قیمت لگا کر سب کے بدلے میں قرآن مجید دے دیتے ہیں۔اس طرح کل فدیہ ادا نہیں ہوتا یہ محض بے اصل بات ہے ۔بلکہ صرف اتنا ہی ادا ہو گا جس کی قیمت کا مصحف شریف ہے۔[151]

اور اگر یہ حرام یا بدعت ہو تو اس کے لئے کسی دلیل کی ضرورت ہونی چاہئے دلیل نہ ہو تو ایسا دعوی باطل ہے جس طرح کہ نور الانوار میں ہے: **والاحتجاج بلادلیل باطل وعندالجمهور لیس بحجة اصلا لا فی النفی ولا فی الاثبات لقوله تعالی (وقالوا لن یدخل الجنة الامن کان هودا او نصاری تلک امانیهم قل هاتوا برهانکم ان**

---

[150]- امام احمد رضا البریلوی ،التوفی :1340ھ ،فتاوی رضویہ ،ج8،ص:168مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور پاکستان

[151]- امجد علی اعظمی،التوفی1376ھ،بہار شریعت،ج1ص:258باب قضاء نماز کا بیان،مطبوعہ ضیاءالقرآن پبلی کیشنز لاہور

کنتم صادقین) امر النبی ﷺ بطلب الحجۃ و البرھان علی النفی و الاثبات۔[152]
بغیر دلیل کے کسی چیز کی نفی کرنے کا دعوی باطل ہے۔یعنی اگر کوئی یہ کہے کہ یہ حکم ثابت نہیں ہے کیونکہ دلیل نہیں اس قسم کی بات کرنی باطل ہے۔اور جمہور کے نزدیک بالکل حجت نہیں ہے نہ اثبات میں اور نہ نفی میں جس طرح اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ یہود اور نصاری نے کہا کہ جنت میں صرف یہود یا نصاری داخل ہوں گے یہ ان کے خواہشات میں اے محمد ﷺ! ان دونوں فریقوں سے اپنے اپنے دعوؤں نفی اور اثبات پر دلیل طلب کریں تو گویا یہ اللہ کا حکم ہوا کہ کوئی بھی کسی قسم کا دعوی کرے تو دلیل پیش کرے۔تو اس آیت کی رو سے معترض صاحب کو چاہئے کہ وہ تدویر قرآن کو بدعت قبیحہ کہنے پر دلیل پیش کرے اور بلا دلیل احتجاج باطل ہے۔

جنازہ کے ساتھ غلہ لے کر جانا اور تقسیم کرنا:۔

یہ ہمارا موضوع بحث نہیں لیکن چونکہ غلہ چند طرح پر جنازہ کے ساتھ لے کر جاتے ہیں ۔اول تو یہ کہ جنازہ کے ساتھ غلہ وغیرہ اس لئے لے کر جاتے ہیں کہ وہاں دائرہ اسقاط میں اسی پر حیلہ کیا جاتا ہے۔یہ فقہاء کی کتب میں مذکور ہے ۔اور یہ جائز اور صحیح ہے ۔دوسرا یہ کہ میت کے پیچھے صدقہ وایصال ثواب کے طور پر اسے تقسیم کیا جاتا ہے۔اور یہ بھی جائز ہے کیونکہ احادیث و آثار اور کتب اسلاف سے یہ بات ثابت ہے کہ میت کے

---

[152]-ملا جیون، شیخ احمد ابن ابی سعید بن عبید اللہ الحنفی الصدیقی، نور الانوار مبحث القیاس، ص 241،240، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

فوت ہونے سے لے کر سات دن تک صدقہ کرنا چاہئے۔ ہمارے بلاد میں غلہ یا اس کے علاوہ گڑ وغیرہ بھی لے کر جاتے ہیں اس سے بھی ایصال ثواب مراد ہے۔ میت کے پہلی رات صدقہ کرنے پر احادیث دلالت کرتی ہیں ملاحظہ کیجئے: **وعن عاصم بن کلیب عن ابیه عن رجل من الانصار قال خرجنا مع رسول اللهﷺ فی جنازة فرأیت رسول اللهﷺ وهو علی القبر یوصی الحافر یقول اوسع من قبل رجلیه اوسع من قبل رأسه فلما رجع استقبله داعی امرأته فأجاب ونحن معه فجئی بالطعام فوضع یده ثم وضع القوم فاکلوا فنظرنا الی رسول اللهﷺ یلوک لقمته فی فیه ثم قال اجد لحم شاة اخذت بغیر اذن اهلها فارسلت المرأة تقول یارسول الله انی ارسلت الی النقیع وهو موضع یباع فیه الغنم لیشتری لی شاة فلم توجد فارسلت الی جاز لی قد اشتری شاة ان یرسل بها انی بثمنها فلم یوجد فارسلت الی امرأته فارسلت الی بها فقال رسول اللهﷺ اطعمی هذا الطعام الاسری ،رواه ابوداؤد والبهیقی فی دلائل النبوة۔**[153]

حضرت عاصم بن کلیب اپنے والد سے اور وہ ایک انصاری سے روایت بیان فرماتے ہیں کہ ایک بار ہم لوگ حضور ﷺ کے ساتھ ایک جنازہ کی نماز کو گئے تو حضور ﷺ قبر کے پاس بیٹھ گئے اور گورکن کو ہدایت فرمانے لگے کہ قبر کو سر اور پائنتی کی طرف سے اور کشادہ کرو۔ جب آپ ﷺ واپس تشریف لائے تو مرحوم کی بیوی کی طرف سے ایک شخص آپ کی دعوت کرنے کو حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے دعوت قبول فرمالی اور ہم

---

[153]- الخطیب العمری ،علامہ ولی الدین محمد بن عبداللہ ،المتوفی :742ھ مشکوۃ المصابیح ،باب الکرامات ص:544، مطبوعہ، مکتبہ امدادیہ ملتان پاکستان

سبھی کھانا کھانے گئے۔ جب کھانا سامنے لایا گیا تو حضور ﷺ نے کھانے کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ دوسروں نے بھی شروع کیا۔ ناگہاں سب نے دیکھا کہ آپ لقمہ منہ کے اندر ہی اندر چبا رہے ہیں نگلتے نہیں۔

پھر حضور ﷺ نے فرمایا: یہ بکری بغیر مالک کے اذن کے ذبح کی گئی ہے یہ سن کر مالکہ نے عرض کہلوا بھیجی کہ یا حضرت! منڈی سے بکری خریدنے کے لئے بھیجا تھا لیکن وہاں سے بکری نہ مل سکی تو اپنے ہمسایہ سے کہلوایا کہ جو بکری تم نے خریدی ہے اصل قیمت پر ہمیں دے دو لیکن وہ بھی گھر نہیں تھا پھر اس کی بیوی کو کہلوا بھیجا تو وہ بکری اس نے میرے پاس بھیج دی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: کہ یہ کھانا قیدیوں کو کھلا دو۔

حدیث مبارکہ سے چند مسائل کا اثبات:۔

پہلا مسئلہ تو یہ ثابت ہوا کہ سرکار دوعالم ﷺ کو علم غیب ہے کہ آپ ﷺ کو علم تھا کہ یہ بکری بغیر مالک کے ذبح کی گئی ہے اور بتانے پر واقعی ایسا ہی تھا۔ دوسرا مسئلہ یہ کہ سرکار دوعالم ﷺ کا جنازہ کے بعد آکر میت کے گھر کھانا تناول فرمانا اس بات کا ثبوت ہے کہ میت کے پہلے دن ہی صدقہ کرنا، ایصال ثواب کرنا جائز ہے۔ اس میں قبل از دفن اور بعد از دفن کی کوئی قید نہیں مقصود ایصال ثواب ہے۔ اس سے ہمارا مسئلہ بھی واضح ہوا کہ جنازہ کے ساتھ غلہ، مٹھائی وغیرہ لے کر جانا اس سے بھی ہمارا

مقصود ایصال ثواب ہے۔ اگر ناجائز ہوتا تو سرکار دوعالم ﷺ اس عورت کے گھر کھانا تناول نہ فرماتے۔ لیکن تناول فرمانا جواز پر دلیل ہے۔

جلال الدین سیوطی کا نظریہ :

امام جلال الدین سیوطی، شرح الصدور میں رقم طراز ہیں کہ

"وأخرج الامام احمد فی الزھد وأبو نعیم فی الحلیة عن طاؤس قال ان الموتی یفتنون فی قبورھم سبعا فکانوا یستحبون ان یطعم عنھم تلک الایام" ۔[154]

حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بے شک مردے اپنی قبروں میں سات دن تک آزمائش میں ڈالے جاتے ہیں سو وہ (ان دنوں میں) مردوں کی طرف سے کھانا کھلانے مستحب سمجھتے تھے۔

جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے اس بیان سے یہ واضح ہوا کہ پہلے دن سے لے کر ساتویں روز تک میت کی طرف سے کھانا کھلانے کا یہ عمل موجودہ دور کی ایجاد نہیں بلکہ تابعین میں بھی اس کا اہتمام ہوتا تھا۔

---

[154]-السیوطی، الامام جلال الدین المتوفی: 911ھ، شرح الصدور، ص: 57، باب فتنۃ القبر وسؤال۔۔۔ مطبوعہ دار احیاء الکتب العربیہ بمصر سن اشاعت 1380ھ

حاصل کلام یہ ہے کہ میت کی طرف سے کھاناخواہ قبل از دفن ہو یابعد از دفن جائز وروا ہے۔

قبل از دفن میں ایک فائدہ یہ ہے کہ میت کے حساب و کتاب میں آسانی ہو اس لئے عوام اہل سنت جنازے کے ساتھ ہی غلہ، گڑ وغیرہ بطور ایصال ثواب لے کر جاتے ہیں، دوسری وجہ یہ ہے کہ جنازے میں چونکہ فقراء کا جم غفیر ہوتا ہے اس لئے اس اجتماع میں ایصال ثواب کا اہتمام ضروری ہے۔

مفتی و شیخ الحدیث جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک کا فتوی:۔

مفتی فرید صاحب اس مسئلے کے بارے میں رقم طراز ہیں کہ "باقاعدہ اسقاط یا حیلہ اسقاط کے لئے اجناس وغیرھا کا قبرستان لے جانا اور وہاں تقسیم کرنا نہ مطلوب شرعی ہے اور نہ ممنوع شرعی ہے جبکہ مفاسد سے خالی ہو اور جب مصالح پر مشتمل ہو مثلا مصارف پر باعزت طور سے تقسیم میں آسانی ہو تو بطریق اولی ممنوع نہ ہو گا۔لانہ اھون **من الذهاب الی ارباب الاموال لحصول الاموال منهم للمدارس وغيرها لنحلوه عن صورة السوال ۔وهو الموفق۔**[155] ہمارے ہاں بعد از جنازہ مصارف

[155]۔مفتی فرید، فتاوی فریدیہ، ج2ص:617، باب قضاء الفوائت، مطبوعہ اشاعت کنندہ مولانا حافظ حسین احمد صدیقی، دار العلوم صدیقیہ زروبی، ضلع صوابی

باعزت طریقے سے تقسیم ہوتے ہیں اس میں کوئی مفاسد والی بات نہیں ہوتی بلکہ مصالح پر مشتمل ہوتے ہیں۔ کیونکہ جنازہ میں ہی جم غفیر ہوتا ہے بعد میں اتنے زیادہ فقراء کا جمع ہونا محال ہوتا ہے۔ اس لئے جنازے کے ساتھ غلہ وغیرہ بتاشے لے کر جانا اور تقسیم کرنا بطریق اولی ممنوع نہ ہوگا۔

اور علامہ سید علی زادہ ،شرح شرعۃ الاسلام میں رقم طراز ہیں:

والسنۃ ان یتصدق ولی المیت لہ قبل مضی اللیلۃ الاولی بشیٔ مما تیسر لہ فان لم یجد شیئا فلیصل رکعتین[156]۔

کہ سنت یہ ہے کہ میت کا ولی میت کے لئے پہلی رات گزرنے سے قبل اس چیز کا صدقہ کرے جو اس کے لئے آسان ہو اگر کوئی چیز نہ پائے تو دو رکعت نماز پڑھے۔ ان تمام عبارات کا خلاصہ یہ ہے کہ میت کے پیچھے ایصال ثواب کرنا صدقہ وخیرات کرنا ، قبل از دفن اور بعد از دفن ، جنازہ کے بعد اور جس وقت بھی چاہیں جس چیز کے ساتھ خواہ مٹھائی ہو ، غلہ ہو بتاشے ہوں ، کھانا ہو ، گڑ ہو جس میں اس کے لئے آسانی ہو صدقہ کرنا جائز ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ معمولات اہل سنت ثابت الاصل اور کتب اسلاف سے ثابت شدہ ہیں۔ اور اکثر طور پر میٹھی چیز اہل سنت والجماعت صدقہ کرتے

[156]- سید علی زادہ، علامہ، شرح شرعۃ الاسلام، ص: 568، مطبوعہ اقدام بدار الخلافۃ العلیۃ 1324ھ

ہیں۔ مثلا، گڑ، بتاشے، شیرینی، حلوہ وغیرہ تو اس کا بھی حدیث سے ثبوت موجود ہے جس طرح کہ ترمذی شریف اور ابن ماجہ میں ہے " : **عن عائشة رضی الله عنها قالت کان رسول اللهﷺ يحب الحلوا و العسل**" کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حلوا اور شہد کو محبوب رکھتے تھے [157]۔

اس لئے اہل سنت والجماعت، اللہ رب العزت کے محبوب ﷺ کی محبوب اشیاء کو محبوب رکھتے ہیں۔ اور ایصال ثواب یا صدقہ وخیرات کا موقع آئے تو وہی اشیاء اللہ کے رستے میں دیتے ہیں کیوں جن اشیاء کو بارگاہ خیر الانام میں مقبولیت حاصل ہو اللہ تعالی کے ہاں بھی مقبول ہوتی ہیں۔

مولانا اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

نماز جنازہ و صدقہ خیرات سے میت کو فائدہ پہنچے کا راز دنیا میں سفارش کرنے اور تاوان دینے کے سبب مجرموں سے عذاب کے ٹل جانے اور رفع ہونے کے مشاہدہ و تجربہ سے کوئی منکر نہیں ہے۔ ایسا ہی گنہگار میت کو دعا، نماز جنازہ اور صدقات مالیہ مفید ہوتے ہیں

---

[157]-ابن ماجہ، امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید، متوفی: 273ھ، سنن ابن ماجہ، ص238 مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی

الترمذی، امام ابو عیسی محمد بن عیسی، المتوفی: 279ھ، الجامع الترمذی، ج2 مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور

۔قرآن کریم میں ایسے امور کا بکثرت ذکر آیا ہے۔اور آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں۔ **ان الله امرکم بالصدقة فان مثل کمثل رجل اسره العدو فاثقوا یدیه الی عنقه وقدمره یضربوا فقال آنا آفدی منکم بکل قلیل وکثیر ففدی نفسه منهم (ترمذی و حاکم)** ترجمہ : خدا تعالی نے تم کو صدقہ دینے کا حکم فرمایا ہے۔کیونکہ صدقہ دینا ایسا ہے جیسا کہ ایک شخص کو اسکے دشمنوں نے اسیر کرکے اس کے دونوں ہاتھوں کو اسکی گردن سے باندھ دیا ہو کہ اسکی گردن زنی کریں پس وہ کہہ دے کہ میں تم کو تھوڑا اور بہت دے کر چھٹکارا چاہتا ہوں پس وہ فدیہ دے کر ان سے خلاص ہو جائے۔میت کی اولاد صالح اور صدقات وخیرات جاریہ میت سے عذاب ہٹانے اور رفع درجات کے لئے مفید امور ہیں ۔کیونکہ ان امور میں قرب الہی او ر اللہ کی رضا کی مناسبتیں ہیں[158]۔

مطلب یہ کہ ہر وہ کام جس سے میت قبر میں عذاب سے محفوظ رہے اور میت کیلیے قبر میں باعث نفع ہو وہ امور کثرت سے نافذ العمل کریں اور ان کو رواج دیں-

ہبہ میں رجوع جائز ہے:۔

منکرین حیلہ اسقاط اپنا الو سیدھا کرنے کے لئے اور حیلہ اسقاط کے جائز نہ ہونے پر طرح طرح کے حربے استعمال کرتے ہیں۔کہتے ہیں کہ چونکہ ہبہ میں رجوع جائز نہیں اور حیلہ

[158]۔مولانا اشرف علی تھانوی،المصالح العقلیہ للاحکام النقلیہ محشی حصہ اول، ص 126۔کتب خانہ جمیلی 80 ڈی ماڈل ٹاون لاہور

اسقاط میں رجوع ہے اس لئے حیلہ نہیں کرنا چاہئے۔اور بطور دلیل یہ حدیث پیش کرتے ہیں کہ سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا: **العائدفی هبته کالکلب یعو دفی قیئه۔**[159]
اس کا جواب تفصیل کے ساتھ ہم ذکر کرتے ہیں تا کہ مسئلہ سمجھنے میں آسانی رہے۔ابن ماجہ اپنی سنن میں حدیث نقل کرتے ہیں کہ: **حدثنا علی بن محمد بن اسماعیل قالا حدثنا و کیع حدثا ابراهیم بن اسماعیل بن مجمع بن جاریة الانصاری عن عمرو بن دینار عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ الرجل احق بهبته مالم یثب منها**[160]۔

کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ انسان جب تک ہبہ کا عوض نہ لے وہ اس کا زیادہ حقدار ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہ اور دوسرے فقہاء کا نظریہ یہ ہے کہ والد اور محرم کے سواہر واہب رجوع کر سکتا ہے۔اس سلسلے میں شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی صاحب عمدۃ القاری رقم طراز ہیں کہ ''امام اعظم ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کا قول یہ ہے کہ ہبہ کرنے والا اجنبی کو کوئی چیز دے کر ہبہ سے رجوع کر سکتا ہے جب تک وہ چیز قائم سلامت ہو اور اس نے اس کے عوض کوئی چیز نہ لی ہو۔سعید بن مسیب، عمر بن عبدالعزیز، قاضی

159- النسائی، القاضی احمد بن شعیب بن علی بن بحر بن سنان، المتوفی: سنن نسائی، ص:117 ج2 مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی

160-ابن ماجہ، امام ابو عبداللہ محمد بن یزید متوفی: 273 سنن ابن ماجہ ص:172، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی

شریح،اسود بن یزید، حسن بصری، نخعی اور شعبی کا بھی یہی قول ہے اور حضرت عمر بن خطاب حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت ابوہریرہ اور حضرت فضالہ بن عبید سے بھی یہی مروی ہے اور جس حدیث میں یہ ہے۔"ہبہ میں رجوع کرنے والا اس کتے کی طرح ہے جو اپنی قے میں رجوع کرے۔"اس کا جواب یہ دیا ہے کہ اس تشبیہ سے ظاہری قباحت مراد ہے۔ کیونکہ یہ حسن اخلاق اور مروت کے خلاف ہے۔اس سے شرعی قباحت مراد نہیں ہے کیونکہ کتا حلال اور حرام کا مکلف نہیں ہے ۔پس ہبہ میں رجوع کرنے کا فعل اس طرح گھناؤنا ہے جس طرح کتے کا قے میں رجوع کرنا گھناؤنا ہے۔اس وجہ سے یہ فعل مکروہ (تنزیہی) ہے[161]۔

کالکلب یعود فی قیۂ کا جواب :۔

اور حدیث عود الکلب کے تحت علامہ ابی الحسن السندی لکھتے ہیں کہ **وعود الکلب فی قیۂ لا یوصف بحرمة** ۔ کہ حدیث کتے کا اپنی قے میں رجوع کرنے کو حرمت سے موصوف نہیں کیا جائے گا[162]۔

اور شیخ عبدالغنی المجددی، سنن ابن ماجہ کے حاشیہ پر اسی حدیث کے تحت رقم طراز ہیں کہ :**وھذا الحدیث لا یدل علی الحرمة لان قوله ﷺ کالکلب یدل علی عدم**

---

[161]- علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد عینی ،المتوفی :855ھ عمدۃ القاری ج13ص:149،148مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ مصر1348ھ

[162]-ابی الحسن السندی، حاشیۃ النسائی، ص116،ج2مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی

حرمته لان الکلب غیر متعبد فالقیئ لیس حراماعلیه والمراد التنزیه عن فعل یشبه فعل الکلب کذا فی اللمعات۔[163] کہ یہ حدیث حرمت پر دلالت نہیں کرتی کیونکہ سرکار دوعالم ﷺ کا کالکلب فرمانا عدم حرمت پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ کتا غیر تعبدی ہے پس قیئ اس پر حرام نہیں۔

اور یہاں اس سے مراد فعل کلب کی مشابہت سے دور رہنا جس طرح اللمعات، شرح مشکوۃ میں ہے۔اور محشیٔ بخاری احمد علی سہارنپوری، برحاشیہ بخاری رقم طراز ہیں۔ کہ **فعل الکلب یوصف بالقبح لا بالحرمة ۔**[164] کہ کتے کے فعل کو قبح کے ساتھ موصوف کیا جائے گا نہ کہ حرمت کے ساتھ۔

صاحب الغرۃ المنیفۃ کا استدلال:۔

اور سراج الدین أبی حفص عمر الغزنوی الحنفی اپنی کتاب الغرۃ المنیفۃ میں رقم طراز ہیں کہ "**روی ابن عباس رضی اللہ عنهما ان النبی ﷺ قال: اذا کانت الهبة لذوی رحم محرم لم یرجع فیها ولو کانت لأجنبی فله الرجوع**" کہ سرکار دوعالم ﷺ نے

---

[163]- شیخ عبد الغنی المجددی دہلوی، المتوفی: 1295ھ انجاح الحاجۃ برحاشیہ سنن ابن ماجہ ص: 172، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی

[164]- سہارنپوری، شیخ احمد علی، حاشیہ بخاری شریف، ج2 ص: 1032 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی

فرمایا: کہ اگر ہبہ ذی رحم محرم کے لئے ہو تو اس سے رجوع نہیں ہو سکتا۔اور اگر اجنبی کے لئے ہو تو اسے رجوع کا حق حاصل ہے[165]۔

پھر صاحب الغرۃ المنیفہ سرکار دوعالم ﷺ کے فرامین مبارکہ :"**لایرجع الواهب فی هبته الا الوالد فیماوهب لولده** "اور "**العائد فی هبته کالکلب یعود فی قیئه**"کا جواب رقم کرتے ہیں کہ :**أن المراد بالحدیث الأول نفی الرجوع علی سبیل الاستقلال ونحن نقول بموجبه فأنه لا یصح الرجوع عندنا الا بالتراضی او بقضاء القاضی الاالوالد فان له حق التملیک فی مال ولده عند الحاجة من غیر رضی الولد ویسمی ذلک رجوعا نظرا الی الظاهر ،أو المراد به الکراهة وهي ثابتة عندنا ،ولهذا شبه النبی ﷺ بالکلب العائد فی قیئه لا ستقباحة فی المرؤة اذ فعل الکلب لا یوصف بالصحة والفساد ،وانما یوصف بالقبح طبعا وعادة لاستقذاره فلایدل علی عدم الجواز فی الحکم**[166]" کہ حدیث اول میں رجوع کی نفی سے مراد وہ ہے جو مستقل طریقے پر ہو اور ہم اس کی بموجب یہ کہتے ہیں کہ رجوع دونوں کی رضامندی یا قاضی کے فیصلے کے بغیر صحیح نہیں ۔سوائے والد کے کیونکہ والد کو اپنے بیٹے کے مال میں اس کی رضا کے بغیر حق تملیک حاجت کے وقت ہوتی ہے۔اور ظاہر کی طرف دیکھتے ہوئے اس کو رجوع کا نام دیا گیا ہے۔ یا اس سے مراد

---

[165]-الامام، سراج الدین ابی حفص عمر الغزنوی الحنفی التوفی :773ھ، الغرۃ المنیفۃ، ص:122، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

[166]- سراج الدین ابی حفص، عمر الغزنوی، الحنفی، التوفی:773ھ، الغرۃ المنیفہ ص:123، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

کراھت ہے۔اور یہ ہمارے نزدیک ثابت ہے اس لئے سرکار دوعالم ﷺ نے کتے کے قئے کے واپس لوٹانے سے تشبیہ دی ہے کیونکہ کتے کا فعل، صحت وفساد سے موصوف نہیں ہوتا اور بے شک یہ قبح سے طبعا اور عادۃ موصوف ہوتا ہے۔گندہ ہونے کی وجہ سے پھر حکم میں یہ عدم جواز پر دلالت نہیں کرتا۔انتہی۔

خلاصہ بحث:۔

اوپر مذکورہ احادیث اور اقوال سے یہ واضح ہوا کہ ہبہ سے رجوع اس وقت جائز نہیں جب کہ اس سے بدلے میں کوئی چیز لی ہو۔ہمارا یہاں موضوع حیلہ اسقاط سے متعلق ہے اور حیلہ اسقاط میں چونکہ فقیر سے ولی نے اس کے بدلے میں کوئی چیز نہ لی ہے اس لئے یہاں پر رجوع جائز ہے اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ حیلہ اسقاط میں موھوب لہ سے مطالبہ نہیں کیا جاسکتا بلکہ واھب کو رضاء ورغبت کے ساتھ بغیر کسی مطالبہ کے میت کے نفع کے لئے ہبہ کیا جاتا ہے۔اور تیسرا یہ کہ اکثر مقامات پر صاحب مراقی الفلاح کے رقم کردہ طریقے پر عمل کیا جاتا ہے کہ اس طریقے میں موھوب لہ، واھب کو ہبہ نہیں کرتا بلکہ موھوب لہ دوسرے کو ہبہ کرتا ہے اسی طرح آخر میں واھب اول تک پہنچ جاتا ہے لیکن اسی میں واھب کا مطالبہ نہیں ہوتا(یہ بحث پچھلے صفحات میں بھی گزر چکی ہے)لہذا اس طریقے سے رجوع عن الھبہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

باب پنجم

طریقہ ثالثہ مع ملحقات

طریقہ نمبر 3:۔علامہ عبدالجلیل پشاوری کا طریقہ:۔

علامہ عبدالجلیل پشاوری اپنی کتاب لاجواب ''سیف المقلدین علی اعناق المنکرین ''جو علماء پاک وہند وافغانستان کی تصدیق شدہ ہے۔میں حیلہ اسقاط کا طریقہ رقم کرتے ہیں کہ ''وآن اینکہ طلباء وعلماء مساکین ودیگر فقراء مسلمین مصلین بعد نماز جنازہ درجائے حلقہ زدہ بحضور متوفی قبل از دفن میت می نشینند ویک نسخہ کلام مجیدرا(کہ وقف شدہ نباشد)قیمت غالی تا ہزار درہم مثلا متعین نمودہ۔اگر ازآن ولی میت باشد والا بقیمت موصوف از غیر کہ واقف میباشد گرفتہ بالای دیگر مالیت فدیہ قیمت باشد یا غلہ ملفوف نمودہ فی نہند ۔ولی میت امام محلہ راکہ مسکین ومعتمد علیہ درین باب میباشد متولی ساختہ اجناس مذکورہ را باقرآن شریف برائے اسقاط بوی میدہد۔پستر امام موصوف ہر دودست را بر آن اسباب موجودہ نہادہ ومیگوید ،صلوات،زکوۃ،صیام،نذر وکفارات ودیگر حقوق باری

تعالی از فرائض وواجبات که بذ مه این میت حاضر (درین وقت بطرف میت حاضر اشاره میکند)لازم الادای بودند۔ پس ظاہر از شان مسلمان اینکه آن ہمه را ادا ساخته باشد وا گر بعضی ازوی فوت شده باشد ویابوجه من الوجوه بدرجه قبولیت نرسیده باشد حالاوی (بازاشاره بطرف متوفی میکند)ازادائ مافات بسبب موت عاجز ست پس این قرآن شریف که قیمتش ہزار درم است مثلا مع این مال موجوده ازآں حقوق فوتیه که فدیه ازاں در شرع صحیح میشود ۔ برائے فراغت زمه این حاضر متوفے بطریق فدیه ترابخشیدم وکسی که در حلقه بیمین امام باشد آنرامی بخشد۔ پس آں مسکین ازامام آنرا گرفته ،میگوید قبولش نمودم پس وی نیز آنرا به مسکین دیگر که بیمین وی باشد می دہد واورامیگوید که بطریق اسقاط ازیں متوفی ترابخشیدم ثم وثم تاآنکه دورۂ آن باز بآن امام رسد ،آں امام ہمیں عمل راتاسه بار مکرر بعمل می آرد ودرآخر چون دوره آں بامام رسد امام باحاضرین دعائ مغفرت وقبولیت فدیه از میت خواسته۔ ولی میت راطلبیده آں مال وفرقان رابا وہبه میکند بعد ازان آن مال راولی میت بفقراء موصوفین مقسوم می نماید وقرآن رااگر بقیمت غالی برائے حیله ازامام محله یاغیرآں گرفته باشد

بازباوقیمت معلومہ اقالہ مے کنند واگر ازآن خود میباشد تصدقش میکندیانزدخودش میدارد[167]۔

کہ نماز جنازہ کے بعد اور قبل از دفن طلباء اور مسکین علماء اور دیگز مسلمان فقراء میت کے سامنے حلقہ بنا کر بیٹھیں اور ایک قرآن مجید جو کہ وقف نہ ہو اس کی قیمت ہزار درہم تک متعین کر دیں۔ جبکہ قرآن مجید میت کے ولی کا ہو۔اور اگر میت کے ولی کا نہ ہو تو جو وقف کر رہا ہے اس نے جتنے ہدیے سے خریدا ہے وہی معتبر ہو گا۔اس کو دیگر مالیت فدیہ خواہ وہ قیمت ہو یا غلہ جو ملفوف ہو اس کے ساتھ رکھ دیں پھر میت کا ولی حیلہ کے باب میں معتمد علیہ محلے کے امام کو اجناس مذکورہ اور قرآن مجید برائے اسقاط دے دیں۔ پھر امام موصوف اپنے دونوں ہاتھوں کو اس اسباب پر رکھ کر کہے: کہ جو نمازیں، روزے،نذور، کفارات اور دیگر فرائض وواجبات حقوق باری تعالی جو اس میت کے ذمہ (اس وقت میت کی طرف اشارہ کرے)لازم الادا تھے۔پس ظاہر مسلمان کی شان تو یہ ہے کہ اس نے ادا کئے ہوں گے۔اور اگر بعضے کسی وجہ سے فوت ہو گئے ہوں یا درجہ قبولیت تک نہ پہنچے ہوں لیکن اب اس کی حالت (اس وقت میت کی طرف اشارہ کرے)یہ ہے کہ جوان سے (نمازیں،روزے وغیرہ)قضاء ہوئے ہیں ان کو ادا کرنے سے عاجز ہے۔پس یہ قرآن مجید جس کی قیمت ہزار درہم ہے۔مع اس مال موجودہ کے

[167]- علامہ عبدالجلیل پشاوری ،المتوفی سیف المقلدین علی اعناق المنکرین ،ص:459،460، مطبوعہ در مطبع احمدی دھلی ،انڈیا

جو فوت شدہ حقوق (کی ادائیگی) کے لئے شرع میں صحیح فدیہ ہے۔اس میت کے ذمہ سے (فدیہ) ساقط کرنے کے لئے (یہ مال) بطریق فدیہ تجھے بخشتا ہوں۔اور اس حلقہ میں جو (فقیر، طالب علم) امام کے دائیں جانب ہو اس کو بخش دے۔ پس وہ مسکین اس امام سے (فدیہ کے مال اسباب) پکڑ کر کہے کہ میں نے اسے قبول کیا ہے۔ پھر وہ دوسرے مسکین کو بھی اس طرح کہے کہ میں بطریق اسقاط اس متوفی کی طرف سے تجھے بخشتا ہوں اسی طرح چلتے چلتے یہاں تک کہ یہ دور پھر امام موصوف تک پہنچے، پھر امام یہ عمل تین بار دہرائے۔ پھر جب آخر میں دور امام تک پہنچے۔ پھر اس کے بعد امام حاضرین کے ساتھ میت کے لئے مغفرت اور قبولیت فدیہ کے لئے دعا مانگے۔ پھر امام میت کے ولی کو بلائے امام محلہ یا کسی اور سے زیادہ قیمت کے ساتھ لیا ہو پھر اسی قیمت معلومہ کے ساتھ اسے واپس کر دیں۔ اگر وہ قرآن مجید ولی کی اپنی طرف سے ہو تو اسے صدقہ کرے یا اپنے پاس رکھ دے۔

تبصرہ بر طریقہ عبدالجلیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:۔

افغانستان میں اس وقت یہ طریقہ رائج رہا۔ لیکن اب حالات کے خراب ہونے کی وجہ سے طریقہ اسقاط ناپید ہے۔ صوبہ سرحد کے اکثر بلاد میں اب بھی بڑے اہتمام کے ساتھ حیلہ اسقاط کو اسی طریقہ پر کیا جاتا ہے۔ سیف المقلدین فارسی زبان میں عقائد پر ایک زبردست کتاب ہے جس پر کثیر التعداد علماء کے تصدیقی مہر ثبت ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلے پر ان تمام علماء کا اتفاق رہا ہے۔ لہذا اس کو بدعت قرار دینا

روانہیں۔اور فاضل جلیل علامہ قاضی محمد فیض عالم ھزاروی نے بھی اسی طرح کا طریقہ اپنی کتاب وجیزالصراط میں ذکر کیا ھے[168]۔

مساکین گھر بلا کر گھر میں حیلہ کرنا: حیلہ کاایک طریقہ یہ بھی ہے کہ میت کے ورثاء غرباءاور مساکین کو گھر بلا کر ادھر ہی گھر میں حیلہ کرے تو یہ بھی درست ہے

وہ امور جن کے لئے حیلہ لازمی ہے:۔

علامہ شامی رحمہ الباری نے نماز کے بعد ان عبادات کا ذکر بھی کیا ہے کہ ان کے لئے بھی حیلہ کیا جائے ۔(۱) کفارہ صوم (۲)قربانی (۳)قسم (۴)زکوۃ (۵)حج (۶)سجدہ تلاوت(۷)وہ نوافل جو فاسد کئے ہوں اوران کی ادائیگی نہ کی ہو۔(۸)نذور(۹)فطرانہ (۱۰)عشر (۱۱)خراج(۱۲)حرم اور احرام میں جنایت کرنے پر(۱۳)قتل خطاء کا کفارہ(۱۴)ظہار(۱۵) نفقہ واجبہ اور کفارات مالیہ اور صدقہ منذور(۱۶)اعتکاف منذورہ(۱۷)حقوق ارباب مجہولہ کا فدیہ[169]۔

---

[168]- قاضی فیض عالم ہزاروی،وجیزالصراط،ص16،مطبوعہ مؤسسۃالشرف،لاہور

[169]-ابن عابدین،علامہ سید محمد امین،المتوفی:1252،رسائل ابن عابدین،الرسالہ ثامنہ ص:211،مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور

یعنی جب نماز کا دور اسقاط مکمل ہو جائے تو اس کے بعد ان عبادات کے لئے دور کیا جائے کیونکہ زندگی میں انہی امور سے ضرور واسطہ پڑتا ہے اور انسان کمزور ہے سب کی ادائیگی بوجہ کسی مجبوری کے ان سے نہیں ہو سکتی یا کوئی ایک کمی، خامی یا غلطی رہ گئی ہو تو اللہ رب العزت اپنے خاص فضل و کرم سے اسے معاف فرمادے گا۔

دور کالازم ہونا:۔

علامہ شامی رحمہ الباری اپنے زمانے کے ایک بزرگ کا دور کے لازم ہونے کے بارے میں قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں

وقد بلغنی عن بعض مشائخ عصرنا انه يقول بلزوم الدور هذا هو الذی ينبغی ان يعض بالنواجذ عليه ويجعل المصير اليه[170]۔

کہ میرے زمانے (علامہ شامی) کے مشائخ کبار (فقہاء) میں سے ایک بزرگ سے مجھ تک (دور اسقاط کے بارے) یہ بات پہنچی وہ فرماتے تھے کہ دور لازم ہے اور چاہئے کہ اسے مضبوطی سے تھامے رکھو اور اسی کی طرف پھیرنا چاہئے۔ (یعنی اسی پر دوام اختیار کرنا چاہئے)

---

[170]- ابن عابدین، علامہ سید محمد امین، المتوفی: 1252، رسائل ابن عابدین، الرسالہ ثامنہ ص: 222، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور

اور اگر دور بر مساکین ہو جائے تو دیگر جنازہ کے شرکاء کو رقم دینا یا کچھ اور دینا ضروری نہیں ہاں اگر مساکین ہوں تو اچھی بات ہے۔

اعتـــراض:۔اعتراض یہ ہوتا ہے کہ کوئی چیز جو لازم نہ ہو اس کو لازم اور ضروری قرار دینا صحیح نہیں بلکہ یہ بدعت کے زمرے میں آتا ہے۔اس لئے چاہئے یہ کہ اس کو لازم قرار نہ دیا جائے ۔**جواب** :۔اس کا جواب یہ ہے کہ جب حیلہ اسقاط کا استحباب واستحسان ثابت ہو گیا تو دوام میں کونسا نقصان وضرر رہے۔آپ نہیں دیکھتے کہ حدیث بلال رضی اللہ عنہ میں ہے کہ "**عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ لبلال عند صلاۃ الفجر حدثنی باز کی عمل عملته فی الاسلام فانی سمعت اللیلة خشف نعلیک فی الجنة فقال ماعملت عملا فی الاسلام أز کی عندی من أنی لم أتطھر طھورا فی ساعة لیل أو نھار الا صلیت لربی أدنی ماقدر لی، وفی آخر ما أحدثت الا أوجدت الطھارۃ وما تطھرت الا صلیت رکعتین**"[171]۔

عن ابی ھریرۃ ان النبی ﷺ قال البلال عند صلاۃ الفجر یا بلال حدثنی بارجی عمل عملته فی الاسلام فانی سمعت دف نعلیک بین یدی فی الجنة قال

171۔ السمرقندی ،الشیخ نصر بن محمد بن ابراھیم ،المتوفی :373ھ تنبیہ الغافلین ۔باب :فصل الوضوء ،ص:99مطبوعہ عیسی البابی الحلبی وشرکاہ، بمصر

ماعملت عملاارجی عندی انی لم اتطہر طہورا فی ساعۃ لیل او نہار الا صلیت بذلک الطہور ما کتب لی ان اصلی[172]۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ حضور ﷺ نے نماز فجر کے وقت حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ حالت اسلام میں اپنا سب سے بہترین عمل مجھے بتاؤ۔ کیونکہ آج رات میں نے تیرے جوتوں کی آہٹ جنت میں سنی ہے۔ عرض کیا کہ اسلام میں میں نے سب سے بہترین عمل صرف یہ کیا ہے کہ دن رات وضو میں رہتا ہوں۔ اور مقدور بھر اپنے رب کی نماز پڑھ لیتا ہوں۔

دوسری روایت میں ہے کہ میں بے وضو ہوتے ہی دوسرا وضو کر لیتا ہوں اور وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھ لیتا ہوں۔

اس حدیث مبارکہ میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا ہمیشہ باوضو رہنا عمل استحباب ہے۔ لیکن اس پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے دوام اختیار فرمایا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے اس اچھے عمل کی برکت اور اللہ رب العزت کو پسند ہونے کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کے جوتوں کی آہٹ سرکار دوعالم ﷺ نے جنت میں سنی تھی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی اچھے عمل پر دوام نقصان نہیں بلکہ باعث اجر ہے۔ اس پر بدعت کے فتوے لگانا جہالت اور کم علمی ہے۔ لہٰذا حیلہ اسقاط پر دوام اختیار کرنا صحیح ہے۔ اسی طرح

[172]- بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری باب فضل الطہور باللیل والنہار، ج1 جز5، ص154، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع وکارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی

کی کئی اور مثالیں موجود ہیں۔ لیکن دانا کے لئے ایک ہی کافی ہوتا ہے۔اور نادان کے لئے دفتر ورسالے بھی کافی نہیں ہوتے بقول شاعر:

دانا کے لئے کافی ہے اک لفظ نصیحت ،نادان کے لئے کافی نہیں دفتر نہ رسالہ

ترمذی میں حضرت ابی بریدہ سے مروی ہے جس کے الفاظ اس طرح ہیں۔ **فقال بلال یارسول الله ﷺ مااذنت قط الا صليت ركعتين وما اصابنى حدث قط الا توضأت عندها ورأيت ان لله على ركعتين فقال رسول الله ﷺ بهما** [173]۔
اور مسلم شریف میں علامہ مسلم بن حجاج قشیری اور ترمذی شریف میں محمد بن عیسیٰ فرماتے ہیں کہ :"**عن عائشة رضى الله عنها ان رسول الله ﷺ سئل اى العمل احب الى الله تعالىٰ قال ادومه وان قل**"۔[174]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ اللہ تعالی کو کون سا عمل زیادہ پسند ہے ؟آپ ﷺ نے فرمایا: جس پر زیادہ دوام کیا جائے خواہ وہ عمل کم ہو۔

---

[173]-ترمذی شریف ج2ص688،ابواب المناقب

[174]- مسلم بن حجاج قشیری ، الصحیح مسلم ۔ص266۔ج1۔مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی۔ترمذی شریف۔ج2۔ص575۔مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور

اس لئے حیلہ اسقاط پر دوام اچھااور مستحسن عمل ہے۔ حیلہ اسقاط چونکہ بھلائی کا کام ہے تو بھلائی کے روکنے والے کے سد باب کے لئے ضروری ہے کہ اس کام کو مزید تیز کیا جائے۔

سستی سے کام نہ لینا:۔

حیلہ اسقاط میں سستی، کوتاہی اور کاہلی سے کام نہیں لیناچاہئے کیونکہ اچھے اور کسی کے فائدے والے کام کی طرف جلدی کرنی چاہئے۔ حیلہ اسقاط میں چونکہ میت کے فدیہ کی ادائیگی کے لئے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں معافی کی التماس کی جاتی ہے اور غضب باری تعالی سے نجات مانگی جاتی ہے۔اس لئے اس میں سستی و کوتاہی کرنا صحیح نہیں علامہ شامی رحمۃاللہ علیہ نے بھی اپنے رسائل میں اس بات کی وضاحت فرمائی ہے۔ فرماتے ہیں: **ولا ینبغی ان یتساھل فی ھذا الأمر فان بہ نجاۃ الانسان من عذاب اللہ تعالی وغضبہ**[175]۔ کہ حیلہ اسقاط میں سستی نہیں کرنی چاہئے کیونکہ اس سے انسان کو اللہ تعالی کے غضب اور عذاب سے نجات ملتی ہے۔

---

[175]-ابن عابدین، علامہ سید محمد امین، المتوفی :1252، رسائل ابن عابدین، الرسالہ الثامنہ ص:222، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور

مدارس کا حیلے سے چلنا:۔

حیلہ شرعیہ کی ایک واضح مثال جس سے تعلیم و تعلم کی ترویج کی جاتی ہے۔اور دینی مدارس اس حیلے کی وجہ سے ترقی کی منازل طے کررہے ہیں۔وہ اس طرح کہ متہم حضرات بچوں کو جمع شدہ چندہ دے دیتے ہیں کہ اسے قبول کرو۔ پھر بچے وہ چندہ واپس کردیتے ہیں (اور بعض جگہ لے لیتے ہیں)اس لئے کہ اس کے بغیر ان کے مدارس چلتے ہی نہیں۔ علماء نے بوجہ مجبوری حیلہ شرعیہ کرکے زکوۃ اور فطرانے کی رقوم مدارس میں صرف کرنے کی اجازت دی ہے۔لیکن عجب تماشا یہ ہے کہ منکرین حضرات اپنی جیب بھرنے کے لئے ہر طرح کے حیلے بہانے استعمال کرتے ہیں۔ لیکن جب ہم کوئی حیلہ شرعیہ کرتے ہیں تو طرح طرح کے فتوے جھاڑتے ہیں۔آج کل تو سوسائٹیاں بنی ہوئی ہیں۔جو ناجائز طریقے سے زکوۃ وفطرے کی رقوم وصول کرکے خوش ہورہے ہیں۔اللہ تعالیٰ انہیں راہ ہدایت دکھائے۔

اس بارے میں علامہ خالد سیف اللہ رحمانی وضاحت کرتے ہیں اور بطور دلیل جواز حیلہ بھی پیش کرتے ہیں۔

خالد سیف اللہ رحمانی کا نظریہ (صاحب جدید فقہی مسائل):

حیلہ کا مقصد اگر خواہ مخواہ بلا ضرورت شریعت کے ایک حکم کو بے معنی بنادینا اور اپنی خواہشات کی تکمیل اور نفع کی تحصیل ہو تو ظاہر ہے یہ ناجائز اور نادرست ہوگا اور عند اللہ

اس کی باز پرس ہوگی۔ لیکن اگر کسی واقعی دینی مصلحت کے پیش نظر ایسا کرنا ناگزیر ہو جائے تو اجازت ہے مثلاً مدرسہ میں اساتذہ کی تنخواہ کے لئے کوئی رقم موجود نہ ہو یا مسجد کی ضرورت پر خرچ کرنا پڑے اور کوئی دوسرا ذریعہ نہ ہو جس سے ضرورت کی تکمیل ہو سکے۔ تو ایسی صورت میں آخری درجہ مجبوری کے وقت یہ حیلہ اختیار کیا جا سکتا ہے کہ زکوۃ کی رقم کسی مستحق شخص کو دے دی جائے پھر وہ شخص کچھ لے کر یا پوری کی پوری رقم مدرسہ و مسجد کے انتظامی ذمہ داروں کو بطور عطیہ دے دے اور اس طرح یہ رقم مذکورہ مدات میں خرچ کی جائے[176]۔

معلوم ہوا کہ حیلہ اسقاط بھی شرعی حیلہ ہے اور یہ جائز ہے۔

مقدار فدیہ:۔

علامہ شامی فرماتے ہیں کہ :"ان صوم الیوم الواحد بمنزلة صلاة الفرض الواحدفیعطی عن کل یوم نصف صاع من بر او دقیقةاو سویقهاو صاع من شعیر او تمر او زبیب"[177] ۔کہ ایک روزہ ایک فرض نماز کی طرح ہے۔پس ہر دن کی طرف سے نصف صاع گندم یا جو یا ستو یا ایک صاع کشمش ادا کیا جائے ۔

---

[176]-خالد سیف اللہ رحمانی،دیوبندی،جدید فقہی مسائل،ج1ص:121،مطبوعہ پروگریسو بکس لاہور

[177]-ابن عابدین،علامہ سید محمد امین،المتوفی:1252،رسائل ابن عابدین،الرسالہ ثامنہ ص:224،مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور

تواب فی نماز دوکلو گرام گندم (جتنے فطرانے کی مقدار ہے)اور فی روزے کی بھی اسی طرح ہے۔اب دن میں پانچ نمازیں فرض اور ایک وتر واجب ٹوٹل چھ نمازیں ہیں ان کا فدیہ ایک دن کا بارہ کلو گرام بنتا ہے اور اگر ایک ماہ کی نمازوں کا حساب لگایا جائے تو تقریبا9 من گندم بنتی ہے۔اور سال کی نمازوں کا حساب لگایا جائے تو تقریبا108 من گندم بنتی ہے اسی طرح تمام عمر کا حساب لگائیں ۔(حساب ضربی طریقہ سے)

ایک دن کا فدیہ مہینے کا فدیہ

کلو ۔۔۔۔دن

12ضرب30 =360کلو گرام گندم

اب40کلو=1من تو 360کلو=9من گندم ایک مہینے کا فدیہ ہوا۔

سال کا حساب=

کلو ۔۔۔۔۔مہینے

360ضرب12 =4320کلو گرام

من میں تبدیل کرکے=مہینے من

12 ضرب9=108من گندم ایک سال کا فدیہ ہوا

اب کسی کی عمر فرضی طور پر50سال ہو تو اس کا ٹوٹل گندم منوں میں :

50 ضرب108 =5400من گندم

اب فرض کریں کسی کی عمر پچاس سال ہے اور اسے حیلے کے سوا کوئی چارہ کار نہیں کیونکہ

وہ مفلس ہے حیلے کے بغیر اسے تو صدہا من گندم فدیے میں دینی ہو گی شاید کوئی امیر ،کبیر، کروڑ پتی،ارب پتی ہو جو یہ فدیہ ادا کر سکے مگر عام لوگوں سے یہ ممکن نہیں اس لئے التماس ان لوگوں سے ہے جو حیلے کے منکر ہیں انہیں چاہئے کہ وہ پورا پورا فدیہ دیں

فتاوی رضویہ کا پیمانہ:۔

اعلی حضرت الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فتاوی رضویہ میں رقم طراز ہیں کہ :
سال کے دن تین سو پچپن ہیں تو ایک سال کی نمازوں کے فدیے دوہزار ایک سو تیس،اور ساٹھ برس کے ایک لاکھ ستائیس ہزار آٹھ سو،ایک نماز کا فدیہ گیہوں سے نصف صاع یعنی بریلی کی تول سے ایک سیر سات چھٹانک،دوماشے ساڑھے چھ رتی اور انگریزی سیر سے کہ 80روپے بھر کا ہے۔پونے دو سیر اور پون چھٹانک اور بیسواں حصہ چھٹانک کا یعنی ایک سیر تیرہ چھٹانک پانچواں حصہ چھٹانک کا کم اس مقدار کو 2130 سے ضرب دیں تو سال بھر نمازوں کا کفارہ ہوا اور 1270 میں ضرب دیں تو ساٹھ سال کا یہ تقریباً پونے پانچ ہزار من گیہوں ہوئے[178]۔

عورت کے اعداد و شمار میں ایام حیض و نفاس کا استثناء:۔

تمام مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ حیض و نفاس کی حالت میں عورت پر نماز اور روزہ واجب نہیں ہے۔اور اس پر اجماع ہے کہ اس پر روزہ کی قضاء واجب ہے اور نماز کی قضاء

---

[178]۔اعلی حضرت امام احمد رضا خان البریلوی ،المتوفی :1340ھ فتاوی رضویہ ،ج8،ص:165 مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور

واجب نہیں ہے علماء نے کہا ہے کہ ان میں فرق یہ ہے کہ نمازیں زیادہ ہیں اور دن میں بار بار پڑھی جاتی ہیں اسکے کے برعکس روزے سال میں ایک بار واجب ہوتے ہیں [179]۔ جس طرح کہ حدیث پاک میں مذکور ہے ۔**عن معاذة قالت سالت عائشة فقلت مابال الحائض تقضی الصوم ولا تقضی الصلوة فقالت احرورية انت قلت لست بحرورية ولكنى اسال قالت كان يصيبنا ذلك فنؤمر بقضاء الصوم ولا نؤمر بقضاء الصلوة**[180]۔

معاذہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ اس کا کیا سبب ہے کہ حائضہ عورت روزہ تو قضا کرتی ہے، نماز قضاء نہیں کرتی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا تو حروریہ ہے؟ میں نے عرض کیا: میں حروریہ نہیں ہوں محض جاننا چاہتی ہوں۔ آپ نے فرمایا: حیض کے ایام میں ہمیں روزوں کی قضاء کا حکم تو دیا جاتا تھا اور نمازوں کی قضاء کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔

حیلہ کے اعداد و شمار میں عورت کے ایام حیض و نفاس کا بھی استثناء کیا جائے گا۔ اس سلسلے میں ہم صاحب فتاوی رضویہ کا نظریہ پیش کرتے ہیں اعلی حضرت فرماتے ہیں کہ:
عورت کی عادت حیض اگر معلوم ہو تو اس قدر دن۔ اور نہ معلوم ہو تو ہر مہینے سے تین دن، نو برس کی عمر سے (لیکر) پچاس برس کی عمر تک مستثنی کریں۔ مگر جتنی بار حمل رہا ہو۔ مدت حمل کے مہینوں سے ایام حیض کا استثنی نہ کریں۔ عورت کی عادت،

179۔علامہ غلام رسول سعیدی، شرح صحیح مسلم، ج1، ص1029، مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور

180۔مسلم بن حجاج القشیری، المتوفی، صحیح مسلم ج1 ص: مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی

دربارہ نفاس اگر معلوم ہو تو ہر حمل کے بعد اتنے دن مستثنی کرے اور نہ معلوم ہو تو کچھ نہیں، کہ نفاس کے لئے جانب اقل میں شرعا کچھ تقدیر نہیں ممکن ہے کہ ایک ہی منٹ آکر فورا پاک ہو جائے۔[181]

علامہ عبدالمجید افغانی کا نظریہ:

فرماتے ہیں کہ: یہ مسئلہ بھی واضح ہو کہ عورت کے کل عمر سے تیسرا حصہ مستثنی کریں اس لئے کہ عورت کے ہر مہینے میں تین دن حیض والے ہوتے ہیں اور ایام حیض میں نماز معاف ہے۔دن،رات،ٹوٹل چھ نمازیں (فرض بمعہ وتر) ہیں اور سال کے 360دن ہیں تو360کو6سے ضرب دیں تو2160بن گئے[182]۔

فدیہ میں افضل غلہ یا نقدی:۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ فقہاء کے طریقوں میں غلے کا ذکر ہے۔اب کسی کو نقدی کی ضرورت ہو تو کیا نقدی بھی فدیے میں دے سکتے ہیں اور ان میں سے افضیلت کس چیز میں ہے۔ تو اس بارے میں علامہ شامی رحمہ الباری اپنے رسائل میں فرماتے ہیں کہ

---

[181]-اعلی حضرت امام احمد رضا خان البریلوی،المتوفی :1340ھ فتاوی رضویہ ،ج8،ص:154،مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور

[182]-عبدالمجید افغانی،آخری منزل،(بزبان پشتو)ص:31،مطبوعہ مرکزی مجلس رضا لاہور

"ودفع القیمة افضل لانها انفع للفقراء الا زمن الفاقة والقحط والعیاذ باللہ تعالی"۔[183]

کہ قیمت کا دینا افضل ہے کیونکہ اس میں فقراء کو زیادہ نفع ہوتا ہے مگر جب فاقہ اور قحط کا زمانہ ہو (اللہ تعالی بچائے) تو غلے کا دینا افضل ہے۔

حقوق ارباب مجہولہ کا فدیہ:۔

جب میت پر ایسے لوگوں کے حقوق ہوں جو معلوم ہوں تو ورثاء پر لازم ہے کہ وہ ان لوگوں کے حقوق کی ادائیگی کرلیں، تاکہ میت کے لئے آسانی رہے۔ حقوق العباد میں سے معلوم کی ادائیگی کرنے کے بعد دوسرے نمبر پر وہ حقوق ہیں جن کے ارباب نامعلوم ہوں تو ایسوں کے لئے بھی فقہاء نے طریقہ تجویز کیا ہے کہ: **"وعن حقوق العباد المجھولة اربابھا عن الکفارات"**[184] کہ ان کے لئے بھی حیلہ اسقاط کا دور کریں۔ جن حقوق کے ارباب (اشخاص) معلوم نہ ہوں۔

---

[183]- ابن عابدین، سید محمد امین، المتوفی : 1252ھ، رسائل ابن عابدین، الرسالہ الثامنہ، ص: 211، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور

[184]- ابن عابدین، سید محمد امین، المتوفی: 1252ھ، رسائل ابن عابدین، الرسالہ الثامنہ، ص: 211، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور

کفارہ ایمان کے لئے دس افراد کا ہونا:۔

بقایا عبادات ونذور کے لئے دس افراد کی شرط نہیں رکھی گئی لیکن قسم کے کفارہ کے حیلہ کے لئے دس افراد کی شرط رکھی گئی ہے فرماتے ہیں: **لكن لا بد في كفارة الايمان من عشرة مساكين و لا يصح ان يدفع للواحد اكثر من نصف صاع في يوم للنص على العدد فيها بخلاف فدية الصلوة فانه يجوز اعطاء فدية صلوات لواحد**[185]۔ کہ قسم کے کفارہ کے لئے دس افراد کا ہونا ضروری ہے اور ایک کو ایک دن میں نصف صاع سے زیادہ دینا بھی صحیح نہیں نص میں عدد کے مذکور ہونے کی وجہ سے ۔ جبکہ نماز میں اس طرح نہیں کہ نماز کے فدایا ایک آدمی کو دیئے جاسکتے ہیں ۔ اب جن فقہاء حضرات نے اپنی اپنی کتابوں میں حیلے کا ذکر کیا ہے اختصار کے ساتھ متن بمعہ ترجمہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

در مختار میں حیلہ اسقاط:۔

علامہ ابن عابدین شامی نے اپنی ہر کتاب میں بڑے التزام کے ساتھ حیلہ اسقاط کا ذکر کیا ہے ۔ در مختار میں بھی آپ نے حیلہ کا ذکر کیا ہے ملاحظہ ہو ، فرماتے ہیں کہ : **ولو لم يترك مالا يستقرض وارثه نصف صاع مثلا ويدفعه لفقير ثم يدفعه الفقير**

185- ابن عابدین ، سید محمد امین ، المتوفی : 1252ھ ، رسائل ابن عابدین ، الرسالہ الثامنہ ، ص: 223، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور

للوارث ثم وثم حتی یتم۔[186] کہ اگر میت کوئی مال نہیں رکھتا تو ورثاء نصف صاع قرضہ لے کر فقیر کو (بطور حیلہ) دے اور فقیر پھر وارث کو دے اس طرح کرتے کرتے یہاں تک کہ اس کے کفارات مکمل ہو جائیں

طحطاوی علی الدر المختار میں :۔

محشیٔ در مختار، علامہ احمد بن محمد فرماتے ہیں کہ: **تدویر الکفارة بین الحاضرین و کل یقول لآخر وهبت هذه الدراهم لاسقاط ما علی ذمة فلان من الصلاة أو الصیام ویقبله الآخر صحیح**[187]۔ فرماتے ہیں کہ کفارہ کا حاضرین کے مابین دور کرے اور ہر ایک یہ کہے کہ میں نے یہ دراھم فلاں میت کے نمازوں یا روزوں کے کفارہ میں تمھیں ہبہ کئے۔ اور دوسرا اسے قبول کرے۔ یہ صحیح ہے۔

فتاوی سراجیہ میں :۔

الامام علی بن عثمان بن محمد سراج الدین اپنے فتاوی میں رقم طراز ہیں "**اذا أراد أن یؤدی الفدیة من صوم أبیه وصلوته وهو فقیر فانه یعطی منوین من الحنطة فقیرا**

---

[186]- ابن عابدین، سید محمد امین، التوفی : 1252ھ، رسائل ابن عابدین، الرسالہ الثامنہ، ص: 211، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور

[187]- طحطاوی، علامہ احمد بن محمد، التوفی: 1231ھ، حاشیہ الطحطاوی علی الدر المختار ص: 308، باب قضاء الفوائت، مطبوعہ ندارد

ثم يستوهبه ثم يعطيه هكذا الى ان يتم"۔[188] کہ جب کوئی اپنے باپ کے روزوں اور نمازوں کے فدیہ کی ادائیگی کا ارادہ کرتا ہے اوروہ فقیر ہو تو وہ دو من گندم کے فقیر کو دے دے پھر فقیر اسے دے اسی طرح کرتے کرتے یہاں تک کہ فدایا مکمل ہو جائیں۔

فتاوی عالمگیری میں:۔

ملا نظام الدین صاحب نے فتاوی عالمگیری کتاب الحیل میں حیلہ اسقاط کا طریقہ بحوالہ فتاوی سراجیہ نقل کیا ہے۔اس لئے اوپر مذکورہ عبارت فتاوی عالمگیری میں بھی مرقوم ہے[189]۔

خلاصۃالفتاوی میں:۔

علامہ طاہر بن عبدالرشید بخاری اپنے فتاوی میں لکھتے ہیں کہ :**اذا مات الرجل وعليه صلوات فائتة واوصى بأن يعطى كفارة صلوته يعطى لكل صلوة نصف صاع من بر وللوتر نصف صاع ولصوم يوم نصف صاع وانما يعطى من ثلث ماله وان لم**

---

[188]-الامام علی بن عثمان بن محمد سراج الدین،المتوفی :ھ فتاوی سراجیہ کتاب الحیل ،والمخارج، ص:154، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

[189]-ملا نظام الدین،المتوفی:1161ھ، فتاوی عالمگیری، کتاب الحیل،ج7، ص:392، مکتبہ ماجدیہ عیدگاہ طوغی روڈ کوئٹہ

یترک مالا یستقرض ورثته نصف صاع وتدفع الی مسکین ثم یتصدق المسکین علی بعض ورثته ثم یتصدق وثم وثم حتی یتم لکل صلوة ماذکرنا[190]۔

کہ جب کوئی آدمی فوت ہو جائے اور اس کے ذمہ قضاء نمازیں ہوں اور اس نے وصیت کی ہو کہ اس کی نمازوں کا کفارہ دے تو ہر نماز کے بدلے نصف صاع گندم اور وتر، اور ایک روزے کے لئے بھی نصف صاع دے، اور یہ میت کے ثلث، (تہائی) مال سے دیں گے۔ اور اگر وہ مال نہ رکھتا ہو تو اس کے ورثاء نصف صاع قرضہ لے کر مسکین کو دیں پھر مسکین وہ بعض ورثاء پر صدقہ کرے پھر ورثاء بطور فدیہ مسکین کو دے اسی طرح کرتے کرتے یہاں تک کہ فدایا مکمل ہو جائیں۔

بزازیہ میں:۔

مات وعلیه صلوات یطعم لکل صلوة حتی الوتر نصف صاع وان لم یکن له مال یستقرض نصف صاع ویعطیه المسکین ثم یتصدق به المسکین علی الوارث ثم الوارث الی المسکین ثم وثم حتی یتم لکل صلوة نصف صاع [191]۔

190- علامہ طاہر بن عبد الرشید، خلاصۃ الفتاوی، باب قضاء الفوائت، ج1ص:192، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ

191- البزاز، امام حافظ الدین محمد بن محمد الشھاب الکردری الحنفی التوفی، 827، فتاوی بزازیہ علی ھامش ھندیہ ، ص69، ج4، مکتبہ ماجدیہ طوغی روڈ کوئٹہ

اگر میت کا مال نہیں تو نصف صاع قرض لے کر مسکین کو دیا جائے پھر وہ مسکین اسے وارث پر صدقہ کرے پھر وارث مسکین پر اسی طرح کرتے جائیں یہاں تک کہ ہر نماز کے عوض نصف صاع ہو جائے۔

عین الھدایہ میں:۔

علامہ سید امیر علی، ہدایہ شریف کی شرح میں حیلہ اسقاط کا طریقہ لکھتے ہیں کہ "اگر یہ معلوم نہ ہو کہ میت پر قضاء فرائض کس قدر ہیں تو اس کا حیلہ یہ ہے کہ میت کی عمر میں سے ایام نابالغی نکال کر باقی ایک سال کا سب متروک فرض کر کے اس کی مقدار کفارہ مثلاً دس روپیہ ہیں اور پچاس سال حیات بحالت بلوغ ہیں تو ایک سال کا فدیہ ایک فقیر کو دے دے پھر وہ فقیر بھی مال مقبوضہ وارث کو ہبہ کر دے مع قبضہ پھر وارث اس کو میت کے دوسرے سال کے کفارہ میں دے مع قبضہ پھر فقیر اس کو وارث کو ہبہ مقبوضہ کر دے اسی طرح پچاس (سال) پورے ہوں تو سب فدیہ پورا ہو جائے گا[192]۔

[192]-علامہ امیر علی، عین الھدایہ، باب مایوجب القضاء والکفارۃ، ج1، ص921، مطبوعہ ادارہ نشریات اسلام قذافی مارکیٹ لاہور

منحۃ الخالق میں:۔

وکیل احناف علامہ ابن عابدین شامی رحمہ الباری کنز الدقائق کی شرح میں لکھتے ہیں

:یجمع الوارث عشرة رجال لیس فیهم غنی لقوله تعالی :"انما الصدقات للفقراء والمساکین" ولاعبد ،ولا صبی ولا مجنون لأن هبتهم لا تصح ۔۔۔۔۔۔۔فیدور المسقط بنفسه وارثا کان أو غیر وارث أو یوکل غیره فیقول المسقط أو وکیله لواحد من الفقراء هکذا فلان بن فلان ویذکر اسمه واسم ابیه فائتة صلوت سنة هذه فدیتها من ماله نملکک ایاها ویعلم ان المال المدفوع الیه صار ملکا له ،ثم یقول الفقیر هکذا وأنا قبلتها وتملکتها منک فیدفع المعطی ویسلم الیه فیقبض المعطی فحینئذ تصیر فدیة صلاة سنة کاملة مؤداة ثم یفعل مع فقیر آخر هکذا الی أن تتم العشرة الخ۔[193]

علامہ شامی نے یہاں پر بہت لمبی اور پر مغز بحث کی ہے پوری بحث کو یہاں پر نقل کرنا باعث طوالت ہے۔فرماتے ہیں کہ : وارث دس ایسے آدمیوں کو جمع کرے جس میں غنی نہ ہو کیونکہ فرمان باری تعالی ہے: کہ صدقہ فقراء اور مساکین کے لئے ہے۔نہ غلام ہو اور نہ مجنون کیونکہ اس کو ہبہ کرنا صحیح نہیں ۔۔۔۔پھر فرماتے ہیں کہ مسقط خود

---

[193]- ابن عابدین ،سید محمد امین ،المتوفی : 1252ھ،رسائل ابن عابدین ،الرسالہ الثامنہ ،ص:159،160، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور

دور کرے خواہ وہ وارث خود ہو یا غیر وارث ہو یا کسی دوسرے کو وکیل بنائے پس مسقط یا اس کا وکیل ان فقراء میں سے کسی ایک کو کہے گا کہ یہ فلاں جو فلاں کا بیٹا ہے ایک سال کی نمازوں کا فدیہ جو اس کا مال ہے تجھے مالک بناتا ہوں۔ اور یہ جاننا چاہئے کہ جو مال اس کو دیا جارہا ہے وہ اس کا مالک ہو گا۔ پھر فقیر اسی طرح کہے گا کہ میں نے اسے قبول کیا اور میں اس کا تجھے مالک بناتا ہوں پس وہ وارث یا وکیل کو دے دے گا پس وارث یا وکیل پھر اسے دے دے گا۔ یہاں تک کہ دس سال کی نمازوں کا فدیہ ادا ہو جائے گا اور اسی طرح باقی فقراء میں بھی یہی طریقہ اختیار کر لیں۔ الی آخرہ۔

بحر الرائق میں:۔

علامہ ابن نجیم مصری، شہرۂ آفاق شرح کنز میں رقم طراز ہیں کہ: **واذامات الرجل وعلیہ صلوات فائتۃ۔۔۔ ویدفع الی مسکین ثم یتصدق المسکین علی بعض ورثتہ ثم یتصدق ثم وثم حتی یتم لکل صلاۃ ما ذکرنا**[194]۔ کہ جب کوئی آدمی فوت ہو جائے اور اس کے ذمہ قضا نمازیں ہوں تو پھر وہ مسکین کو

194۔ابن نجیم، الشیخ زین العابدین بن ابراھیم بن محمد مصری الحنفی، المتوفی: 970ھ، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، باب قضاء الفوائت، ج2، ص: 159، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

دے پھر مسکین اس کے بعض ورثاء پر صدقہ کرے اسی طرح کرتے کرتے یہاں تک کہ تمام نمازوں کا فدیہ مکمل ہو جائے گا۔

حاشیہ شیخ شلبی میں:۔

علامہ شیخ شلبی نے بھی شرح میں مختصر مگر جامع انداز میں حیلہ اسقاط کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ: **رجل مات وقد فاته صلاة عشرة اشهر ولم يترك مالا استقرض وارثه نصف صاع بر ودفعه الى مسكين ثم يتصدق المسكين على الوارث فلا بد أن يفعل حتى يتم لكل صلاة نصف صاع بر** [195]۔ کہ جب کوئی آدمی فوت ہو جائے اور اس سے دس مہینوں کی نمازیں فوت ہو چکی ہوں اور وہ مال نہ رکھتا ہو تو ورثاء نصف صاع قرضہ لے کر مسکین کو دے اور مسکین وارث پر صدقہ کر دے یہاں تک کہ ہر نماز کے بدلے نصف صاع پورا ہو جائے۔

جامع الرموز میں:۔ علامہ شمس الدین محمد خراسانی رقم طراز ہیں کہ: **فيدفع اليه مايملكه فيقبضه ثم يهبه من الدافع ثم يقبضه ثم يدفعه الى مسكين ثم وثم الى ان**

195۔ شلبی، علامہ شہاب الدین احمد، حاشیۃ الشلبی علی تبیین الحقائق، ج1ص:338، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

ينتهي عمره[196]۔

کہ وارث فقیر کو دے جس کا مالک ہے وہ فقیر قبضہ کر کے پھر وارث کو دے دے اسی طرح کرتے کرتے یہاں تک کہ مقصود پورا ہو جائے۔

بنفع المفتی والسائل میں:۔

علامہ عبدالحیی لکھنوی رقم طراز ہیں وہ ایک سائل کا جواب دیتے ہیں سوال بمعہ جواب رقم کرتے ہیں ۔**الاستفسار** :۔**من مات وعليه صلوات كيف تؤدى كفارته ؟**

الاستبشار :۔**من مات وعليه فوائت واوصى بان يعطى كفارت صلاته يعطى لكل صلوة نصف صاع من بر وللوتر نصف صاع ولصوم يوم نصف صاع من ثلث ماله وان لم يترک مالا فالحيلة ان يستقرض قريبه نصف صاع ويدفعه الى مسكين ثم يتصدق المسكين عليه ثم وثم حتى يتم لكل صلوة ما ذكرنا كذا في الحمارية قلت هذه الحيلة وان كفت قضاء فلا تكفى ديانة فانما لكل امرء مانوى**[197]

۔

---

[196]۔ خراسانی، امام شمس الدین محمد، التوفی: 962ھ، جامع الرموز، کتاب الصوم، فصل موجب الافساد، ج1، ص: 370، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

[197]۔ لکھنوی، علامہ عبدالحیی، التوفی: 1304ھ، نفع المفتی والسائل، ص: 79، مطبوعہ کتب خانہ مجیدیہ، بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

ترجمہ :۔استفسار :۔ کہ جب کوئی فوت ہو جائے اور اس کے ذمہ قضاء نمازیں ہوں تو اس کے کفارہ کی ادائیگی کیسے کریں؟

استبشار :۔جب کوئی فوت ہو جائے اور اس کے ذمہ قضاء نمازیں ہوں اور اس نے وصیت کی ہو کہ اس کی نمازوں کا کفارہ ادا کریں۔ تو ہر نماز، وتر اور ایک دن کے روزہ کے بدلے نصف صاع گندم اس کے تہائی مال سے دے دیں اور اگر اس نے مال نہ چھوڑا ہو تو اس کا حیلہ یہ ہے کہ کسی قریبی سے نصف صاع گندم قرض لے کر مسکین کو دے اور مسکین پھر وارث پر صدقہ کرے، اسی طرح یہ عمل دہراتے ہوئے یہاں تک کہ تمام نمازوں کا فدیہ ادا ہو جائے۔ جس طرح کہ ہم نے ذکر کیا ہے اسی طرح حمادیہ میں ہے ۔(عبدالحیی) میں کہتا ہوں کہ یہ حیلہ اگر قضاء کافی ہو جائے پس دیانۃ کافی نہ ہو گا۔ کیونکہ ہر چیز کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔

الاشباہ والنظائر میں :۔

علامہ ابن نجیم بھی علامہ شامی کی طرح ہر تصنیف میں حیلے کا ذکر کرتے ہیں تا کہ عوام کے ذہنوں میں اس کا طریقہ راسخ ہو جائے آپ الاشباہ میں لکھتے ہیں: **أراد الفدية عن صوم ابيه أو صلاته وهو فقير يعطي منوين من الحنطة فقيرا ثم يستوهبه ثم يعطيه**

وھکذا الی ان یتم[198]۔ کہ جب کوئی اپنے والد کی فوت شدہ نمازوں کا کفارہ دینا چاہتا ہو (یا ارادہ رکھتا ہو) اور

حال یہ ہو کہ وہ فقیر ہو۔ تو وہ دو من گندم فقیر کو دیدے پھر فقیر وارث کو دے دے اسی طرح عمل دہراتے ہوئے یہاں تک فدایا مکمل ہو جائیں۔

ملتقط فی الفتاوی الحنفیہ میں:۔

امام ناصر الدین ابی القاسم محمد بن یوسف الحسینی السمرقندی علیہ الرحمۃ نے قسم کے حیلہ کے بارے میں نقل کیا ہے۔ ہم بھی بطور ثبوت حیلہ یہاں پر درج کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ: **وعن محمد بن مقاتل رحمة الله فیمن حلف ان یتصدق بماله لا بأس أن یتصدق بماله علی فقیر ویسلمه الیه ثم یرده الفقیر علیه بعد ماقبضن**[199]۔ محمد بن مقاتل بیان کرتے ہیں کہ جب کوئی یہ قسم کھائے کہ میں (تمام) مال کو صدقہ

198- ابن نجیم، الشیخ زین العابدین بن ابراھیم بن محمد مصری الحنفی ،المتوفی :970ھ،الاشباہ والنظائر ،باب الحیل،ص:407، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

199- الامام ناصر الدین ابی القاسم محمد بن یوسف الحسینی السمرقندی ، الملتقط فی الفتاوی الحنفیہ ،کتاب الطلاق ،ص:125، مکتبہ عربیہ کانسی روڈ کوئٹہ

کروں گا تو کوئی حرج نہیں کہ وہ اپنے مال میں سے فقیر کو دے اور فقیر قبضہ کر کے پھر اسے سپرد کر دے۔

کبیری مع صغیری میں:۔

شارح منیۃ المصلی علامہ ابراھیم الحلبی نے منیۃ المصلی کی دونوں شرحوں ''صغیری اور کبیری'' میں حیلہ اسقاط پر بحث کی ہے فرماتے ہیں: من مات وعلیه صلوات واوصی **بمال معين يعطى لكفارة صلواته لزم ويعطى لكل صلوة كالفطر وللوتر كذلک وكذاالصوم كل يوم وانما يلزم بتنفيذها من الثلث وان لم يوص فتبرع به بعض الورثة جاز وان كانت الصلوة كثيرة والحنطة قليلة يعطى ثلثة اصوع عن صلوات يوم وليلة مع الوتر للفقير ثم يدفعها الفقير الى الوارث ثم يدفعها الوارث اليه هكذا يفعل مرارا حتى يستوعب الصلوة ويجوز عطاؤها الفقير الواحد دفعة بخلاف كفارة اليمين والظهار والافطار**[200] ۔ جب کوئی فوت ہو جائے اور اس کے ذمہ فوت شدہ نمازیں ہوں اور مال معین میں سے اس نے وصیت بھی کی ہو۔ تو اس کی نمازوں کا کفارہ دینا لازم ہے اور ہر نماز کا فدیہ فطرہ کی طرح ہے اور اسی طرح وتر اور ہر دن کے روزے کے لئے بھی دے۔ اور یہ لزوم اس کے ثلث مال پر نافذ ہو گا اور اگر اس نے وصیت نہ کی ہو تو اس کے ورثاء تبرعا بھی دے سکتے ہیں (جائز ہے) اور جب نمازیں زیادہ ہوں اور گندم تھوڑی ہو تو تین صاع

200۔الحلبی، علامہ ابراھیم، المتوفی: 956، کبیری مع صغیری، ص: باب قضاء الفوائت، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ پاکستان

گندم اس کے ایک دن کی نمازوں مع الوتر کے ایک فقیر کو دے دے پھر فقیر وارث کو دے دے پھر وارث فقیر کو دے دے اسی طرح عمل دہرائے یہاں تک کہ نمازیں اس کی مکمل ہو جائیں۔اور ایک فقیر کو بھی اکٹھا دینا جائز ہے مگر کفارہ قسم، ظھار اور افطار میں ایک فقیر کو دینا جائز نہیں۔

التسیر میں:۔

علامہ اسعد محمد سعید الصاغرجی بھی مذکورہ طریقوں کی طرح اپنی کتاب میں وہی طریقہ رقم کرتے ہیں لیکن یہاں پر طریقہ کے بعد جو حساب کیا ہے اسی کو ہم نقل کرتے ہیں فرماتے ہیں: **وذالک کفارة ست صلوات لکل یوم و لیلة ستة أثمان المد ای ما یعادل خمسة عشر کیلو غراما قمحا تضرب فی ثلاثمائة و ستین یوما فتعدل خمسة الآف و اربع مائة کیلو غراما**[201]۔

اسی طرح چھ نمازوں میں دن اور رات میں (بمعہ وتر) یعنی اسے 15 کلو گرام گندم میں بدل ڈالیں اور اس کو 360 سے ضرب دیں تو یہ 5400 کلو گرام گندم (سالانہ کے حساب سے) ہو جاتی ہے۔

کفایت المفتی میں:۔

---

[201]-الصاغرجی، اسعد محمد سعید، التیسیر فی الفقہ الحنفی، ص:389، مطبوعہ دار الکلم الطیب دمشق، بیروت لبنان

علامہ کفایت اللہ دیوبندی اپنے فتاوی کفایت المفتی میں رقم طراز ہیں کہ "دوسری صورت یہ کہ وارث کے پاس بھی مال نہیں ہے یا ہے مگر وہ پورا فدیہ دینا نہیں چاہتا۔ تو اس کے لئے فقہاء نے ایک صورت تجویز کی ہے کہ اس پر عمل کرنے سے ممکن ہے کہ میت کا ذمہ بھی بری ہو جائے اور وارث پر بھی زیادہ بار نہ ہو۔ وہ یہ کہ جس قدر نمازوں کا وہ فدیہ دے سکتا ہو (خواہ اپنے مال سے یا قرضہ لے کر) اتنی نمازوں کی طرف سے وہ فدیہ کسی فقیر کو دے مثلاً اس کے پاس چار صاع گیہوں ہیں تو یہ کہے کہ یہ آٹھ نمازوں کا فدیہ ہے اور فقیر کو دے کر قبضہ کرادے۔ پھر وہ فقیر یہ گیہوں وارث کو ہبہ کر دے اور وارث قبضہ بھی کرلے۔ پھر یہ وارث وہی گیہوں اسی فقیر یا کسی دوسرے فقیر کو اور آٹھ نمازوں کے بدلے میں دے اور پھر وہ فقیر وارث کو ہبہ کر کے قبضہ کرادے اسی طرح اگر میت کے ذمہ اسی نمازیں تھیں تو دس مرتبہ دور کرادے یعنی وارث فقیر کو دے اور فقیر وارث کو ہبہ کرے اور ہر مرتبہ قبضہ کرلینا شرط ہے ورنہ صدقہ یا ہبہ صحیح نہیں ہو گا۔ پھر جب نمازیں پوری ہو جائیں تو روزوں کے بدلے اسی طرح کرے۔ پھر دوسرے واجبات کو اسی طرح پورا کیا جائے[202]۔

[202]۔ مفتی کفایت اللہ دیوبندی، فتاوی کفایت المفتی، کتاب الجنائز، ج4، ص156،155، مطبوعہ دار الاشاعت ، اردو بازار لاہور

قاضی شمس الحق افغانی کا نظریہ:۔

اگراس کا سوال یہ ہو کہ مفتیان صاحبان کی حیثیت قانونی مشیر کی سی ہوتی ہے اور اس کا کام مشورہ یارائے دینا ہوتا ہے تو فیصلہ قاضی کرتا ہے۔ تو لیجئے قاضی شمس الحق افغانی کی بھی سن لیجئے۔ آپ اپنے رسالہ صحیح مسلک کے نتیجے میں لکھتے ہیں کہ ''حیلہ اسقاط شرائط فقہاء کے مطابق جائزاور درست ہے[203]۔

رشید احمد گنگوہی کا نظریہ:۔

حیلہ کے جواز کے بارے میں مولوی رشید احمد گنگوہی، فتاوی رشیدیہ میں ایک مستفتی کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔ پورا فتوی مع استفتاء ملاحظہ کیجئے۔

السوال :۔بعد مرنے کے جو طریق اسقاط عوام کرتے ہیں کہ فرائض وواجبات تجویز کرکے اس کے فدیہ میں جو گندم وغیرہ مقرر ہوئے ان کے عوض ایک کلام اللہ شریف دے کر سب سے بری الذمہ ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا طریق مروجہ ثابت اور جائز ہے یا نہیں

(از عبدالعزیز مراد آبادی)

الجواب :۔ حیلہ اسقاط کا مفلس کے واسطے علماء نے وضع کیا تھا اب یہ حیلہ تحصیل چند فلوس کا ملانوں کے واسطے مقرر ہو گیا ہے حق تعالیٰ نیت سے واقف ہے وہاں حیلہ کار گر

203۔ قاضی شمس الحق افغانی، صحیح مسلک، ص 33، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اکوڑہ خٹک پاکستان

نہیں مفلس کے واسطے بشرط صحت نیت ورثہ کے کیا عجب ہے کہ مفید ہو ورنہ لغو اور حیلہ تحصیل دنیاویہ کا ہے۔فقط واللہ تعالی اعلم[204] ۔ رشید احمد عفی عنہ

اب مفلس وہ ہے جس کا مال کم اور فدیہ زیادہ ہو۔اور یہ بات غلط ہے کہ اس دور میں کوئی مفلس نہیں۔ جس کے پاس مال نہ ہو وہ بھی مفلس اور جس کے پاس نیکیاں نہ ہو وہ بھی مفلس، مولوی صاحب کے پاس خود مال وزر کے انبار ہوں گے تو دوسرے لوگ بھی اسے امیر نظر آتے ہیں۔اس لئے یہ فتوی دیا کہ مفلس کے واسطے چونکہ علماء نے وضع کیا تھا۔اس لئے آج بھی مفلس و فقیر موجود ہیں اور ہم انہی کے لئے حیلہ کرتے ہیں۔ہماری نیات خالص ہیں اس لئے اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔پس جب مال کم اور فدیہ زیادہ ہو تو وہ مفلس ہے۔اور مفلس کے لئے علماء نے اس کو وضع کیا ہے اور اس کی قبولیت کی امید حق تعالی سے کی جاسکتی ہے اور اس مستحسن امر کے جواز میں شک نہیں۔

سرفراز احمد گھکڑوی کا نظریہ:۔

سرفراز خان گھکڑوی اپنی کتاب راہ سنت میں حیلہ اسقاط کا طریقہ لکھتے ہیں ": فقہاء کرام نے اس کے لئے یہ حیلہ تجویز کیا ہے کہ جتنی مقدار میں گندم یا اس کی رقم کا اس کا ترکہ متحمل ہے تو وہ گندم یا رقم میت کا وارث کسی فقیر کو دے دے پھر فقیر وارث میت کو ہبہ کرے پھر وارث فقیر کو دے دے حتی کہ اتنی بار یہ معاملہ ہوتا رہے جتنی میں

---

[204]-گنگوہی، رشید احمد، المتوفی: 1323ھ، فتاوی رشیدیہ، ص116، مطبوعہ محمد سعید اینڈ کمپنی

نمازوں اور روزوں کا اندازہ پورا ہو جائے۔یہی صورت فقہ حنفی کی متعدد کتابوں میں لکھی ہے[205]۔

مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی لکھتے ہیں:

مسائل فدیہ نماز و روزہ کے تحت لکھتے ہیں جن شخص نے نماز روزہ یا حج زکٰوۃ وغیرہ کی کوئی وصیت کی تو یہ وصیت اس کے ترکہ کے صرف ایک تہائی حصہ میں جاری کرنا وارثوں پر لازم ہو گا۔ ایک تہائی ترکہ سے زائد کی وصیت ہو تو وہ سب وارثوں کی اجازت ورضامندی پر موقوف ہے اگر وہ سب یا ان میں کوئی اجازت نہ دے تو مشترکہ سے وصیت پوری نہیں کی جاسکتی اور اگر وارثوں میں کوئی نابالغ ہے۔ تو اس کی اجازت بھی معتبر نہیں۔اس حصہ پر ایک تہائی سے زائد کی وصیت کا کوئی اثر نہ پڑنا چاہیے ہدایہ، عالمگیری شامی وغیرہ۔اور جس شخص نے وصیت کی ہو اور مال بھی اتنا چھوڑا ہو کہ اس کے ایک تہائی میں ساری وصیتیں پوری ہو سکیں تو وصی اور وارثوں کے ذمہ واجب ہے کہ اس وصیت کو پورا کریں۔اس میں کوتاہی کریں یا میت کا مال موجود ہوتے ہوئے اس کے نماز، روزہ کے فدیہ میں حیلہ حوالہ پر اعتماد کر کے مال کو خود تقسیم کر لیں تو گناہ ان کے ذمہ رہے گا۔ وصیت کرنے میں واجبات و فرائض کی ادائیگی کی صورت ہو گا۔

---

[205]۔گھکڑوی، سرفراز خان صفدر، المنہاج الواضح، راہ سنت، ص:280،279، مطبوعہ مکتبہ صفدریہ، گوجرانوالہ

۱۔ ہر روز کی نمازیں وتر سمیت چھ لگائی جائیں گی اور ہر نماز کا فدیہ پونے دو سیر گندم یا اسکی قیمت ہو گی۔ یعنی ایک دن کی نمازوں کا فدیہ ساڑھے دس سیر گندم یا اسکی قیمت ہو گا۔

۲۔ ہر روزہ کا فدیہ پونے دو سیر گندم یا اسی کی قیمت ہو گی۔ رمضان کے روزوں کے علاوہ اگر کوئی نذر (منت) مانی ہوئی ہے تو اس کا بھی فدیہ دنیا ہو گا۔

۳۔ زکوۃ جتنے سال کی اور جتنی مقدار مال کی رہی ہے۔ اس کا حساب کر کے ادا کرنا ہو گا۔

۴۔ حج اگر ادا نہیں کر سکا تو میت کے مکان سے کسی کو حج بدل کے لئے بھیجا جائے گا۔ اور اسکا پورا کرایہ وغیرہ تمام مصارف ضروریہ ادا کرنے ہونگے۔

۵۔ کسی انسان کا قرض ہے۔ تو اس کو حق کے مطابق ادا کرنا ہو گا۔

۶۔ جتنے صدقۃ الفطر رہے ہوں ہر ایک کے پونے دو سیر گندم یا اسکی قیمت ادا کی جائے۔

۷۔ قربانی کوئی رہ گئی ہوں تو اس میں ایک بکرے یا ایک حصہ گائے کی قیمت کا اندازہ کر کے صدقہ کیا جائے۔

۸۔ سجدۃ تلاوت رہ گئی ہوں تو احتیاط اسی میں ہے کہ ہر سجدہ کے بدلے پونے دو سیر گندم یا اسکی قیمت کا صدقہ کیا جائے۔

۹۔ اگر فوت شدہ نمازوں یا روزوں کی صحیح تعداد معلوم نہ ہو تو تخمینہ سے حساب کیا جائے گا۔ یہ سب احکام اس صورت میں ہیں جب مرنے والے نے وصیت کی ہو اور

بقدر وصیت مال چھوڑا ہو اور اگر وصیت نہیں کی یا ادائے وصیت کے مطابق کافی ترکہ نہیں ہے۔ تو وارثوں پر اس کے فرائض و واجبات کا فدیہ ادا کرنا لازم نہیں ہاں وہ اپنی خوشی سے ہمدردی کرنا چاہیں تو موجب ثواب ہے[206]۔

امدادالاحکام میں:

امدادالاحکام جو کہ امداد الفتاوی کا تکملہ ہے۔ اس میں علامہ ظفر احمد عثمانی اور علامہ مفتی عبدالکریم گمتھلوی رقمطراز ہیں۔ کہ صوم وصلوۃ عن المیت کے ادا کرنے کا حیلہ بطریق صحیح یہ ہے۔ جو عالمگیریہ میں لکھا ہے۔ یعنی اس کا حیلہ یہ ہے۔ کہ جتنی نمازیں اور روزے میت کے ذمہ ہیں انکہ مقدار کے موافق فدیہ کے غلہ کا حساب کیا جائے۔ مثلا میت کے اوپر فدیہ میں سو100 من غلہ واجب ہے۔ جس کی قیمت500 روپیہ ہے۔ پھر جتنی رقم میت کے ثلث مال سے نکل سکتی ہو وہ فقیر کو فدیہ کہکر دی جاوے پھر اس سے کہا جاوے کہ رقم تو ہم کو ہبہ کر دے جب وہ ہبہ کر دے تو پھر اسی کو فدیہ کہہ کر دی جائے پھر اس سے بطور ہبہ مانگ لی جاؤے اسی طرح کرتے رہیں یہاں تک کہ مقدار مذکور پوری ہو جائے۔ اور ثلث مال کی قدر دنیا اس وقت واجب ہیں جب کہ میت فدیہ صوم وصلٰوۃ کی وصیت کر گیا ہو۔ اور اگر وصیت نہ کی ہو تو پھر جتنی

---

[206]- محمد، شفیع، مفتی، جواہر الفقہ، ج 1، ص، 563، 564 باب، حیلہ اِسقاط کی شرعی حیثیت، مطبوعہ، مکتبہ دارالعلوم کراچی

رقم ورثہ خوشی کے ساتھ اس فدیہ میں دنیا گوارہ کریں اس میں یہی عمل کیا جائے۔ مگر نا بالغوں کے حصہ میں سے کچھ نہ لیا جائے[207]

2 جمادی الثانیہ 41ھ

اشرف علی تھانوی 15 جمادی الثانیہ

تبصرہ:۔ افسوس اس بات پر ہوتا ہے کہ مخالفین حیلہ کی ایسی تحریریں جس میں اہل سنت والجماعت کو ثبوت مل رہے ہوں وہ تحریریں صرف کتابوں میں لکھنے تک محدود ہوتی ہیں۔ مقام حیرت ہے کہ یہ لوگ عقائد صحیحہ کی تشہیر اور پبلسٹی اپنے دامن کو پاک کرنے کے لئے کتب کی زینت تو بنا لیتے ہیں لیکن اندرون خانہ ان عقائد صحیحہ کے منکر ہوتے ہیں اور دوغلی پالیسی (منافقت) کے مرتکب ہوتے ہیں۔

چلو آپ کی زبانی ہمارے حیلہ اسقاط کے دائرے میں، خان، وڈیرے، نواب ہوتے ہیں لیکن آپ لوگ فقہاء کرام کی ان متعدد عبارات کو کیوں بھلائے بیٹھے ہیں۔ ایک طریقے میں تھوڑی سی غلطی پر سارا مستحسن طریقہ ترک کرنا، علماء کا طریقہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ چاہئے تو یہ تھا کہ یہ لوگ اصل طریقے پر اتنا زور دیتے کہ بدعات کی جڑ نکل جاتی اور عوام صحیح طریقہ پہچان جاتے۔ بقول آپ کے اگر ہمارا طریقہ ٹھیک نہیں تو آپ نے جو شرعی طریقہ لکھا ہے کم از کم اس کے مطابق تو عمل کریں لیکن: بقول شاعر:

خشت اول چو نہد معمار کج   تا ثریا میرود دیوار کج

[207]-امداد الاحکام جلد اول 19، 29 ناشر مکتبہ دار العلم کراچی نمبر 14

ان کے بڑوں نے جب اس انکار کی بنیاد رکھی ہے تو آج اگر وہ چڑھتے سورج کے منکر ہو جائیں پھر بھی وہ ضد پر قائم رہیں گے لیکن انکار سے اقرار نہیں کریں گے۔اللہ کرے یہ لوگ اپنی آنکھوں سے عصبیت کی وہ ساری عینکیں اتار دیں جنہوں نے تلاش حق کے مسافروں کو ہمیشہ گمراہ کیا ہے۔دراصل انہی لوگوں نے مومنین کے جذبہ عقیدت پر خون ریز حملہ کیا ہے۔

نوٹ:۔یہاں پر صرف ان کتابوں سے اقتباسات نقل کئے ہیں جن کا ذکر پچھلے صفحات پر نہیں کیا گیا ہے۔اور جن فقہاء کا پچھلے صفحات پر ذکر کیا ہے انہوں نے اپنی اپنی کتب میں اس کا بڑے التزام سے ذکر کیا ہے۔اللہ رب العزت سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

شرائط دیگر:۔

تدویر فدیہ کی چند شرائط پہلے بھی بیان کی جا چکی ہیں لیکن چند ایک شرائط رہ گئی ہیں جن کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ان شرائط کو بھی علامہ شامی نے اپنے رسالہ منۃ الجلیل لبیان اسقاط ما علی الذمۃ من کثیر و قلیل میں ذکر کیا ہے صرف ترجمے پر اکتفا کرتے ہیں۔

(1) فدیہ دینے والے کو چاہئے کہ وہ تدویر فدیہ کے وقت جملہ استفہامیہ سے اجتناب کرے یعنی یوں نہ کہے کہ کیا تو نے اس فدیہ کو قبول کر لیا؟ بلکہ یوں کہے کہ یہ فلاں کی نمازوں کا فدیہ ہے اس کو لے لیں۔

(2) تدویر فدیہ کے وقت ایجاب و قبول میں جلدی نہ کریں۔

(3) کوئی اجنبی شخص تدویر نہ کرے ہاں مگر وارث کی اجازت سے۔

(4)دوران تدویر فقیر کو فدیہ ملکیت کی نیت سے دینا۔

(5)دائرہ میں مالدار، بچہ، مجنون نہ ہو۔

(6)فوت شدہ نمازوں اور دیگر حقوق مالیہ کا حساب کرنا۔

یہاں پر یہ بھی ذکر کرتا چلوں کہ اسقاط کے مال کی وجہ سے نماز معاف نہیں ہوتی بلکہ زندگی کے زمانہ میں نماز نہ پڑھنے کا جو قصور میت سے ہو چکا ہے اور اب اس کا بدلہ میت سے ناممکن ہے اور میت اس میں گرفتار ہے اس کے قصور معاف کرانے کا یہ حیلہ ہے ۔کیونکہ: **ان الصدقة لتطفی غضب الرب۔**[208]صدقہ غضب الٰہی کو ٹھنڈا کرتا ہے۔

میت کے جنازہ کے ساتھ قرآن مجید لے کر جانا:۔

حیلہ اسقاط کے بعد اس مسئلہ کو بھی واضح کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ قرآن مجید کو میت کے ساتھ لے جانا کیسا ہے؟

اس بارے میں عرض یہ ہے کہ قرآن پاک کو میت کے ساتھ لے جانا ایک مستحسن امر ہے اور اس سے مقصود ذریعہ و وسیلہ مغفرت ہے۔اور اس کی دلیل فرمان خداوندی ہے

---

[208]۔ شیخ ولی الدین تبریزی، المتوفی: 742ھ، مشکوۃ المصابیح، ص: 168، باب فضل الصدقۃ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

ارشاد باری تعالی ہے :"**وقال لهم نبيهم ان آية ملكه ان يأتيكم التابوت فيه سكينة**"[209]
-

اسی آیت کے تحت علامہ فخر الدین رازی اپنی تفسیر الفخر الرازی المشتھر بالتفسیر الکبیر میں رقم طراز ہیں فرماتے ہیں کہ پہلے تو یہ کہ "**قال اصحاب الاخبار ان الله تعالى أنزل على آدم عليه السلام تابوتا فيه صور الانبياء من اولاده فتوارثه اولاد آدم الى ان وصل الى يعقوب ثم بقي في أيدى بني اسرائيل فكانوا اذا اختلفوا في شئ تكلم وحكم بينهم واذا حضروا القتال قدموه بين ايديهم يستفتحون به على عدوهم۔**"

اصحاب اخبار کہتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام پر ایسا تابوت نازل کیا جس میں آپ کی اولاد انبیاء علیہم السلام کی تصویریں تھیں۔ پس حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد اس کی وارث بنی۔ یہاں تک کہ یہ حضرت یعقوب علیہ السلام تک پہنچا۔ پھر بنی اسرائیل کے ہاتھوں میں رہا۔ جب ان کا کسی چیز میں اختلاف ہوتا تو وہ اس پر فیصلہ کرتے اور (جب) جنگ میں جاتے تو اس کو اپنے سامنے رکھتے اور دشمن کے خلاف اسی کے وسیلے سے فتح حاصل کرتے۔

---

[209]-البقرہ:248

دوسری روایت یہ ہے: **ان التابوت صندوق کان موسی علیہ السلام یضع التوراۃ فیہ**[210]۔کہ تابوت ایک صندوق تھا اس میں موسی علیہ السلام تورات رکھتے ۔ توجب بنی اسرائیل ایک صندوق جس میں انبیاء کی تصویریں یا جس میں حضرت موسی علیہ السلام تورات رکھا کرتے تھے اس صندوق کو سامنے رکھ کر فتح سے ہمکنار ہوتے تو اس وجہ سے اہل سنت والجماعت قرآن پاک کو میت کے ساتھ لے جاتے ہیں تاکہ اللہ رب العزت اس قرآن پاک کے صدقے (جو شعائر اللہ میں سے ہے)کے صدقے میت پر رحم وکرم فرمائے اور عذاب سے محفوظ فرمائے۔

شرائع من قبلنا کی تصریح:۔

یہاں پر یہ بھی سوال ہو سکتا ہے کہ شرائع من قبلنا میں تین مذہب ہیں جس کی تفصیل کتب اصول فقہ میں مذکور ہے۔ ہمارا مذہب یہ ہے کہ **شرائع من قبلنا** ہم پر واجب ہیں "**علی انہ شریعۃ**" جب خدا اور سول کریم ﷺ بلا انکار بیان کریں۔ اور اس کا کوئی ناسخ بھی نہ ہو تو شرائع من قبلنا ہمارے لئے حجت ہیں۔

---

[210]- امام محمد الرازی، فخر الدین ابن العلامہ ضیاء الدین، التوفی: 604ھ، تفسیر الفخر الرازی (کبیر) سورۃ البقرہ ،ج3، ص: 191، دار الفکر لطباعۃ والنشر والتوزیع بیروت، سن طباعت 1995م

لہٰذا جب تابوت کو نجات من العدو بنایا جاسکتا ہے تو اگر قرآن پاک کو ہم نجات من العذاب عن المیت بنائیں تو جائز ہے۔ یہاں پر یہ بھی سوال ہوتا ہے کہ پھر صحابہ کرام علیھم الرضوان، جنگ کی طرف قرآن مجید کو کیوں نہ لے کر گئے؟

توجواب یہ ہے کہ پہلے تو صحابہ کرام علیھم الرضوان سے عدم وقوع کسی چیز کے عدم جواز پر دلالت نہیں کرتا۔ دوسری بات یہ کہ صحابہ کرام علیھم الرضوان کا قرآن پاک کو قتال میں لے جانا اس لئے ثابت نہیں کہ قرآن پاک کے ضائع ہونے کا خوف تھا۔ لہذا قرآن پاک کو قتال میں لے جانے سے خوف تضییع وتوھین من الکفار مانع ہوا۔ لیکن میت کے ساتھ لے جانے میں یہ خوف نہیں بلکہ بقصد تبرک بڑے تحفظ اور احتیاط سے لے جاتے ہیں پس بطریقہ اعزاز واحترام وتوقیر کتاب اللہ ہمراہ میت لے جانا مفید ومستحسن ہوگا۔

اور ایک اور دلیل وہ یہ کہ نامور صحابی رسول ﷺ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنی ٹوپی میں سرکار دوعالم ﷺ کے موئے مبارک رکھتے اور جنگ میں جاتے اور اسی کی برکت سے فتح ونصرت پاتے۔ قاضی عیاض مالکی نے اپنی مایہ ناز تصنیف میں اس کا

ذکر کیا ہے لکھتے ہیں کہ: **وکانت شعرات من شعرہ فی قلنسوۃ خالد بن الولید فلم یشھد بھا قتالا الا رزق النصر**[211]۔

نبی کریم ﷺ کا ایک موئے مبارک حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی میں تھا جب بھی وہ اس کے ساتھ جنگ میں جاتے ان کو فتح نصیب ہوتی۔

جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سرکار دوعالم ﷺ کے موئے مبارک کو نجات من العدو اور فتح ونصرت کے لئے وسیلہ بناتے تھے تو میت کے ساتھ قرآن پاک رکھ کرلے جانا نجات من العذاب بنانا جائز ہے۔احادیث مبارکہ میں بھی اس مسئلے کی تائید موجود ہے چند ایک ملاحظہ ہوں۔

امام بخاری اپنی صحیح میں حدیث نقل کرتے ہیں کہ **"عن انس بن مالک ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کان اذا قحطوا استسقی بالعباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ فقال اللھم انا کنا نتوسل الیک بنبینا صلی اللہ علیہ وسلم فتسقینا وانا نتوسل الیک بعمّ نبینا فاسقنا قال فیسقون"**[212]۔

---

[211]- قاضی عیاض مالکی ،المتوفی :الشفاء بتعریف حقوق المصطفی ﷺ،ج1،ص463،فصل فی کراماتہ وبرکاتہ ،مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت

[212]-البخاری، محمد بن اسماعیل،المتوفی۔ صحیح البخاری ج1ص137، باب الاستسقاء مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی

جب مدینہ طیبہ کے لوگ قحط میں مبتلا ہوتے تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے بارش کی دعا مانگتے۔اور کہتے :اے اللہ! ہم تیرے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے بارش طلب کرتے تھے تو ہمیں بارش سے نوازتا تھا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کے وسیلہ سے بارش طلب کرتے ہیں پس ہم پر بارش نازل فرما تو ان پر بارش ہوتی۔

اس حدیث مبارکہ سے وسیلے کا ثبوت بھی ملتا ہے کہ محبوبان خدا کا وسیلہ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں پیش کرنا مذکور حدیث سے ثابت ہے۔اور اسی حدیث سے یہ ثبوت بھی ملتا ہے کہ میت کے ساتھ قرآن مجید کو قبر تک لے جانا درست ہے۔

عن سهل ان امراة جاء ت النبى صلى الله عليه وآله وسلم ببردة منسوجة فيها حاشيتها تدرون ماالبردة قالوا الشملة قال نعم قالت نسجتها بيدى فجئت لاكسوها فاخذها النبى صلى الله عليه وآله وسلم محتاجا اليها فخرج الينا وانها ازاره فحسنها فلان فقال اكسنيها مااحسنها فقال القوم ما احسنت لبسها النبى صلى الله عليه وآله وسلم محتاجا اليها ثم سألته وعلمت انه لايرد قال انى والله ماسألته لابسه وانما سألته لتكون كفنى قال سهل كفنه[213]۔

---

[213]۔ محمد بن اسماعیل البخاری، المتوفی، صحیح بخاری، ج1، ص170، باب الجنائز مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی

ایک عورت نبی مکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں چادر لے کر حاضر ہوئی اوراس میں حاشیہ (باڈر) تھا(راوی کہتے ہیں) کیاتم جانتے ہو بردہ کیاہے ؟(تو سننے والوں نے کہا)آیا شملہ ہے ؟تو(راوی نے کہا)ہاں۔تواس عورت نے عرض کی میں نےاس چادر کواپنے ہاتھ سے بنا ہے میں یہ لے کر آئی ہوں تاکہ آپ کوپہناؤں ۔ نبی کریم ﷺ ہماری طرف تشریف لائے درآنحالیکہ وہ چادر آپ کے اوپر تھی۔توفلاں آدمی نےاس چادر کی تعریف کی اور عرض کی ! یہ مجھے پہنایئے کتنی خوبصورت ہے۔تولوگوں نے (اس فلاں سے) کہاتو نے اچھانہیں کیا۔نبی کریمﷺ نے ضرورت میں اس کوپہنا پھر تم نے آپ ﷺ سے سوال کیا۔حالانکہ تم جانتے ہو کہ نبی کریمﷺ کسی کو(خالی) نہیں لوٹاتے تواس(فلاں) نے کہا:اللہ کی قسم!میں نےاس کوپہننے کے لئے سوال نہیں کیا میں نے اس کو کفن بنانے کے لئے سوال کیا ۔سہل نے کہا :اس کو (اس چادرسے)کفن پہنایا گیا۔

اس حدیث مبارکہ میں صحابی رضی اللہ عنہ کا عمل ہمیں بتلاتا ہے کہ بزرگان دین اور محبوبان خداکے تبرکات(مراد چادر مبارک سے کفن بنانا،موئے مبارک رکھنا)قبر میں ساتھ رکھنا باعث خیر وبرکت ہے۔اور جائزہے۔اوراس سے یہ بھی پتہ چلتاہے کہ اگر

ہم جنازے میں میت کے ساتھ قرآن مجید اس کی قبر تک لے جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ باعث خیر و برکت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اعتراضات وجوابات

اعتراض نمبر ا:۔ منکرین حیلہ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اس طرح حیلہ کرنے سے لوگوں کے دلوں سے احساس جرم جاتا رہے گا وہ جب سمجھیں گے کہ نماز روزہ ادا کئے بغیر حیلے کے ذریعے خلاصی ہوسکتی ہے تو ادا کرنے کی کیا ضرورت ؟
الجواب :۔اس کا جواب حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی اور علامہ عبد الحکیم شرف قادری نے بہت خوبصورت انداز سے دیا ہے ۔بالترتیب ہدیہ قارئین ہے ۔
یہ اعتراض تو ایسا ہے جیسے بعض آدمیوں نے اسلام پر اعتراض کیا کہ مسئلہ زکوۃ سے مسلمانوں میں بیکاری پیدا ہوتی ہے اور مسئلہ توبہ سے آدمی گناہ پر دلیر ہوتا ہے کیونکہ غریب کو جب معلوم ہے کہ مجھے زکوۃ کا مال بغیر محنت ملے گا تو کیوں محنت کرے اسی طرح جب آدمی کو معلوم ہو گیا کہ توبہ سے گناہ معاف ہو جاتا ہے تو خوب گناہ کرے گا۔ جیسے یہ اعتراض محض لغو ہے اسی طرح یہ بھی کیونکہ جو شخص کہ فدیہ نماز پر دلیر ہو کر

نماز کو ضروری نہ سمجھے وہ کافر ہو گیا اور یہ مال نماز کا فدیہ ہے نہ کہ کفر کا نیز اگر کوئی شخص مسئلہ صحیحہ کو غلط استعمال کرے تو غلطی اس استعمال کرنے والے کی ہے نہ کہ مسئلہ کی۔ نیز یہ مسئلہ اسقاط صدہا سال سے مسلمانوں میں مشہور ہے لیکن آج تک ہم کو تو کوئی بھی مسلمان ایسا نہ ملا جو اس اسقاط کی بناء پر نماز سے بے پرواہ ہو گیا ہو[214]۔ اور اس اعتراض سے پھر تو آپ توبہ اور شفاعت کا بھی انکار کر دیں گے کیونکہ کہا جا سکتا ہے کہ جب اس طرح نجات مل سکتی ہے تو عبادات کے ادا کرنے اور گناہوں سے بچنے کی کیا ضرورت ہے۔ عقل و دانش رکھنے والا ہر شخص جانتا ہے کہ ہمیں شریعت مطہرہ کی پابندی ہی کرنی چاہئے ۔احکام کی ادائیگی نہ ہو سکی تو لازما قضا کرنی چاہئے لیکن اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ اگر شامت نفس سے کچھ کوتاہیاں ہو گئی ہیں تو اللہ تعالی کی رحمت سے ناامید نہیں ہو جانا چاہئے بلکہ جب تک ہمیں شریعت کے مطابق کوئی راستہ ملے گا اسی کو اپنائیں گے[215]۔

---

[214]۔ حکیم الامت، مفتی احمد یار خان نعیمی، المتوفی: جاء الحق، ج1 ص: 391، باب الااسقاط، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

[215]۔عبد الحکیم شرف قادری، غایۃ الاحتیاط، ص: 47، مطبوعہ مکتبہ رضویہ چنت گڑھ انجن شیڈ لاہور

اعتراض نمبر ۲:۔ بعض یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اگر حیلہ اسقاط اتنا لازمی ہے تو صحابہ یا تبع صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین یعنی قرون ثلاثہ میں کہیں اس کا ثبوت نہیں تو اس لئے یہ بدعت کے زمرے میں آتا ہے اور **کل بدعۃ ضلالۃ**؟

الجواب:۔ جواب یہ ہے کہ آج کل بہت سے امور ایسے ہیں جو بالکل نئے ہیں اور مخالفین بھی اسے بغیر کسی چون وچرا کے کرتے ہیں ایسے امور کی فہرست بڑی طویل ہے۔ لیکن جاننا چاہیئے کہ ایسے مسائل اور امور میں احکام کی نوعیت کو دیکھا جاتا ہے۔ کیونکہ ٹوٹل امور دو قسم کے ہوتے ہیں۔(1) اوامر (2) منہیات اوامر ونواہی کے بارے میں قرآن وحدیث کے واضح ارشادات موجود ہیں لیکن کچھ امور ایسے ہیں جن کا نہ امر ہوا ہے اور نہ اس کے بارے میں نہی وارد ہے۔ تو اس صورت میں کام کی نوعیت کو دیکھا جائے گا۔ کہ اگر یہ کام اسلامی اصولوں اور جمہور فقہاء ومحدثین کی رائے اور اصولوں کے مطابق ہے اور قانون شریعت سے اس کا ٹکراؤ نہیں تو اس کام کو بلاخوف وخطر کریں۔ پھر اس پر حرمت کا حکم لگانا یہ بھی ٹھیک نہیں کیونکہ **الحکم الشرعی لا یثبت الا بدلیل شرعی**۔ کسی چیز پر حکم لگانا صرف دلیل شرعی کے موجود ہونے سے ہوتا ہے۔ اور اللہ رب العزت کا فرمان کہ **"وما آتاکم الرسول فخذوہ ومانہاکم عنہ**

فانتھوا"[216]۔ توجب شارع علیہ السلام نے کسی چیز کا حکم نہ دیا ہو اور نہ اس سے منع کیا ہو تو حرمت کیسے ثابت ہوتی ہے؟

اس لئے حیلہ اسقاط بھی جمہور فقہاء و محدثین کا ثابت شدہ مسئلہ ہے۔ اس لئے یہ بھی جائز وروا ہے۔ دوسرا یہ کہ یہ بھی ایک قسم کا ایصال ثواب ہے اور ایصال ثواب قرون ثلاثہ میں موجود اور باقاعدہ حدیثیں اس کے ثبوت پر شاھد ہیں۔ اللہ تعالی سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اسے دھوکہ کہنا، فراڈ کہنا، جہالت اور حدیث و فقہ سے ناواقفی کی دلیل ہے ان حضرات کا وطیرہ و طریقہ یہی ہے کہ جو طریقے قرب الٰہی میں مدد و معاون ہوں وہ انہیں طریقوں کے سد باب میں دن رات مگن رہتے ہیں۔ لیکن اس کے برعکس جو چیزیں غضب الٰہی کا موجب ہیں ان چیزوں سے منع کرنے میں ذرا بھر بھی کوشش نہیں کرتے
اعتراض :۔**لیس للانسان الا ماسعی**[217]۔ کو معترض بطور دلیل پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میت کے لئے وہی سب کچھ ہے جو کچھ وہ خود عمل کرے دوسروں کے اعمال انہیں کچھ فائدہ نہیں دیتے۔

---

[216]۔الحشر:7

[217]۔النجم۔53

الجواب :۔اس اعتراض کا جواب تین تفاسیر ،خازن، جمل اور صاوی کی روشنی میں پیش کرتے ہیں۔ یہاں صرف ترجمہ ذکر کرتے ہیں تاکہ طوالت سے بچا جائے۔ مفسرین نے کئی طرق سے اس کے جوابات دیئے ہیں۔

(i) پہلا یہ کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کا حکم ہماری شریعت میں اللہ رب العزت کے اس فرمان **"والذین آمنوا واتبعتهم ذریتهم بایمان"**[218]۔ سے منسوخ ہے پس آباؤاجداد کی نیکیوں سے اولاد کو جنت ملتی ہے۔

(ii) دوسرا یہ کہ یہ آیت کریمہ قوم ابراھیم علیہ السلام اور قوم موسیٰ علیہ السلام کے لئے ہے اور جہاں تک اس امت کا تعلق ہے تو ان کے لئے اپنی سعی اور غیر کی سعی بھی مفید ہے۔

(iii) تیسرا یہ کہ اس آیت کریمہ میں الانسان سے مراد کافر ہے اور اس کا معنی یہ ہے کہ ان کے لئے بھلائی نہیں مگر وہ جو کچھ عمل کرے تو اس کی جزاء اسے دنیا میں ملے گی اس طرح کہ اس کے رزق میں فراخی ہو گی اس کا بدن سلامت ہو گا اور آخرت میں اس کے لئے کوئی بھلائی نہیں ہو گی۔ **روی ان عبداللہ بن ابی سلول کان اعطی العباس قمیصا البسه ایاہ فلما مات ارسل رسول اللہ ﷺ قمیصه لیکفن فیه فلم یبق له**

---

[218] ۔طور۔52

فی الآخرۃ حسنۃ یثاب علیھا ۔ کہ روایت ہے کہ عبداللہ بن ابی سلول نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو ایک قمیص دی تھی ۔ تو جب عبداللہ بن ابی مر گیا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنی قمیص بھیجی تا کہ اس میں اسے کفن دے ۔ پس (اس قمیص کا) بدلہ اس دنیا میں دیا اور آخرت میں اس کی کوئی نیکی باقی نہ رہی۔

(iv) چوتھا یہ کہ **لیس للانسان الا ماسعی** ۔ باب عدل میں سے ہے اور جہاں تک باب فضل کا تعلق ہے تو جائز ہے کہ اللہ رب العزت اپنے فضل و کرم سے جتنا چاہے اضافہ کر دے [219]۔

علامہ جمل :۔ پھر اس کے جواب میں لکھتے ہیں کہ شیخ تقی الدین ابو العباس احمد بن تیمیہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی یہ اعتقاد رکھے کہ انسان کو اپنے عمل کے سوا کوئی چیز نفع نہیں دے سکتی تو اس نے خرق اجماع کیا اور اس کا یہ قول کثیر وجوہ سے باطل ہے ۔ (1) پہلا یہ کہ انسان غیر کی دعا سے نفع مند ہوتا ہے اور یہ انتفاع بعمل الغیر ہے ۔

---

[219] - خازن ، علاؤالدین علی بن محمد بن ابراھیم ، المتوفی : 725ھ لباب التاویل فی معانی التنزیل المعروف بالتفسیر الخازن ، ج4، ص: 199، مطبوعہ مکتبہ التجاریہ الکبری، باؤل شارع محمد علی مصر الطبع الاولی: 1348
صاوی احمد بن محمد المالکی، المتوفی 1241ھ تفسیر صاوی علی الجلالین، الجزء الرابع، ص: 135، مطبوعہ شرکۃ ومطبعۃ مصطفی البابی الحلبی واولادہ بمصر

(2) دوسرا یہ کہ سرکار دوعالم ﷺ حساب وکتاب کی جگہ کھڑے ہونے والوں کی شفاعت فرمائیں گے پھر جنت میں داخل فرمائیں گے۔

(3) تیسرا یہ کہ اھل الکبائر (گناہ کبیرہ کے مرتکب) کو دوزخ سے نکالیں گے اور یہ نفع من سعی الغیر ہے۔

(4) چوتھا یہ کہ ملائکہ، اھل زمین کو دعائیں اور استغفار کرتے رہتے ہیں اور یہ غیر کے عمل سے نفع ہے۔ جس طرح کہ قرآن مجید میں ہے: **والملائکۃ یسبحون بحمد ربھم ویستغفرون لمن فی الارض۔**

(5) پانچواں یہ کہ اللہ تعالیٰ محض اپنی رحمت سے اس کو بھی دوزخ سے رہائی دے گا جنہوں نے کبھی خیر کا عمل کیا نہ ہو اور یہ فائدہ غیر کے عمل سے ہے۔

(6) چھٹا یہ کہ مؤمنین کی اولاد جنت میں اپنے آباء کے عمل کی وجہ سے داخل ہوگی اور یہ صرف غیر کے عمل سے انتفاع ہے۔

(7) ساتواں یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے دو یتیم بچوں کے واقعے میں فرمایا: **وکان ابو ھما صالحا**۔ کہ ان کا والد نیک تھا پس اسے اپنے والد کے نیک عمل سے نفع حاصل ہوا نہ کہ انہوں نے خود نیک عمل کیا۔ (کہ خضر علیہ السلام نے ان کی دیوار سیدھی کی)

(8) آٹھواں یہ کہ سنت واجماع سے یہ ثابت ہے کہ میت کو صدقہ اور عتق سے نفع ملتا ہے اور یہ عمل غیر ہے۔

(9) نواں یہ کہ حج فرض شدہ ولی کے ادا کرنے سے میت کے ذمہ سے وہ فرضیت ساقط ہو جاتی ہے اور یہ عمل غیر سے انتفاع ہے۔

(10) دسواں یہ کہ حج منذور یا صوم منذور وغیرہ کے عمل (سے ادا) کرنے کے ساتھ میت کے ذمے سے ساقط ہو جاتی ہے اور یہ حدیث سے ثابت ہے یہ انتفاع بعمل الغیر ہے

(11) گیارہواں یہ کہ مقروض پر سرکار دو عالم ﷺ جنازہ پڑھانے سے رکے رہے یہاں تک کہ اس میت کا قرض ابو قتادہ نے ادا کیا اور دوسرے ایک کا قرض حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ادا کیا۔ پھر اس کے بعد سرکار دو عالم ﷺ کے جنازہ پڑھانے کا نفع ان کو حاصل ہوا اور یہ عمل غیر ہے۔

(12) بارہواں یہ کہ نبی کریم ﷺ نے اکیلے نماز پڑھنے والے کے بارے میں فرمایا : کیا ہے کوئی جو اس پر صدقہ کرے پس اس کے ساتھ ایک نے نماز پڑھی تو اس نے جماعت کی فضیلت پائی۔ اور یہ فضیلت غیر کے فعل کے ساتھ ہے۔

(13) یہ کہ اہل ذکر کے ساتھ بیٹھنے والوں پر رحم کیا جاتا ہے اگرچہ وہ ان میں سے نہ ہو بلکہ کسی دوسری حاجت کے لئے بیٹھا ہو اور اعمال نیات کے ساتھ ہے۔ پس اسے غیر کے عمل کے ساتھ نفع حاصل ہوا۔

(14) جمعہ، کثیر تعداد کے اجتماع سے حاصل ہوتا ہے اور اسی طرح جماعت بھی کثرت عدد سے اور یہ بعض کے بعض کے ساتھ ملنے سے نفع (فضیلت) پاتے ہیں۔
(15) بے شک اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کے بارے میں فرمایا: **وما کان الله لیعذبهم وانت فیهم** دوسری جگہ ارشاد ہے: **ولولا رجال مؤمنون ونساء مؤمنات** اور تیسری جگہ ارشاد ہے۔ **ولولا رفع الله الناس بعضهم ببعض** ۔ پس اللہ رب العزت نے بعض لوگوں سے بعض کو سبب عذاب کو اٹھالیا ہے۔ اور یہ انتفاع بعمل الغیر ہے۔ اسی طرح اور بھی کثیر مثالیں موجود ہیں۔ پس جب انسان نے اس عمل سے جس کو اس نے خود نہ کیا ہو نفع حاصل کر لیتا ہے۔ پس اس آیت کریمہ کو صریح کتاب وسنت اور اجماع امت کے خلاف کیسے پھیرا جا سکتا ہے[220]۔

---

[220]- الجمل ، سلیمان بن عمر العجیلی الشافعی ،المتوفی :1204ھ ،تفسیر الفتوحات الالھیۃ الجزء الرابع ،ص:237،236،235، مطبوعہ عیسی البابی الحلبی وشرکاہ بمصر
صاوی، احمد بن محمد المالکی، المتوفی: 1241ھ، تفسیر صاوی، الجزء الرابع، ص: 135، مطبوعہ شرکۃ ومطبعۃ مصطفی البابی الحلبی واولادہ بمصر

اور علامہ عبدالجلیل پشاوری رقم طراز ہیں کہ "ازمنکرین پرسیده میشود که چون ازسعی وعمل غیر مرمرده رافائده ونفع نمیر سد پس به مردگان خویش نمازجنازه چرامیخوانند[221]۔

منکرین سے پوچھاجائے کہ جب غیر کاعمل مردے کو فائدہ و نفع نہیں پہنچاسکتی تو پس مردوں پر نماز جنازہ کیوں پڑھتے ہو۔کیونکہ نماز جنازہ بھی توکار ثواب ہے اوراس کا نفع مردے کو پہنچتاہے۔

نتیجہ یہ نکلاکہ اگر معتزلہ کے اس مفہوم کو درست تسلیم کرلیاجائے توقرآن مجید کی بے شمار آیتیں اور بے شمار ضیاء بار احادیث بے معنی ہو کر رہ جائیں گی۔اس لئے امت مسلمہ کااس بات پر اجماع ہے کہ ہم اپنے اعمال کا ثواب والدین اور جمیع مومنین ومومنات کو پہنچاسکتے ہیں اوراس سے انہیں فائدہ بھی پہنچتاہے۔

دعابعداز حیلہ اسقاط

اسقاط سے فارغ ہونے کے بعد یہ دعامانگیں :۔**اللهم تقبل هذه الحيلة الشرعية بحرمة نبيک المصطفی ﷺ واجعلها لهذا الميت نجاتا وامانا عن التقصيرات والنقائص وفلاحا وفراغا لذمته عن الحقوق ومخلصا من العتاب**

[221]۔عبدالجلیل، پشاوری، سیف المقلدین علی اعناق المنکرین، ص:375، مطبوعہ در مطبع احمدی دہلی

وعذاب السعیر ۔اللھم اجعلھا لہ من الحقوق جبیرۃ ومن المعاصی فدیۃ والی رضاک وسیلۃ والی الجنۃ قائدۃ ومن النار سرا وحجابا ۔اللھم ثبتہ بالقول الثابت اللھم ثبت قدمیہ علی الصراط یوم تزول الاقدام۔اللھم خصہ بالروح والراحۃ والمغفرۃ والرضوان ۔اللھم ان کان محسنا فزد فی احسانہ وان کان مسیئا فتجاوز عنہ ولقہ الامن والبشری والکرامۃ والذلفی واغفرلنا ولجمیع المؤمنین وصلی اللہ تعالی علی خیرخلقہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم برحمتک یاارحم الراحمین[222]۔

[222]- جرأۃ الائمۃ ص56، ناشر حبیب اللہ بستی

ختام المسک

پچھلے صفحات میں آپ حضرات نے مسئلہ حیلہ اسقاط للاموات کے بارے میں مفصل طور پر پڑھا ہوگا اور مکمل آگاہی حاصل کرلی ہو گی لیکن یہاں پر اس مسئلے کا نچوڑ ذکر کر رہا ہوں۔

(1) پہلے باب میں مطلقا حیلہ کی تعریفات، اقسام، حکم اور فقہاء و محدثین و مفسرین کے اقوال ذکر کئے ہیں اور یہ ثابت کیا ہے کہ ہر وہ حیلہ جس میں ابطال حق یا احقاق باطل نہ ہو تو وہ حیلہ جائز وروا ہے ۔حیلے کے ساتھ اسقاط کا بھی لغوی و شرعی اعتبار سے وضاحت کی گئ ہے

(2) دوسرے باب میں قرآن مجید سے حیلہ کا ثبوت پیش کیا ہے۔اور اس سلسلے میں چند آیات کریمہ (i) خذ بیدک ضغثا فاضرب بہ و لا تحنث[223]۔(ii) کذلک کدنا لیوسف[224]۔(iii) فنظر نظرۃ فی النجوم[225]۔

---

[223]- ص:44

[224]- یوسف:76

[225]- الصافات:88

بطور دلیل پیش کی ہیں۔اور اسی کے تحت مفسرین کرام کے ارشادات بھی من و عن نقل کئے ہیں تاکہ ابھام وشبہ کی گنجائش باقی نہ رہے۔اسی باب میں منکرین حیلہ آیت کریمہ بطور اعتراض پیش کرتے ہیں کہ ارشاد باری تعالی ہے :**ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت۔الآیۃ**۔کہ یہود پر اللہ تعالی کی طرف سے ہفتہ کے دن شکار بند تھالیکن پھر بھی حیلوں بہانوں سے شکار کیا کرتے تھے۔

اس آیت کریمہ کا بھی مسکت جواب صاحب تفسیر روح المعانی کی طرف سے دیا ہے۔ اور چونکہ یہودیوں نے امور غیر مشروعہ حرام کام کے لئے حیلہ کیا تھا۔ہمارے نزدیک بھی یہ حیلہ جائز نہیں۔اور اسی کے جواب میں علامہ مفتی محمد شفیع صاحب کی تفسیر کا اقتباس بھی نقل کیا ہے اور شرعی وغیر شرعی حیلوں کی تقسیم بھی اسی باب میں آیات کریمہ کی روسے کی ہے۔

(3) تیسرے باب میں احادیث مبارکہ سے حیلے کا ثبوت پیش کیا ہے اور اس میں بھی طرز سابق کی طرح محدثین کے ارشادات تحت الاحادیث نقل کئے ہیں۔اور اس سے ثابت یہ کیا ہے کہ امور غیر مشروعہ سے بچنے کے لئے حیلہ جائز ہے۔احادیث کے بعد نظائر الحیلۃ فی الفقہ الحنفی قلم بند کیا ہے۔اور مختلف حیلے کتب فقہ سے استخراج کر کے ذکر کئے ہیں۔اور اس باب کے آخر میں یہ بھی ثابت کیا ہے کہ سلف صالحین علماء وفقہاء

اولی الامر کے زمرے میں داخل ہیں۔ اور علماء کرام کی فقہی آراء، علمی اقوال، فتاوی وتحقیقات اور اجتہادات کی حجیت ہمیشہ کتابت وسنت کے تابع اور مشروط ہوتی ہے۔

(4) چوتھے باب میں مسئلہ حیلہ اسقاط پر مفصل و مدلل بحث کی گئی ہے اور علامہ شامی رحمہ الباری کا طریقہ بمعہ متن اور علامہ شرنبلالی کا طریقہ قلم بند کیا ہے۔ اس باب میں حیلہ بغیر وصیت کے کرنا اور اس کے متعلق احادیث، قرضہ لے کر حیلہ کرنا قبل از دفن حیلہ کرنا، از روئے تبرع حیلہ کرنا، دوران قرآن مجید کا ثبوت، جنازہ کے ساتھ مٹھائی، غلہ لے کر جانا اور تقسیم کرنا، ہبہ میں رجوع اور اس کے تحت شارحین کے اقوال ذکر کئے ہیں۔

(5) پانچویں باب میں حیلہ اسقاط کا تیسرا طریقہ علامہ الفاضل عبدالجلیل پشاوری رحمہ الباری کا نقل کیا ہے۔ اس باب میں وہ امور جن کے لئے حیلہ لازمی ہے ذکر کیا ہے ۔دور کا لازم ہونا، سستی سے کام نہ لینا، مدارس کا حیلے سے چلنا، مقدار فدیہ، جدید پیمانہ سے اور فتاوی رضویہ کے تحریر کردہ حساب سے ذکر کیا ہے۔ عورت کے لئے ایام حیض کا استثناء حقوق ارباب مجہولہ کا فدیہ، کفارہ ایمان اور پھر اس کے بعد فقہاء کرام کی عبارات اختصار کے ساتھ نقل کیں ہیں۔ فتاوی سراجیہ، فتاوی عالمگیری، خلاصۃ الفتاوی، عین الھدایہ، منحۃ الخالق، بحر الرائق، حاشیہ شیخ شلبی، جامع الرموز، بنفع المفتی والسائل

،الاشباء والنظائر ،ملتقط، کبیری،التیسیر، کفایت المفتی اور رشید احمد گنگوہی سرفراز گھکڑوی کی کتب میں حیلہ کے ثبوت ذکر کئے ہیں اس کے بعد دیگر شرائط اور ایک اور مسئلہ کہ میت کے ساتھ قرآن مجید لے کر جانے کا جواز لکھا ہے۔

اب جب اتنے کثیر التعداد اجل فقہاء و محدثین اور مفسرین کا اس مسئلے پر اتفاق رہا ہے تو آج کونسا ایسا مجدد وفقیہہ آگیا جو نئی شرائط لے کر اس مسئلے کا انکار کر رہا ہو اور اس کو بدعت سیۂ سے تعبیر کرتا ہو۔

لہٰذا ضروری اور قابل العمل ہے کہ ایسا مسئلہ جو فقہاء و مجتہدین کا متفقہ طور پر منظور شدہ ہو اس کو عملی جامہ پہنانا ضروری ہے۔اور جب کوئی طریقہ شریعت مطہرہ کے متصادم اور خلاف نہ ہو تو اس کے کرنے میں کوئی حرج نہیں اگر یہ طریقہ شریعت مطہرہ کے متصادم ہوتا تو فقہاء کرام ہر گز اس کی تصریح نہ کرتے۔

اس مقالے میں خالصتا حیلے پر بحث کی گئی ہے چند ایک مسئلے موضوع سے ہٹ کر ہیں لیکن اس کا حیلے کے ساتھ ذکر کرنا مناسب خیال کیا۔ تاکہ ساتھ ساتھ دیگر شبہات کا بھی ازالہ ہو سکے۔آج دور کچھ ایسا ہے کہ جب لوگ کسی کام کا ثمرہ نہیں دیکھ پاتے تو انہیں ہر چیز باعث نقصان نظر آتی ہے۔اور وہ ہر صدقہ و خیرات کو نقصان وزیان خیال

کرتے ہیں ۔یقیناًان لوگوں کا ایمان بالغیب کمزور ہو چکا ہے ۔ سرکاردوعالم ﷺ کا فرمان ہے کہ **"لاتزال امتی صالحا امرھا مالم ترا الامانة مغنما والصدقة مغرما"۔(الحدیث)**

کہ میری امت کا حال اس وقت تک درست رہے گا جب تک وہ امانت کو لوٹی کا مال اور راہ خدا میں خیرات وصدقات کو تاوان (چٹی) تصور نہیں کریں گے ۔اس حدیث مبارکہ پر غور کرکے سوچیں کہ آج ہم کس ڈگر پر کھڑے ہیں۔ لہٰذا معترضین ومنکرین کے اعتراضات پر کان نہ دھریں، کیونکہ نہ ماننے والوں کا کوئی علاج نہیں۔اور ہم تو حق کے حامی ہیں ۔اور حق بات جو کہے ہمارا سر تسلیم خم ہے۔ہم کسی کے نظریات و فرمودات کے پابند نہیں ہیں۔اور نہ ہی کسی کے اندھادھند تقلید کرنے والے ہیں ہمارا معیار تقلید قرآن وحدیث اور عمل سلف صالحین حق پر ہے۔اگر کسی کا عقیدہ یا فرمودہ ایسا ہے جو کتاب وسنت اور سلف صالحین کے عقائد و نظریات کے خلاف ہے۔ تو ہم اس عقیدہ کے مخالفت کرتے ہیں اور اس فرمودہ کو بھی رد کرتے ہیں کتب سلف صالحین پر ہمارا اعتماد اس لئے ہے۔ کہ ان کی کتب قرآن وسنت سے ہی ماخوذ ہیں۔ ہم بزرگان اولی کو بعد میں آنے والے علماء پر بہر صورت ترجیح دیتے ہیں کیونکہ ہمارے سارے علماء گزشتہ اسلاف کے پیروکار رہے ہیں نہ کی اسلاف نے بعد میں آنے والوں کے پیروی کی ہے۔اس مسئلے میں بھی ہم نے اسی معیار کو سامنے رکھا ہے۔ کہ کتب اسلاف نے اس کو

نمایاں انداز میں پیش کیا ہے۔ تو فقیر نے اسی اسلاف کے فرامین کو یکجا کر کے آپ کے سامنے پیش کیا ہے۔

اللہ تعالی ہمیں بزرگان دین اور سلف صالحین کے نقش قدم پر قائم ودائم رکھے اور بروز قیامت سرخروئی عطافرمائے آمین ثمہ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔
اگراس کے باوجود پھر بھی نہ مانے تو بقول شاعر:

گرنہ بیند بروز شپرہ چشم

چشمہ آفتاب راچہ گناہ

خادم العلم والعلماء

عبدالرحمن مروت سمندر شریف لکی مروت سرحد

03427590690

المصادر والمراجع

کتابِ الٰہی

1. قرآن مجید

تفاسیر

1. خازن، علامہ علی بن محمد، متوفی: 725ھ، تفسیر خازن، مطبوعہ مکتبہ التجاریہ شارع محمد علی بمصر
2. آلوسی، علامہ، ابی الفضل شہاب الدین السید محمد، متوفی 1270ھ، تفسیر روح المعانی مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت لبنان
3. الرازی، امام محمد، فخر الدین ابن العلامہ ضیاء الدین، متوفی :606ھ، تفسیر کبیر مطبوعہ دار الفکر لطباعۃ والنشر والتوزیع بیروت
4. ابی سعود، القاضی، محمد بن محمد بن مصطفی العمادی، المتوفی :982، تفسیر ابی سعود، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
5. النسفی، علامہ، ابو البرکات احمد بن محمد، متوفی :710ھ تفسیر مدارک التنزیل مطبوعہ مکتبہ التجاریہ الکبری شارع محمد علی بمصر

6. البیضاوی ،علامہ ناصر الدین ابی سعید عبد اللہ بن عمر بن محمد الشیرازی ،متوفی :685ھ تفسیر بیضاوی مطبوعہ دار فراس للنشر والتوزیع
7. ملا جیون ،شیخ احمد ،المتوفی :1130ھ التفسیرات الاحمدیہ ،مطبوعہ ،مکتبہ اکرمیہ محلہ جنگی پشاور
8. حقی ،علامہ شیخ اسماعیل ،متوفی :1137ھ ،تفسیر روح البیان ،مطبوعہ دار احیاء التراث العربی ،بیروت لبنان
9. ابو الحیان ،محمد بن یوسف ،اندلسی ،متوفی:754ھ ،تفسیر البحر المحیط ،مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان
10. طبری ،علامہ ابی جعفر محمد بن جریر ،تفسیر طبری ،مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ،لبنان
11. الماتریدی ،علامہ ابی منصور محمد بن محمد بن محمود ،متوفی 333ھ ،تفسیر مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
12. الماوردی ،علامہ ابی الحسن علی بن محمد بن حبیب ،متوفی :450ھ تفسیر ماوردی مطبوعہ مؤسسة الکتب الثقافیہ ، بیروت لبنان
13. ابن کثیر ،حافظ ابو الفدا ء عماد الدین ،متوفی :774ھ تفسیر ابن کثیر مطبوعہ دارابن حزم لطباعة والنشر والتوزیع ،بیروت لبنان
14. الشوکانی ،محمد بن علی بن محمد ،متوفی :1250ھ تفسیر فتح القدیر ،مطبوعہ دار المعرفة بیروت ،لبنان

15. الثعالبی ،شیخ سیدی عبد الرحمن ،تفسیر الجواھر الحسان فی تفسیر القرآن ،مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
16. ضیاء الامت ،پیر محمد کرم شاہ ،المتوفی تفسیر ضیاء القرآن مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور،پاکستان
17. مفتی محمد شفیع ،دیوبندی ،متوفی ،1396ھ ،تفسیر معارف القرآن،مطبوعہ ادارۃ المعارف کراچی پاکستان
18. محمد نعیم دیوبندی ،تفسیر کمالین علی الجلالین ،مطبوعہ مکتبہ شرکت علمیہ ملتان پاکستان
19. وحید الدین خان ،تفسیر تذکیر القرآن ،مطبوعہ دار التذکیر اردو بازار لاہور پاکستان
20. الشربینی ،محمد بن احمد الخطیب ،المتوفی :977ھ ،تفسیر السراج المنیر،مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان
21. کاندھلوی ،حبیب الرحمن ،حاشیہ تفسیر بیضاوی ،مطبوعہ، حاجی سعید اینڈ کمپنی کراچی
22. ابی بکر احمد بن علی الرازی الجصاص ،الحنفی ،المتوفی370،احکام القرآن دار الکتاب العربی بیروت لبنان
23. محمد علی صابونی ،روائع البیان تفسیر الآیات الآحکام ،منشورات مکتبۃ الغزالی دمشق سوریا
24. السیوطی ،امام جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر المتوفی :911 الاتقان فی علوم القرآن دار الکتاب العربی بیروت لبنان

25. الصاوی ،احمد بن محمد المالکی ،تفسیر صاوی علی الجلالین مطبوعہ مصطفی البابی الحلبی بمصر

26. الجمل ،سلیمان بن عمر العجیلی الشافعی ،المتوفی :1204ھ تفسیر الفتوحات الألھیۃ مطبوعہ ،عیسی البابی الحلبی بمصر

27. علامہ سید امیر علی، تفسیر مواھب الرحمان، مکتبہ رشیدیہ لیمیٹڈ، 32اے شاہ عالم مارکیٹ لاھور

28. ابو الاعلی مودودی، تفسیر تفھیم القرآن، مطبوعہ مکتبہ تعمیر انسانیت، اندرون موچی دروازہ لاھور 1981ء

29. عبد الرحمن کیلانی، تیسیر القرآن مطبوعہ مکتبۃ السلام سٹریٹ 20 وسن پورہ لاھور

30. حافظ صلاح الدین یوسف، احسن البیان، طبع دار السلام، ریاض، جدہ، شارجہ

31. قاضی ثناء اللہ پانی پتی، تفسیر مظھری (اردو)، مطبع ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاھور

علم تفسیر

32. الجوزی، ابی الفرح، جمال الدین، عبد الرحمن بن علی بن محمد، المتوفی: 597ھ زاد المیسر فی علم التفسیر، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

حدیث

33. البخاری،امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل متوفی:256ھ ،الجامع الصحیح البخاری ،مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی پاکستان
34. مسلم ،امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری المتوفی:261ھ الصحیح مسلم ،مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی پاکستان
35. الترمذی،امام ابو عیسی محمد بن عیسی المتوفی:279ھ الجامع الترمذی ،مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اردوبازار،لاہور پاکستان
36. ابی داؤد ،سلیمان ابن الاشعث سجستانی ،المتوفی :275ھ مطبوعہ دار الفکر بیروت لبنان
37. الخطیب العمری :علامہ ولی الدین محمد بن عبد اللہ ،متوفی :742ھ،مشکوۃ المصابیح مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان پاکستان
38. الھندی ،البرھان فوری ،علامہ علاؤا لدین علی المتقی بن حسام الدین ،المتوفی :975ھ کنز العمال ،مطبوعہ مکتبہ التراث الاسلامی،حلب

39. ابن خزیمه، امام محمد بن اسحاق المتوفی: 311ھ صحیح ابن خزیمه، مطبوعه مکتبه اسلامی بیروت

40. المنذری ،حافظ ذکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی ،المتوفی :656ھ الترغیب والترهیب مطبوعه مکتبه مصطفی البالی الحلبی واولاده بمصر

41. النووی ،محی الدین ابی زکریا ،یحیی بن شرف :المتوفی :676ھ الازکار المنتجنة من کلام الابرار ،مطبوعه مکتبه مصطفی البالی الحلبی، بمصر

42. النووی ،محی الدین ابی زکریا یحیی بن شرف ،المتوفی :676ھ،ریاض الصالحین ،مطبوعه ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاهور

43. ابن ماجه، الحافظ ابی عبدالله محمد بن یزید القزوینی، سنن ابن ماجه دار الکتب العلمیه بیروت

44. امام علی بن عمر المتوفی: 385 سنن دارقطنی مطبوعه نشر السنة ملتان

45. النسائی، القاضی احمد بن شعیب بن علی بن هجر بن سنان ،سنن النسائی، مطبوعه نور محمد کتب خانه کراچی

شروحات حدیث

46. ابن حجر عسقلانی ،علامه شهاب الدین احمد بن علی ،المتوفی:852ھ ،فتح البا ری شرح بخاری ،مطبوعه مکتبه الکلیات الازهریه،مصر

47. گنگوهی ،رشید احمد دیوبندی ،متوفی 1323ھ لامع الدراری علی جامع البخاری ،مطبوعه ایچ ،ایم سعید کمپنی کراچی پاکستان

48. طیبی ،محمد شرف الدین حسین بن عبد الله بن محمد ،المتوفی :743ھ طیبی شرح مشکوة ،مکتبه نزارمصطفی البازمکة المکرمة

49. القاری ،ملاعلی بن سلطان محمد ،المتوفی :1014ھ مرقات المفاتیح شرح مشکوة المصابیح ،مطبوعه مکتبه امدادیه ملتان پاکستان

50. ابو طیب،محمد شمس الحق عظیم آبادی ،عون المعبود برحاشیه ابی داؤد ،مطبوعه دار الکتب العربی بیروت لبنان

51. الشوکانی ،امام محمد بن علی بن محمد ،المتوفی :1455ھ،نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار ،مطبوعه دار الفکر للطباعة والنشر والتوزیع،بیروت لبنان

52. عینی، علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد المتوفی 885 مطبوعہ ادارۃ المنیریۃ بمصر

53. السندی، ابی الحسن، حاشیۃ النسائی، مطبوعہ نور محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی

54. المجدد ی ،شیخ عبدالغنی دھلوی ،المتوفی 1295 النجاح الحاجۃ بر حاشیۃ سنن ابن ماجہ، مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی

55. سعیدی، غلام رسول علامہ، شرح صحیح مسلم، مطبوعہ فرید بک سٹال اردو بازار لاہور

56. امجدی، شریف الحق علامہ، نزھۃ القاری شرح بخاری ،مطبوعہ فرید بک سٹال اردو بازار لاہور

57. وحید الزمان، تیسر البخاری شرح بخاری، مطبوعہ نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

58. میرٹھی ،بدر عالم ،بدر الساری الی فیض الباری علی البخاری، مطبوعہ محمد یعقوب الفراھی لاھور

لغت

59. الجرجانی ،علی بن محمد الشریف ،المتوفی 816ھ التعریفات، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

60. السید محمد عمیم الاحسان ،التعریفات الفقهیه ،مطبوعه ،دار الکتب العلمیه ،بیروت لبنان

61. ابن منظور ،ابی الفضل جمال الدین محمد بن مکرم ،المصری المتوفی 711ھ ،لسان العرب ،مطبوعه دار صادر بیروت لبنان

62. سعودی ابو جیب ،القاموس الفقهی لغۃ و اصطلاحا ،مطبوعه دار الفکر دمشق سوریا

63. المقرئ الفیومی ،احمدبن محمد بن علی ،قاموس المصباح المنیر ،مطبوعه دار الفکر للطباعة والنشر والتوزیع ،بیروت لبنان

64. الموسوعة الفقهیه،مطبوعه وزارت الاوقاف والشؤون الاسلامیة الکویت

65. الراغب ،الاصفهانی ،المتوفی :502ھ مفردات القرآن الحکیم،مطبوعه دار القلم،دمشق سوریا

66. الشیخ ،نجم الدین ابی حفص عمربن محمد الحنفی المتوفی :537ھ الطلبة الطلبة مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت لبنان

67. کیرانوی ،وحید الزمان قاسمی،القاموس الوحید ،مطبوعه ادارہ اسلامیات لاهور پاکستان

68. قلعه جی ،دكتور محمد رواس ،موسوعه فقه عبد الله بن عباس،مطبوعه التراث الاسلامی جامعه ام القری مكة المكرمه

69. محمود ،عبد الرحمن ،عبد المنعم ،دكتور ،معجم المصطلحات و الالفاظ الفقهية مطبوعة دار الفضيلة القاهرة مصر

سیرت

70. الامام شهاب الدين احمد بن حجر ،الهيتمی المكی الشافعی المتوفی 974ھ ،الخيرات الحسان فی مناقب النعمان مطبوعه شركة دار الارقم بن ابی الارقم للطباعة و النشر و التوزيع ،بيروت لبنان

71. قاضی عياض مالكی ،الشفاء بتعريف حقوق المصطفی ﷺ،مطبوعه دار الكتاب العربی بيروت

اصول فقه

72. التفتازانی ،علامه سعدالدین ،المتوفی 792ھ التوضیح والتلویح،مطبوعه محمدعلی صبیح واولاده بمیدان الازهر بمصر

73. ملاجیون ،شیخ احمد ،المتوفی :1130ھ نور الانوار فی شرح المنار مطبوعه مکتبه رحمانیه اردوبازار لاهور

74. الامام علاؤ الدین عبدالعزیز بن احمد البخاری المتوفی730ھ،کشف الاسرار عن اصول فخر الاسلام البزدوی مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت لبنان الطبعة الاولی 1997م

عقائد

75. عبد الجلیل پشاوری ،علامه ،سیف المقلدین علی اعناق المنکرین مطبوعه درمطبع احمدی دهلی

76. الداجوی ،مولانا حمد الله دیوبندی ،البصائر ،مطبوعه ایشک کتابوی استنبول ترکی

77. الجوزی،لابن قیم،الامام شمس الدین محمد بن ابی بکر بن ایوب الذرعی الدمشقی الروح لابن قیم مکتبه المتنبی القاهرة مصر

78. لسیوطی ،الامام جلال الدین ،المتوفی :911ھ شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور ،داراحیاء الکتب العربیه بمصر

79. عبد الحکیم شرف ،القادری ،شیخ الحدیث ،غایۃ الاحتیاط،مطبوعہ مکتبہ رضویہ لاہور
80. سرفرازصفدر ،گھکڑوی ،راہ سنت ،مطبوعہ مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ
81. خواجہ قمر الدین سیالوی ،تنویر الابصار،مطبوعہ آستانہ عالیہ سیال شریف ضلع سرگودھا
82. قاضی شمس الحق افغانی،رسالہ صحیح مسلک مطبوعہ مکتبۃ رحیمیہ اکوڑہ خٹک
83. مفتی احمد یار خان ،جاء الحق مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
84. عبدالمجید افغانی ،آخری منزل (بزبان پشتو)مطبوعہ مرکزی مجلس رضا لاہور

فتاوی

85. الامام علی بن عثمان بن محمد سراج الدین،فتاوی سراجیہ ،مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
86. طاہر بن عبد الرشید ،خلاصۃ الفتاوی ،مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ

87. ملانظام الدین متوفی :1161ھ فتاوی ھندیه (عالمگیری)مطبوعه مکتبه ماجدیه

88. الشاه عبد العزیز ،محدث دھلوی ،فتاوی عزیزی ،مطبوعه رحمان گل پبلشرز ،پشاور

89. امام ناصر الدین ابی القاسم محمد بن یوسف الحسینی السمرقندی ،الملتقط فی الفتاوی الحنفیه مطبوعه مکتبه عربیه کانسی روڈ کوئٹه

90. لسمرقندی ،الشیخ نصر بن محمد بن ابراھیم المتوفی :373ھ عیون المسائل ،مطبوعه مکتبه مکة المکرمة نزد مسجد نور کانسی روڈ کوئٹه

91. کفایت اللہ ،دیوبندی ،فتاوی کفایت اللہ المفتی ،مطبوعه ،دار الاشاعت اردو بازار لاھور

92. امام احمد رضا خان ،البریلوی ،المتوفی:1340ھ فتاوی رضویه ،مطبوعه رضا فاؤنڈیشن لاھور پاکستان

93. گنگوھی ،رشید احمد ،دیوبندی ،المتوفی :1323ھ فتاوی رشیدیه ،مطبوعه ،محمد سعید اینڈ سنز کراچی

94. طحطاوی ،علامه احمد بن محمد ،المتوفی :1231ھ حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار مطبوعه مذارد

95. حصکفی ،علامہ علاؤ الدین محمد بن علی بن محمد،متوفی:1088ھمطبوعہندارد

96. مفتی فرید،فتاوی فریدیہ ،ناشر حافظ حسین احمد دار العلوم صدیقیہ زوبی ضلع صوابی

97. امام حافظ الدین محمد بن محمد بن شہاب المعروف بابن البزاز،المتوفی 827،فتاوی بزازیہ علی ھامش ہندیہ مکتبہ ماجدیہ طوغی روڈ کوئٹہ

98. مولانااشرف علی تھانوی، امداد الاحکام، ناشر مکتبہ دارالعلم کراچی

فقه

99. السرخسی ،علامه شمس الدین محمد بن احمد ،متوفی :483ھ المبسوط ،مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت لبنان
100. شیخ ابن نجیم زین الدین مصری ،حنفی ،المتوفی :970ھ الاشباہ و النظائر ،مطبوعه دار الکتب العلمیه بیروت
101. مرغینانی ،علامه ابو الحسن علی بن ابی بکر المتوفی :593ھ الهدایه (اولین) مطبوعه مکتبه رحمانیه اردو بازار لاهور
102. الشرنبلالی ،علامه حسن بن عمار ،المتوفی :1069ھ نور الایضاح ،مطبوعه مکتبه امدادیه ملتان پاکستان
103. طحطاوی ،علامه احمد بن محمد ،المتوفی :1231ھ حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح ،مطبوعه قدیمی کتب خانه آرام باغ کراچی
104. الشرنبلالی ،علامه حسن بن عمار ،المتوفی :1069ھ مراقی الفلاح شرح نور الایضاح مطبوعه مکتبه امدادیه ملتان پاکستان
105. ابراهیم الحلبی ،المتوفی :956ھ کبیری مع صغیر ی ،مطبوعه ،مکتبه اسلامیه کوئٹه پاکستان

106. علامہ امیر علی، عین الهدایہ، مطبوعہ، ادارہ نشریات اسلام قذافی مارکیٹ لاہور

107. ابن نجیم، علامہ زین الدین، المتوفی :970ھ البحر الرائق شرح کنز الدقائق، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

108. شامی، علامہ سید محمد امین ابن عابدین، المتوفی :1252ھ منحۃ الخالق، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

109. مولانا امجد علی، المتوفی 1376ھ بہار شریعت، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

110. علامہ سیف اللہ رحمانی، جدید فقہی مسائل، مطبوعہ :پروگرمیسو بکس لاہور

111. الصاغرجی، اسعد محمد سعید، الیسیر فی الفقہ الحنفی، مطبوعہ دار الکلم الطیب دمشق بیروت لبنان

112. الکھنوی، علامہ عبد الحی، المتوفی 1304ھ بننع المفتی و السائل، مطبوعہ کتب خانہ مجیدیہ ملتان

113. خراسانی، امام شمس الدین محمد، المتوفی 962ھ جامع الرموز مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

114. ابن عابدین، علامہ سید محمد امین المتوفی :1252ھ رسائل ابن عابدین، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور

115. ابن عابدین ،علامه سید محمد امین المتوفی :1252ھ الهدایة العلائیه، مطبوعه مکتبة القدس کانسی روڈ کوئٹه

116. الامام شهاب الدین احمد بن حجر الهیتمی الملکی الشافعی المتوفی :974،الخیرات الحسان مطبوعه شرکة دار الارقم لطباعة والنشر والتوزیع بیروت

117. دکتوره نشوة العلوانی ،الحیل الشرعیة بین الحظر والاباحة مطبوعه دار اقرأ دمشق سوریا

118. علامه شهاب الدین احمد شلبی ،حاشیه الشلبی علی تبیین الحقائق، مطبوعه مکتبه امدادیه ملتان، پاکستان

119. اشرف علی تهانوی ، المصالح العقلیه للاحکام النقلیه ، کتب خانه جمیلی، 80 دی مال ٹاؤن لاهور

120. قاضی فیض عالم هزاروی، وجیز الصراط، طبع مؤسسة الشرف لاهور

121. محمد اعزاز علی، الاصباح حاشیه نور الایضاح، مطبوعه مکتبه رحمانیه غزنی سٹریٹ لاهور

122. محمد صدیق احمد انواروی کاندهلوی، نشاط الارواح ترجمه و حاشیه نور الایضاح، مطبع قرآن محل کراچی

123۔ محمد، شفیع، مفتی، جواهر الفقه ، حیله إسقاط کی شرعی حیثیت، مطبوعه، مکتبه دار العلوم کراچی

124۔ تقي عثمانی،مفتی،غیر سودی بینکاري ،مطبعه مکتبه المعارف کراتشي